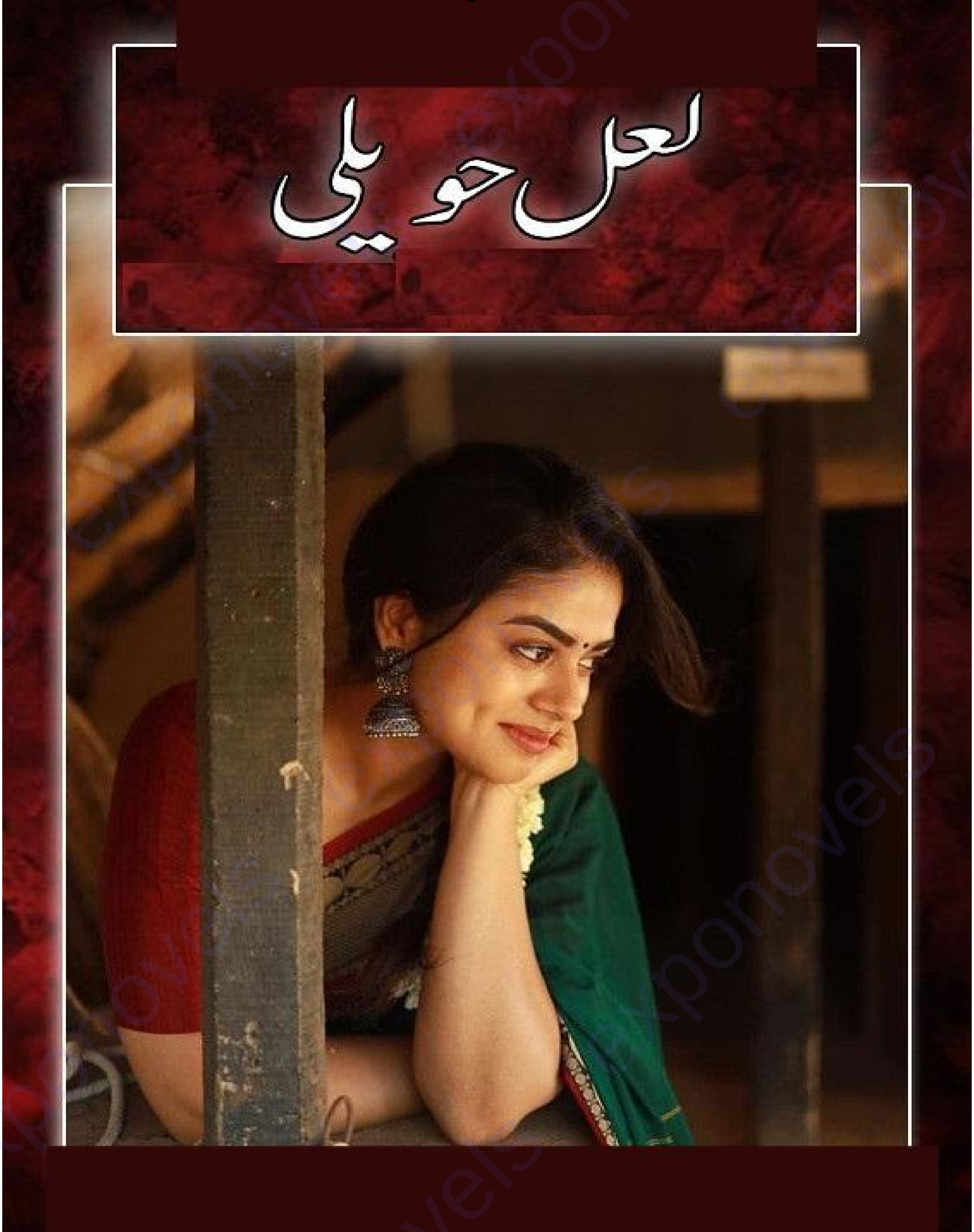

For more visit (exponovels.com)

لال حویلی

دی بیسٹ ناولز

مکمل ناول

"مورے مجھے آگے پڑھنا ہے آپ پلیز بابا سائیں اور لالا سے بات کریں ناں"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سحر نادیہ شاہ کے پاس آکر بیٹھتی بولی جو ملازماوں سے سردیوں کے کپڑے ترتیب سے اپنی الماری میں سیٹ کروا رہی تھیں۔

اُسے دیکھ کر وہ مسکرائیں مگر اُس کی بات پر اُن کی مسکراہٹ سمٹی۔

"سحر آپ جانتی ہیں ناں آپ کے باباسائیں اور لالا نے سختی سے منع کر رکھا ہے کہ آپ کالج سے آگے ہرگز نہیں پڑھیں گی تو اس ضد کا مقصد؟"

وہ سنجیدگی سے بولیں تو سحر نے منہ بسورا۔

"مورے آگے پڑھنا میرا شوق ہے۔۔۔ پلیز آپ ایک دفعہ بات کریں تو سہی نہیں تو میں خود بات کروں گی لالا سے بھی اور باباسائیں سے بھی"

وہ رونی صورت بنا کر بولی تو نادیہ شاہ نے اسے گھورا۔

"میں اُن سے بات کر کے ڈانٹ نہیں سننا چاہتی ار ناں ہی آپ اُن سے بات کریں گی آپ کے بابا ناراض ہوں گے اس طرح۔۔۔

خاندان کی باقی بچیاں بھی تو خاموشی سے گھر ہی بیٹھی ہیں بچے آپ بھی اب گھرداری میں دل لگاؤ بھول جاؤ اس پڑھائی کو"

وہ اُسے سمجھاتی ہوئی بولیں تو اُس نے ان کے گرد بازو لپٹائے۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

"پلیز مورے آپ میری پیاری مورے ہیں ناں بس ایک دفعہ باباسائیں سے بات کرلیں۔۔۔ہزاروں لڑکیاں پڑھتی ہیں یونیورسٹیز میں میں کوئی انوکھی تو نہیں ہوں"

وہ ہونٹ باہر نکال کر بولی تو نادیہ شاہ نے فکر مندی سے اسے دیکھا۔

وہ بیٹی کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھیں مگر اپنے خاندان کی روایات سے اچھی طرح واقف تھیں۔

"اچھا ٹھیک ہے میں آج آپ کے بابا سے بات کروں گی۔مجھے یقین ہے آپ کو اجازت ہر گز نہیں ملنے والی مگر آپ کی خاطر میں ایک کوشش ضرور کروں گی"

وہ محبت سے اسے دیکھتیں مسکرا کر بولیں تو اُس کا چہرہ چمک اُٹھا۔

"تھینک یو سو مچ مورے۔۔۔مجھے پتہ تھا میری مورے بہت اچھی ہیں مجھے انکار نہیں کریں گی"

وہ خوشی سے بولی تو اُنہوں نے دل ہی دل میں ماشاللہ بولا تھا۔

اس وقت وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی کہ اُنہیں خوف محسوس ہوا تھا کہ اُسے کہیں ان کی نظر ہی نہ لگ جائے۔

"اچھا آپ اب جائیں مجھے کام کروانے ہیں"

اُن کی بات پر وہ سر ہلا کر نیچے کی طرف بڑھی۔

"میں نے بات کی تھی تم سب سے کہ جلد ہی منت اور سالار شاہ کا نکاح کر کے سادگی سے رخصتی کر دی جائے"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

آغاسائیں کی بھاری آواز نے لاؤنج میں خاموش سی فضا قائم کی۔

"باباسائیں میں تو اُسی وقت آپ کے فیصلے پر اپنی رضامندی ظاہر کر چکا ہوں۔۔۔"

سلمان شاہ نے اپنے پیچھے کھڑیں نور شاہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھامتے سنجیدگی سے کہا۔

"ہم مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں آپ کے اس فیصلے سے۔آپ جب چاہیں ہمیں بتادیجیے گا ہم تیار ہیں"

مراد شاہ کی بات پر آغاسائیں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے بچیوں کے شادی بیاہ معاملے میں دیری بلکل پسند نہیں کرتا اس لیے منت کے بڑے ہونے کی خاطر ابھی اسی کے بارے میں فیصلہ کیا ہے۔۔۔سالار شاہ سے میں خود بات کر لوں گا اور مجھے یقین ہے وہ میری بات سے انکار نہیں کرے گیا"

آغاسائیں کہتے ہوئے اٹھ کر مردان خانے کی طرف بڑھے۔

پیچھے نادیہ اور نور شاہ ابھی بھی یُو نہی بت بنی اپنے شوہروں کے پیچھے کھڑی تھیں۔

اُن کے خاندان میں عورت کے لیے یہ قانون تھا کہ جب شوہر کام سے گھر ائے تو بیوی سارے کام کاج چھوڑ کر اُس کے پاس کھڑی ہو جائے۔

وہ دونوں اب اپنے شوہروں کے اٹھنے کا اِنتظار کر رہی تھیں تا کہ خود بھی یہاں سے ہل سکیں۔

آخر کار جب مراد شاہ صوفے سے اٹھے اور اپنی شال نادیہ شاہ کی طرف بڑھائی تو وہ تیر کی تیزی سے ان کے قریب ہوئیں۔

شال اُن سے تھام کے اُن کے دونوں کندھوں پر پھیلائی تو وہ کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

پیچھے سلمان شاہ بھی اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب اٸے تو دونوں لمبے سانس لیتیں ایک صوفے پر آ بیٹھیں۔

"منت سے بات کی آپ نے"

نور بیگم کے سوال پر نور شاہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"مراد سائیں نے کہا تھا وہ خود بات کریں گے منت سے اس لیے میں نے اُس سے کچھ نہیں کہا"

نادیہ شاہ کی بات پر نور بیگم نے سر ہلایا۔

"دکھ نہیں رہیں دونوں کہاں ہیں؟"

نور بیگم نے اِدھر اُدھر نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

"کھانا کھا کر ہی سو گئی تھیں۔آپ جانتی تو ہیں اماں کو اُن کا دیر تک جاگنا پسند نہیں"

اُن کے جواب پر نور بیگم نے سر ہلایا۔

پھر کچھ دیر بعد دونوں ہی اٹھ کر اپنے اپنے کمروں کی جانب چلی آئی تھیں۔

نادیہ شاہ کمرے میں ائیں تو مراد شاہ بیڈ کراؤن سے بیٹھے ٹیک لگاۓ بیٹھے فون پر کسی سے بات کر رہے تھے۔

اُنھوں نے غور سے اپنے شوہر کو دیکھا تھا اُن کی شادی کو بتیس سال ہو گئے تھے۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

مگر آج تک اُنہیں نے کبھی بھی مراد شاہ کو غیر سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔

صرف وہ ہی بھی ان کے خاندان کے تمام مرد ہی بے حد سخت اور سنجیدہ رہنے کے عادی تھے۔

حالانکہ اُن کی بیٹیاں بہت معصوم کر چنچل تھیں مگر وہ بھی جانتی تھیں کہ ہماری شرارتیں اور مذاق صرف باپ بھائیوں کی غیر موجودگی تک ہی ہونے چاہئیں۔

وہ دروازہ بند کرتیں بیڈ کے پاس آکر کھڑی ہوئیں تو مراد شاہ نے آنکھوں سے اُنہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ سمجھ چکے تھے وہ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں۔

کیونکہ جب بھی نادیہ شاہ کو کچھ کہنا ہوتا وہ ہمیشہ یونہی اُن کے قریب آکر بیٹھتی تھیں۔

اور مراد صاحب خود سمجھ جاتے تھے کہ اُنہیں کوئی بات کرنی ہے۔

وہ اب نظریں جھکائے اُن کے گھٹنوں کے پاس بیٹھی اُن کی کال ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھیں۔

دل خوف سے کپکپا بھی رہا تھا مگر بیٹی سے کیا گیا وعدہ بھی تو پورا کرنا تھا۔

حالانکہ وہ اس بات سے واقف تھیں کہ سحر کو پڑھائی کی اجازت کبھی نہیں ملے گی اُلٹا ان کی بھی بے عزتی ہو گی۔

کچھ دیر بعد مراد شاہ نے موبائل سائڈ ٹیبل پر رکھا اور سیدھے ہو بیٹھے۔

"کہیں کچھ کہنا ہے آپ کو؟"

وہ بولے تو نادیہ شاہ نے بمشکل نظریں اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھا جہاں سنجیدگی کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔

"جی شاہ سائیں۔۔۔ دراصل۔۔ وہ۔۔ سحر۔۔ ضد کر رہی تھیں۔۔ کہ اُنہیں آگے۔۔ پڑھنا ہے۔۔ تو۔۔ مجھے۔۔ آپ۔۔ سے۔ کہنا۔۔ تھا۔۔ کہ۔ آپ۔۔ اُنہیں۔۔ پڑھنے۔ کی اجازت۔ دے۔ دیں"

وہ لڑکھڑاتی ہوئی بولیں مگر نظریں نیچی ہی تھیں۔

اُن کی بات مراد شاہ کو بے حد ناگوار گزری تو اُنھوں نے سخت نظروں سے انہیں دیکھا۔

"نادیہ آپ جانتی ہیں ناں ہمارے خاندان کے کچھ قانون ہیں کچھ روایات ہیں۔ایک مناسب حد تک ہم اپنی بچیوں کو پڑھاتے ہیں تاکہ اُن میں شعور آسکے۔آپ جانتی ہیں گاؤں میں کوئی یونیورسٹی نہیں ہے اور مثلاً ہم انہیں شہر بھیج بھی دیں تو وہاں لڑکے لڑکیاں ساتھ ہی پڑھتے ہیں۔ہم اپنی بیٹیاں یوں دوسرے شہر بھیج کے اپنی عزت پر نام نہیں آنے دینا چاہتے۔پڑھائی کہ بعد کوئی جاب وغیرہ تو کرنی نہیں انہوں نے پھر مقصد ان تادور جاکر تعلیم حاصل کرنے کا۔ہانیہ بھی تو کالج کے آگے نہیں پڑھیں اب دیکھیں ماشاللہ کس طرح اپنے گھر میں خوش باش ہیں وہ اور منت کی بھی شادی ہو رہی ہے انشاءاللہ۔باقی رہیں سحر تو جلد ہی ان کے لیے بھی کوئی مناسب سا رشتہ دیکھ کر ان کا بھی بندو بست کرتے ہیں۔آپ میری جانب سے سحر کو صاف انکار کر دیجئے گا یہ بات ہر گز ہر گز مناسب نہیں ہے میں تو صرف آپ کو سمجھا رہا ہوں۔اگر یہ بات باباسائیں یا اماں کو پتہ چلی تو وہ دونوں بہت ناراض ہوں گے اسی لیے اب آپ دونوں خاموش رہیں۔"

مراد شاہ نے اُنہیں تفصیل سے سمجھایا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

"جی بہتر میں سحر کو سمجھا دوں گی"

وہ کہتی اٹھ کر اپنی طرف آئیں اور لیٹ گئیں۔

مراد شاہ بھی اپنی سائڈ لیٹے اور دونوں پر کمبل لیا۔

"شاہ سائیں شادی کے بعد سالار منت کو حویلی ہی رکھیں گے یا شہر والے بنگلے میں لے جائیں گے؟"

وہ فکر مندی سے بولیں تو مراد شاہ نے ان کی طرف دیکھا۔

"ہمیں بس بیٹی رخصت کرنی ہے آگے اُس کے شوہر کی مرضی کہاں رکھے ہمیں اس بات سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے"

وہ سنجیدگی سے بولے تو نادیہ شاہ نے دکھ سے انہیں دیکھا کتنے کٹھور تھے وہ۔

وہ جانتی تھیں اُن کی مزید کوئی بھی بات اُنہیں غصّہ دل سکتی ہے مگر وہ بیٹی کی پریشانی سے دوبارہ ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"آپ کو لگتا ہے ایک ماں کہ لیے اتنا آسان ہوتا ہے اپنی اولاد کو خود سے دور کر دینا۔انیس سال سنبھالا ہے میں نے اپنی بچی کو اب یوں لاپرواہ نہیں ہو سکتی"

اُن کی بات پر مراد شاہ نے آنکھیں موند لیں۔

"آپ پہلی ماں نہیں ہیں نادیہ۔۔۔یہ دستورِ دنیا ہے کہ بیٹی پرائی ہی ہوتی ہے۔آپ بھی اس بات کو قبول کر لیں"

وہ کہتے ہوئے کروٹ بدل گئے تو نادیہ شاہ نے انہیں گھور کر دیکھا۔

چلو پیٹھ پیچھے تو گھور ہی سکتی تھیں۔

پھر وہ دوبارہ اٹھیں کمرے سے باہر نکلیں تو مراد شاہ نے آنکھیں کھول کر بند دروازے کو دیکھا۔

وہ جانتے تھے اب وہ سحر اور منت کو پیار کرنے گئی ہوں گی

وہ ہمیشہ رات کو یُونہی ان کے سونے کے بعد اٹھ کر اُن دونوں کے پاس جاتی تھیں اور اُن پر کچھ آیات پڑھ کر پھونکتیں۔

وہ اُن دونوں کو لے کر بے حد جذباتی تھیں اُن کی جان تھی اپنی بیٹیوں میں۔

امان سے بھی وہ بے حد محبت کرتی تھیں مگر اُن دونوں سے انہیں زیادہ دل لگی تھی۔

امان شاہ تو وقت کم ہونے کی وجہ سے اُن سے کم کم ہی ملتا تھا مگر وہ دونوں سارا دن ان کے سر پر سوار رہتی تھیں۔

نادیہ شاہ کو اپنی تربیت پر بہت فخر تھا ان کے تینوں بچے ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔

اب بھی منت کو خود سے الگ کرنے کہ سوچ کر اُن کی طبیعت خراب سی ہونے لگی تھی۔

وہ آہستہ سے اُن کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔

کمرے میں لائٹ آن تھی کیُونکہ سحر کو لائٹ آف کر کے سونے سے خوف آتا تھا۔

لال حویلی　　　　دی بیسٹ ناولز

وہ بیڈ کے قریب ائیں تو وہ دونوں کمبل میں چھپی گہری نیند میں سوئی تھیں۔

نادیہ شاہ پہلے سحر کی طرف آئیں کمبل اس کے منہ سے اُتارا تو اُنہیں نے بے ساختہ ماشاللہ بولا تھا۔

وہ نیند میں بھی قیامت دھا رہی تھی۔

گھنی پلکیں گلابی رخساروں پر بچھی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

اور اُس کے گلابی نرم و نازک ہونٹ اس قدر خوبصورت لگ رہے تھے جیسے کھلتا ہوا گلاب ہو۔

اُنھوں نے جھک کر اس کی پیشانی چومی پھر پیچھے ہو کر اس کے بال سمیٹے جو اُس کے چہرے پر آ رہے تھے۔

اُس کے بعد وہ اُس پر کمبل ٹھیک کر تیں دوسری جانب آئیں جہاں منت پاؤں سے سینے تک کمبل میں چھپی آنکھیں بند کیے نیند کی وادیوں میں گم تھی۔

وہ بھی بے حد معصوم لگ رہی تھی۔

وہ دونوں اس قدر نازک تھیں کے تکیے پر منہ رکھنے سے ہی دونوں کی رخسار سرخ ہوئی پڑی تھیں۔

نادیہ شاہ نے جھک کر اُس کی پیشانی چومی تو وہ ہلکا سا کسمسا کر دوبارہ سیدھی ہو کر سے گئی۔

"میری شہزادیاں"

وہ محبت سے بولیں پھر اُن کے پاس رکھے صوفے پر بیٹھ کر آیات پڑھنے لگیں۔

آیات اُن پر پھونک کر وہ کمرے کی حالت ٹھیک کر تیں آہستہ سے دروازہ بند کر تیں اپنے کمرے میں ائیں۔

مراد شاہ اب سو چکے تھے تو وہ بھی آنکھیں بند کر گئیں۔

یہ ہے لال حویلی جو کلر کہار کے قریب ایک بڑے سے گاؤں میں مقیم ہے۔

یہ حویلی اپنے نام کی طرح ہی سرخ ہے اس کی تعمیر اسحاق شاہ نے کروائی تھی۔

یہ گاؤں تقریباً مکمل ہی اسحاق شاہ کی جاگیر تھی۔

مگر اُنہیں گزرے تیس سال ہو ہے ہیں۔

اس لیے اب یہ گاؤں انکے اکلوتے فرزند عدنان شاہ کی جاگیر ہے۔

عدنان شاہ کی بیوی کا انتقال ہی چکا ہے جبکہ ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

سب سے بڑے سلمان شاہ ہیں جن کی شادی بی جان نے خود اپنی مرضی سے نور بیگم سے کروائی تھی۔

اب اُن کے دو بچے ہیں۔ بڑا بیٹا سالار شاہ ہوا و نیتس سال کا ہو چکا ہے اور اب وہ شہر میں اسسٹنٹ کمشنر کی جاب کرتا ہے۔

اُنہیں خاندانی طور پر بھی کوئی کمی نہیں تھی مگر سالار شاہ کی خواہش تھی کہ وہ اسسٹنٹ کمشنر بنے اس لیے اُس کی بات مان لی گئی تھی۔

وہ زیادہ تر تو گاؤں ہی ہوتا تھا کیونکہ گاؤں سے کچھ فاصلے پر ہی اُس کا پولیس اسٹیشن تھا۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

تو وہ آرام سے ڈرائیو کر کے آدھے گھنٹے میں ہی وہاں پہنچ سکتا تھا۔

مگر کبھی کسی کیس کی صورتحال خراب ہوتی تو وہ شہر میں موجود اپنے بنگلے میں رہ لیا کرتا۔

کچھ دنوں سے اُس کا کوئی اہم کیس چل رہا تھا اس لیے وہ دو ہفتوں سے حویلی نہیں آیا تھا۔

پر سنیلٹی کی بات کی جائے تو سالار شاہ جیسا مکمل مرد ڈھونڈنا مشکل ہی تھا۔

اُس کی جسامت بے حد پرفیکٹ تھی، لمبا قد اور چوڑا سینے، مضبوط بازو بے شک وہ بہت پرکشش جسامت کا حامل تھا۔

اُس کے بلیک گھنے بال ہر وقت جیل سے سیٹ رہتے تھے اور اگر کبھی وہ حویلی میں اپنے عام سے حلیے میں گھوم رہا ہوتا تو اُس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے اُسے بہت ہینڈسم بنا دیتے تھے۔

اُس کی آنکھیں ہیزل براؤن تھیں جن میں الگ ہی چمک پائی جاتی تھی اور کھڑی مغرور ناک جو اُس کے حسن کو چار چاند لگاتی۔

ائٹی پرسنٹ لڑکیاں تو اُس کی ناک اور ہی فلیٹ ہو گئی تھیں۔

اُس کے ہونٹ پنک تھے مگر اب وہ سگرٹ پینے کہا تھا تو ہونٹوں کے کنارے براؤن ہو رہے تھے۔

جو اُسے مزید پرکشش بناتے۔ ہلکی بیرڈ اور گھنی موچھیں وہ بلکل پرفیکٹ شخص تھا۔

مگر اُس میں غصّہ بے حد شدت سے پایا جاتا تھا۔

حویلی میں بھی سب کی کوشش ہوتی کے سالار شاہ کو غصّہ نہیں اےئے۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

مگر جو کبھی اُسے غصّہ آجاتا تو حویلی کی دیواریں دہل اٹھتی تھیں۔

وہ بھی ہمیشہ کوشش کرتا تھا کہ اپنا غصّہ پولیس اسٹیشن تک ہی رکھے حویلی میں نہیں لائے۔

مگر وہ بے بس تھا کہ وہ غصّہ کنٹرول نہیں کر سکتا تھا۔

اُس کی پرسنالٹی میں عجب مغرور پن سا تھا جو لڑکیوں کو اُس کی طرف مزید کھینچتا۔

جب وہ اپنے پولیس یونی فارم میں حویلی داخل ہوتا تو نادیہ اور نور شاہ تو اُس کی نظر اُتار اُتار کر ہی آدھی ہو جاتیں۔

سالار شاہ کے بعد اللہ نے ان دونوں کو ہانیہ کی شکل میں اپنی رحمت سے نوازا۔

وہ اب چوبیس سال کی ہو چکی تھی۔

وہ بھی خاندانی حسن لے کر ہی دنیا میں آئی تھی۔

بڑی بڑی جٹ بلیک آنکھیں گھنی پلکیں اور گھنی شیپیڈ آئیبرو، لمبے بلیک سلکی بال، مناسب قد کاٹھ اور جسامت، سفید وگلابی رنگت، نورمل ناک اور گلابی باریک ہونٹ۔

وہ بھی بے شک حسن کا مکمل پیکر تھی۔

اُس نے ایف ایس سی کی تھی پھر تعلیم کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔

کیُونکہ اُس کے خاندان کے مرد صرف مردوں کے لیے ہی اوپن مائنڈڈ تھا عورتوں کے لیے ہرگز نہیں۔

خاندانی سید تھے عورت کے لیے بے حد سخت۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

پھر سلمان شاہ سے چھوٹیں اقراء شاہ تھیں جن کی شادی گاؤں کے ہی ایک رئیس خاندانی لڑکے سے ہوئی تھی۔

اب اُن کا صرف ایک بیٹا ہے افرہیم شاہ جو اٹھائیس سال کا نہایت گھٹیا اور گندی نیچر اور ذہنیت کا مالک شخص ہے۔

آخر میں ہیں مراد شاہ جن کی شادی نادیہ شاہ سے کی گئی۔

ان کا سب سے پہلے بیٹا ہوا جس کا نام امان شاہ رکھا گیا وہ اب تیس سال کا ہے۔

شاہ خاندان کے باقی افراد کی طرح وہ بھی اپنا الگ ہی چام رکھتا ہے۔

اونچا قد کاٹھ سرخ وسفید رنگت، کھڑی اونچی ناک سرخ عنابی ہونٹ اور ہلکی داڑھی جبکہ مونچھیں گھنی ہی تھیں۔

وہ بھی بے حد ہینڈ سم ہے۔

امان شاہ خاندانی بزنس ہی دیکھتا ہے۔

پانچ ماہ پہلے ہی اُس کی شادی اُس کی مکمل خواہش سے ہانیہ شاہ سے ہوئی ہے۔

امان شاہ کی بچپن سے ہی وہ ڈرپوک سی لڑکی بے حد پیاری تھی۔

عمر کے ساتھ ساتھ اُس کی محبت بڑھتی ہی گئی تھی اُس نے آغا سائیں سے بات کی اور بغیر کے مشکل کے اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے اپنی دسترس میں لے لیا۔

امان کے بعد منت ہے جو انیس سال کی نہایت پیاری سی گڑیا ہے۔

اُس کا رشتہ آغا سائیں کے فیصلے سے سالار شاہ سے ہو چکا ہے۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

وہ ابھی تک اس رشتے سے بلکل واقف نہیں ہے جبکہ یہ رشتا خاص طور پر سالار شاہ کی خواہش سے ہی ہوا ہے۔

سالار کو پتہ ہی نہیں چلا کہ کب وہ اپنا دل اس مومی گڑیا پر ہار بیٹھا۔

مگر جب اسے اپنے احساسات کا احساس ہوا تو اُس نے بغیر کسی ہچکچاہٹ سے آغا سائیں سے بات کی کہ وہ اپنی محبت کو اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہے۔

آغا سائیں کو اس کا فیصلہ بے حد پسند آیا تھا اُن کی بھی یہی دلی خواہش تھی کہ گھر کی بچیاں گھر ہی رہیں۔

آپ سب سے آخر میں ان کی بیٹی سحر شاہ ہے جو خاندان کی سب سے چھوٹی بیٹی ہے۔

وہ بھی بہت حسین ہے۔

معصوم سی نزاکت سے بھرپور وہ لڑکی اب اگے پڑھنا چاہتی ہے جو ممکن نہیں۔

وہ ابھی صرف سترہ سال کی ہے اور بہت جوش و خروش سے اپنی زندگی جی رہی ہے۔

لیکن وہ اس بات سے نہ واقف ہے کہ جلد ہے قسمت اسے ایک آزمائش میں ڈالنے والی ہے۔

"آج سالار شاہ آرہے ہیں حویلی تو میں سوچ رہا ہوں اسی ہفتے ہی ہمیں چاہیئے کہ اپنا فرض نبھاد یا جائے"

آغا سائیں نے سنجیدگی سے کہا تو سلمان اور مراد شاہ نے اُنہیں دیکھا۔

"جی بہتر باباسائیں آپ سالار سے بات کر لیجیے گا"

سلمان شاہ نے ادب سے کہا تو مراد شاہ نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

"ہمم۔۔۔ چلو میں کرتا ہوں بات۔ مراد آپ ایک دفعہ منت سے بات کر لیں بعد میں کو اچانک اس خبر پر پریشان نہ ہو جائیں"

آغا سائیں کی بات پر مراد صاحب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"جی ضرور"

وہ بولے تو آغا سائیں ان دونوں کو خدا حافظ کہتے ملازم کے ساتھ کھیتوں کی طرف بڑھ گئے۔

پیچھے وہ دونوں بھائی باتیں کرنے لگے۔

"اسلام وعلیکم"

سالار شاہ کی سحر انگیز آواز پر لاؤنج میں موجود تمام افراد ہی پر جوشی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

سب سے پہلے آغا سائیں نے آگے بڑھ کر اُسے سینے سے لگایا۔

اُن کے بعد وہ اپنے بابا اور چاچو سے ملنے کے بعد امان شاہ سے ملا اور پھر وہ سب کو فراموش کرتا نور بیگم تک آیا اور اُنہیں خود سے لگا کر اُس کی پیشانی پر بوسا دیا۔

اب باقی سب مرد دوبارہ بیٹھ چکے تھے۔

جب اُس کی نظر کچھ فاصلے پر کھڑیں اُن تینوں پر گئی تو اُس کا دل دھک دھک کرنے لگا تھا۔

"کیسی ہے میری گڑیا"

وہ محبت سے ہانیہ کو سینے سے لگا کر بولا تو وہ مسکرائی۔

"میں ٹھیک لالا"

وہ آہستہ سے بولی تو سالار نے اُس کے ساتھ نظریں جھکائے کھڑیں اُن دونوں بہنوں کو دیکھا تھا۔

بیشک اُن دونوں اور اس کی ایج میں بہت ڈیفرینس تھا۔

مگر پھر بھی وہ دونوں کبھی اس سے زیادہ فری نہیں ہوئی تھیں۔

آگے پیچھے چاہے جو بھی کریں سالار شاہ نے کبھی انہیں کوئی شرارت یہ اس قسم کا کچھ بھی کرتے نہیں دیکھا تھا۔

وہ ایک نظر منت کے چاند سے چہرہ پر ڈالتا واپس مڑا اور امان شاہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"نادیہ بچیوں کو لے کر اوپر جائیں"

آغا سائیں کے اشارے پر مراد شاہ نے نادیہ بیگم کو مخاطب کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا تیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

وہ تینوں بھی حیران ہوئیں کہ اُنہیں کیوں اوپر بھیجا جا رہا ہے۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

نادیہ اور نور شاہ کے پیچھے وہ بھی اوپر کی جانب بڑھیں تو سالار نے حیرت سے آغا سائیں کو دیکھا۔

"سالار مجھے بات کرنی ہے آپ سے"

آغا سائیں روعب سے بولے تو سالار اُن کی طرف متوجہ ہوا۔

"جی آپ کہیں میں سن رہا ہوں"

"ہم آپ کی شادی کا سوچ رہے ہیں۔سادگی سے شادی ہونی ہے تو اس لیے ہم اسی ہفتے کا سوچ رہے ہیں۔۔۔آپ کا کیا خیال ہے"

اُن کی بات اور سالار نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔

اُس کے دادا صاحب کو تو اس سے بھی زیادہ جلدی لگی تھی اس کی شادی کرنے کی۔

"آغا سائیں میرا ایک اہم کیس چل رہا ہے دو تین ماہ تو آرام سے لگ سکتے ہیں۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تو سب نے اسے دیکھا۔

"بیشک یہ تو آپ کا شعبہ ہے چلتا ہی رہے گا۔آپ منت کو نکاح میں لے لیں اور ساتھ شہر لیتے جائیں میں اب جلد از جلد اپنے پوتے دیکھنا چاہتا ہوں"

وہ ہلکا سا مسکرا کر بولے تو سالار شاہ نے سر ہلایا۔

ابھی تک تو منت کو بتایا ہی نہیں گیا تھا اور جہاں تک وہ اُسے جانتا تھا وہ اسے بلکل بھائیوں جیسا سمجھتی تھی۔

اب جانے یہ سب اُسے کیسے سمجھائیں گے اتنا جلدی۔

"آپ بھی بزنس سے زیادہ بیوی کو ٹائم دیا کریں تاکہ اغا سائیں کی خواہش پوری کر سکیں"

سالار شاہ نے پاس بیٹھے امان کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی میں کہا۔

"کچھ تو شرم کر لو سب کے سامنے ایسی باتیں کرتے"

امان شاہ نے اُسے شرم دلانی چاہی تھی جو اُس میں ہرگز نہیں پائی جاتی تھی۔

"جس نے کی شرم اُس کے پھوٹے کرم"

وہ آنکھ دبا کر بولا تو امان نے اُسے گھور کر دیکھا پھر رخ اپنے بابا کی طرف کیا کو کچھ کہہ رہے تھے۔

"منت بچے آپ کو آپ کے بابا سائیں بلا رہے ہیں جلدی سے آجائیں"

نادیہ شاہ نے اُن کے کمرے میں داخل ہو کر کہا تو منت جو ابھی باتھ لے کر آئی تھی اور بالوں کو ٹاول سے پونچھ رہی تھی۔

اُن کی بات پر حیرت زدہ ہوئی کیونکہ مراد شاہ اُنہیں جب بھی اپنے کمرے میں بلواتے تھے کوئی خاص بات ہی کرنی ہوتی تھی۔

"مورے کوئی ضروری بات ہے کیا؟"

وہ تعجب سے بولی تو اُنہوں نے نفی میں سر ہلاتے لاعلمی کا اظہار کیا۔

"اوکے آپ چلیں میں دوپٹہ لے کر آتی ہوں"

وہ مسکرا کر بولی تو نادیہ شاہ سر ہلاتیں کمرے سے نکلیں۔

اُن کے جاتے ہی منت دوپٹہ اچھے سے اوڑھتی باہر نکلی۔

سحر اس وقت ہانیہ کا روم میں گئی تھی۔

وہ دستک دے کر کمرے میں داخل ہوئی تو ایک صوفے پر مراد شاہ اور نادیہ شاہ سنجیدہ سے تاثرات لیے بیٹھے تھے۔

"جی بابا سائیں آپ نے بلایا"

وہ سر جھکاتی احترام سے بولی تو مراد شاہ نے اثبات میں سر ہلاتے اُسے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ہم سب نے آپ کا رشتہ سالار شاہ سے طے کر دیا ہے۔اُمیدِ ہے آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور اگر کوئی تکت ہے تو آپ ابھی مجھے بتا دیں"

وہ روعب سے بولے تھے۔

مگر اُن کے الفاظ منت پر حیرتوں کے پہاڑ توڑ گئے۔

کیا وہ کبھی ایسا کچھ سوچ بھی سکتی تھی وہ تو اُنہیں ہمیشہ اپنے لالا جیسا سمجھتی تھی۔

اور وہ تو تھے بھی انتہائی سخت اور غصّے والے۔

اُسے تواُن سے بات کیے بھی کافی کافی مہینے گزر جاتے تھے۔

اور بات ہوتی بھی تو اسلام تک ہے محدود رہتی تھی۔

اُس کی آنکھوں میں اچانک ہی پانی جمع ہوا تھا۔

آج پہلی دفعہ اُس کے باباسائیں نے اس کی رائے جاننا چاہی تھی تو وہ بھلا کیسے انکار کرتی۔

"نہیں۔۔۔ بابا۔ سائیں۔۔۔ مجھے کوئی۔۔ اعتراض۔۔ نہیں ہے۔۔ آپ لوگ یقیناً بہترین فیصلہ کریں گے"

وہ نظریں جھکائے ہی بولی تھی مگر نادیہ شاہ اُس کے دل کا حال جان چکی تھیں۔

وہ جانتی تھیں اس کے لیے یہ سب مشکل ہے مگر اُنہیں اپنی بیٹی کے جواب پر فخر محسوس ہوا تھا۔

یعنی اُس نے آج بھی اپنی ماں کی تربیت کا مان رکھ لیا تھا۔

"شاباش۔۔۔ مجھے اپنی بیٹی سی یہی اُمیدِ تھی۔ کچھ ہی دنوں میں آپ دونوں کا نکاح کر دیا جائے گا اور آپ کو سالار شاہ کے ساتھ شہر جانا ہوگا"

وہ اُن کی شاباش پر بے حد خوش ہوئی تھی کیونکہ اُس کے بابا کو زیادہ بات بڑھانے کی عادت نہیں تھی۔

تو اُسے یہی لگا تھا کہ وہ اُس کے فیصلے کی تعریف ہر گز نہیں کریں گے۔

لیکن ان کی اگلی بات پر وہ دکھی ہوئی مگر پھر بھی سر ہلا کر خاموش ہی بیٹھی رہی۔

"اب آپ جا سکتی ہیں؟"

وہ سنجیدگی سے بولے تو وہ آہستہ سے اٹھتی باہر نکل گئی اُس کے جاتے ہی نادیہ شاہ بھی صوفے سے اُٹھنے لگی تھیں۔

جب اچانک مراد شاہ نے اُن کا بازو تھام لیا۔

"آپ اُن کے پیچھے نہیں جائیں وہ خود ہی ٹھیک ہو جائیں گی"

وہ اُن کی آنکھوں میں دیکھتے بولے تو اُنھوں نے سر ہلایا۔

"شاہ سائیں میری بچی بہت معصوم ہے کم از کم اُسے یہ سب قبول کرنے کے لیے ایک مہینہ تو دیں وہ ایک ہفتے میں کیسے خود کو راضی کرے گی"

وہ التجا کرتی ہوئیں بولیں تو مراد شاہ نے ان کی طرف دیکھا۔

"باباسائیں کا فیصلہ ہے تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔ ابھی پانچ دن ہیں آپ انہیں سب کچھ سمجھا دیجئے گا"

وہ کہتے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئے تو نادیہ بیگم بھی ایک گہرا سانس بھر تیں بیڈ تک سونے کے لیے آئیں۔

مراد شاہ کے آج کچھ مہمان آئے ہوئے تھے تو انہوں نے رات مردان خانے میں ہی رکنا تھا۔

"منت یہ میں کیا سن رہی ہوں۔۔۔ آپ میری بھابھی بننے والی ہیں۔ اتنی کیوٹ سی چھوٹی سی بھابھی ہاہاہا"

ہانیہ اور سحر خوشی کے مارے اُن کے کمرے میں آئیں اور ہانیہ نے پرجوشی سے کہا۔

اُس کی بات اور لہجے پر منت نے نظریں جھکالی تھیں۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

"کیا ہوا میری پیاری سی بہن خوش نہیں ہیں کیا؟"

سحر اُس کے پاس بیٹھتی اُس کا ہاتھ تھام کر محبت سے بولی تو منت نے بے بسی سے ان دونوں کو دیکھا۔

"میں میں کبھی ایسا کچھ نہیں سوچا تھا۔۔۔ یہ سب اچانک۔۔ کیسے۔۔۔"

وہ دکھ سے کہتی آخر میں بات ادھوری چھوڑتی پھر سے چہرہ نیچے کر گئی۔

"مجھے پتہ ہے یار کہ آپ نے ایسا کچھ نہیں سوچا ہو گا۔ لیکن اب وقت ہے ناں آپ کے پاس اب سوچ لیں میری دفع بھی تو اغا سائیں نے اچانک فیصلہ کیا تھا"

ہانیہ محبت سے اُسے سمجھاتی ہوئی بولی تو اس نے اسے دیکھا۔

"میرے لالا بہت پولایٹ نیچر ہیں جب کہ آپ کے لالا تو اُفف کوئی بہت ہی کھڑوس ہیں"

وہ دکھ سے کہتی اتنی معصوم لگ رہی تھی کہ سحر اور ہانیہ زور سے کھلکھلائیں۔

"اب ہنس کیوں رہی ہیں آپ لوگ۔۔۔۔"

وہ تنگ آتی بولی تو دونوں نے مسکراہٹ روکنے کی کوشش کی مگر اُس کا پھول منہ دیکھ کر دونوں دوبارہ زور سے ہنس دیں۔

"آرام سے حنسیں ساتھ ہی لالا کا کمرہ ہے ڈانٹ پڑ جائے گی"

منت نے کہا تو فوراً دونوں کی ہنسی کو سٹاپ لگا۔

امان شاہ کو لڑکیوں کا اونچا بولنا اور ہنسنا جا قدر زہر لگتا تھا وہ تینوں ہی واقف تھیں۔

"منت مورے بتا رہی تھیں شادی کے بعد آپ شہر والے بنگلے چلی جائیں گی۔ مطلب فل پرائیویسی۔۔۔اوہ ہو" ہانیہ شوخ لہجے میں بولی تو منت نے اُسے گھورا۔

"کچھ تو خیال کریں یہ ابھی بچی ہیں جس کے سامنے آپ ایسی باتیں کر رہی ہیں"

منت، سحر کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی تو سحر نے نظریں اِدھر اُدھر دوڑاتے ایسے شو کیا جیسے اُس نے تو کچھ سنا ہی نہیں۔

"اوکے بھئی اب میں چلتی ہوں۔۔۔ویسے میں امان سے بات کروں گی کہ کل ہمیں شاپنگ پر لے جائیں"

ہانیہ اٹھتی ہوئی بولی تو سحر نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

اُس کے جانے کے بعد منت اچانک سحر کے سینے سے لگی۔

"میں بہت پریشان ہوں سحر۔۔۔اچانک یہ سب کیسے ہو گیا"

وہ دکھی لہجے میں بولی تو سحر بھی اپنی بہن کو دکھی دیکھ کر رونے والی ہوئی۔

جب اُس کا ایک آنسو ٹوٹ کر منت کے کندھے پر گرا تو منت فوراً اُس سے الگ ہوئی۔

"سحر رونے کی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔اب آپ ایسے رو کر مجھے بھی رلا دیں گی"

وہ مسکراتی ہوئی بولی اور پھر سحر کے آنسو صاف کیے۔

"منت آپ مجھے چھوڑ کر کہیں مت جایئے گا"

وہ دوبارہ منت کے کندھے سے لگتی بولی تو وہ بھی نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"میں اپنی گڑیا کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی آپ پریشان نہیں ہوں"

وہ محبت سے بولی پھر اُس نے سحر کا سر اپنی گود میں رکھا اور اُس سے باتیں کرنے لگی۔

ایک گھنٹے بعد دونوں ہی سو چکی تھیں۔

"مل گئی فرصت میری بیوی کو کمرے میں آنے کی"

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی امان مصنوعی غصّے سے بولا تو وہ مسکرا کر اُس کی طرف آئی۔

"دل تو نہیں کر رہا تھا آپ کے پاس آنے کا مگر پھر آپ پر رحم کھا کر آ گئی"

وہ بیڈ پر اُس کے پاس بیٹھتی ہوئی بولی تو امان نے اُسے کھینچ کر اپنے اوپر گرایا۔

"محترمہ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھ پر رحم کھایا مگر میری طرف سے معذرت۔میں آج رات آپ پر بلکل رحم نہیں کھا سکوں گا"

وہ معنی خیزی سے کہتا ہنیہ کے ہوش اڑا گیا۔

اُس نے امان سے دور ہونے کی کوشش کی تو اُس کی گرفت مزید سخت ہوئی تھی۔

"آغاسائیں کو بڑی شکایت ہے مجھ سے کہ میں نے ابھی تک اُنہیں پوتے نہیں دیے"

وہ مسکرا کر شرارت سے بولا تو ہانیہ شرم سے سرخ ہوئی۔

"اسی لیے آج سے میں اغاسائیں کی شکایت دور کرنے کی پوری کوشش کروں گا"

وہ بے باکی سے کہتا اُس کی طرف دیکھنے لگا جو دونوں ہاتھ سختی سے اس کے کندھوں پر رکھے اس پر لیٹی تھی۔

"مم۔۔مجھے کپڑے۔۔ چینج کرنے۔۔ ہیں"

وہ اُس کی بولتی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں چرا کر بولی۔

وہ جانتا بھی تھا کہ وہ نازک جان اس کی شدتیں نہیں سہہ پاتی تھی مگر وہ بھی خود کو قابو کرنے سے قاصر تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے کپڑے چینج کرنے کی صبح ایک ہی دفعہ کر لیجیے گا"

امان شاہ نے کہتے ساتھ ہی اُس کا دوپٹہ گلے سے نکال کر سائڈ پر رکھا تو وہ مزید شرماتی بلکل اس سے چپک گئی تاکہ وہ اس کے وجود کی رعنائیاں نہ دیکھ پائے۔

"ہانیہ آپ تو کچھ زیادہ ہی رومانٹک ہو رہی ہیں یار"

وہ شوخی سے کہتا اسے شرمندہ کر گیا۔

وہ نرمی سے اس پر سے ہٹتی بیڈ پر اُس سے کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔

اب وہ گہرے گہرے سانس لیتی خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

امان شاہ نے مسکرا کر اس کے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھا۔

امان کو اُس کے شرم وحیا بے حد اٹریکٹ کرتا تھا۔

اُس نے بھی کروٹ ہانیہ کی طرف لی اور کھسک کر بلکل اس کے قریب ہوا۔

"یار اب تو ہماری شادی کو چھ مہینے ہونے والے ہیں آپ ابھی بھی عادی نہیں ہوئیں۔"

وہ جان بوجھ کے اُسے تنگ کرتا بولا۔

اچانک امان شاہ کے مضبوط ہاتھ کا لمس اپنے پہلو پر پاتے وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی۔

"امان۔۔۔آپ۔۔۔کی ان حرکتوں۔۔کی وجہ۔۔۔سے۔مجھے بہت۔۔شرم۔۔آتی ہے۔۔۔۔۔میں۔۔میں۔۔سارا۔۔دن۔آپ۔کی فیس بھی۔۔نہیں کر پاتی"

اُس نے معصومیت سے امان کو اپنی پریشانی سے آگاہ کیا تو امان کا دل کیا دل کھول کر ہنسے۔

مگر وہ ہنس کر اُسے مزید کنفیوز نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ہانیہ اِدھر میری طرف دیکھیں تو سہی چندہ"

وہ محبت سے بولا تو ہانیہ نے ہچکچا کر رخ اس کی طرف کیا۔

جبکہ نظریں ابھی بھی بلکل جھکی تھیں ایک تو دوپٹہ موجود ناں ہونے کی وجہ سے وہ مزید کنفیوز ہو رہی تھی۔

"دن میں تو بڑی بہادر بنی ہوتی ہیں آپ۔پھر رات کو کیوں اتنا شرماتی ہیں مجھ سے؟"

وہ مسکرا کر اُس کی طرف دیکھتا بولا تو اُس نے لبوں پر زبان پھیرتے اُنہیں تر کیا۔

اب وہ کیا کہتی کہ رات کو آپ جو اس قدر بے باک ہو جاتے ہیں۔

"مم۔۔مجھے نہیں پتہ"

وہ کہتی ہوئی اچانک سے چہرہ تکیے میں چھپا گئی تھی۔

اب اُس کی پتلی کمر امان کے بلکل سامنے تھی۔

امان شاہ نے اُس کی کمر کو دیکھا تو اُسے اچانک سے غصّہ آیا تھا کیونکہ ہانیہ نے جو قمیض پہن رکھی تھی وہ بے حد ٹائٹ تھی۔

جس کی وجہ سے اُس کی کمر کا بل بھی بلکل واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

امان کو لڑکیوں کی اس قسم کی ڈریسنگ سے شدید نفرت تھی۔

اور وہ یہ بات صاف لفظوں میں ہانیہ کو سمجھا بھی چکا تھا اس کے باوجود اُس کا یہ ڈریس دیکھ کر امان کو اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا۔

ہانیہ اب اُس کی نظروں کی تپش اپنی کمر پر پاتی شدت سے کانپ رہی تھی۔

جبکہ تکیہ کو دونوں مٹھیوں میں سختی سے دبوچ رکھا تھا۔

"یہ کیا بے ہدہ قسم کی ڈریسنگ کی ہوئی ہے آپ نے"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

وہ شدید غصّے سے چیخا تو ہانیہ اچانک ہی سیدھی ہوئی۔

امان کے سخت تاثرات دیکھ کر اُسے اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

"وہ۔۔وہ۔امان۔۔یہ۔۔میری فیوریٹ۔۔۔ڈریس تھی۔۔مگر اب میں۔۔پہلے سے تھوڑی ہیلدی ہو گئی ہوں۔۔اس لیئے یہ۔۔ٹائیٹ ہو گئی ہے۔۔نہیں۔۔تو پہلے یہ بلکل ٹھیک تھی۔۔۔"

اُس نے لڑکھڑاتے ہوئے اپنی وضاحت پیش کی جس پر امان شاہ مزید تپ اٹھا۔

"اگر آپ جانتی ہیں کہ یہ ڈریس اب آپ کو فٹ نہیں تو آپ نے اسے پہنا ہی کیوں۔۔۔اور وہ بھی سب کے سامنے پورا دن آپ اسی ڈریس میں گھومتی رہیں ہانیہ۔۔۔آپ کو زرہ احساس ہے"

وہ اُسے غصے سے گھورتا اونچی آواز میں بولا تو ہانیہ نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا۔

"میں۔۔میں نے نیچے اچھے سے دوپٹہ لے۔۔۔رکھا تھا"

وہ آہستہ آواز میں منمنائی تو امان نے اُسے مزید گھورا۔

"ہم اس بات سے تو میں اچھے سے واقف ہوں کے آپ دوپٹہ کتنا اچھے سے لیتی ہیں"

اُن نے میٹھی سی آواز میں طنز کیا تو ہانیہ نے نظریں چرائیں۔

"آئندہ۔۔نہیں پہنوں۔۔گی"

وہ نظریں جھکائے آہستہ سے بولی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

"ابھی بھی کوئی قصر رہ گئی ہے اس میں پہننے والی؟"

اُس کے طنز پر وہ اُس کی طرف دیکھنے لگی۔

"آئندہ میں آپ کو اس قسم کے لباس میں ہر گز نہ دیکھوں اور اگر کبھی میں نے دیکھ لیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا یہ بات یاد رکھیے گا"

وہ اُسے خاموش دیکھ کر بولا اور پھر اچانک ہی اُسے سیدھا کر کے اُسے خود سے لگا گیا۔

جبکہ اُس کی اتنی ڈانٹ کے بعد اس حرکت پر ہانیہ نے غصّے سے اسے دیکھا۔

"میں جانتی ہُوں آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں"

وہ اُس کے سینے پر موجود بٹنوں سے کھیلتی بولی تو امان مسکرا دیا۔

"اچھی بات ہے آپ کو پتہ ہونا بھی چاہیے۔۔۔ مگر بیوی یار ابھی تو میں نے اپنا برا پن آپ کو دکھایا ہی کہاں ہے۔ کسی دن میں برا بن گیا ناں تو آپ پھر اپنی خیر منایئے گا"

امان سنجیدگی سے سلگتے لہجے میں بولا اور اچانک ہونٹ اس کی گردن کی ہڈی پر رکھے۔

ہانیہ تو اُس کے سلگتے لمس پر بے چین ہوتی آنکھیں میچ گئی۔

پھر ساری رات اُس نازک جان نے امان کی شدتیں، غصّہ تھکاوٹ سب کچھ اپنے مومی وجود پر سہا تھا۔

صبح ہی اُس کی جان بخشی ہوئی تو وہ بھی خدا کا شکر کرتی آنکھیں موند گئی۔

"مراد ثاقب شاہ کا فون آیا تھا کچھ دیر پہلے اجمل کا انتقال ہو گیا ہے"

اغا سائیں نے کھانے کی ٹیبل پر بیٹھتے مراد شاہ کو مخاطب کیا اور اُنہیں اپنے کسی عزیز کی موت کا بتایا۔

"اوہ یوں اچانک کیسے"

وہ حیرت سے بولے اُنہیں یہ بات سن کر دکھ ہوا تھا۔

"اچانک ہی رات کو دل میں درد سا اٹھا اُسے ابھی وہ لوگ کچھ کرتے کہ وہ موقع پر انتقال کر گیا۔"

"ہمم اللہ جنت میں اعلیٰ مقام دے انہیں۔۔۔ میرے خیال سے ہمیں ناشتے کے بعد چلنا چاہیے۔ نادیہ اور نور آپ بھی تیار ہو جائیں سب ساتھ چلیں گے"

مراد شاہ کی بات پر دونوں نے سر ہلایا تھا جبکہ باقی سب خاموش بیٹھے تھے۔

ٹیبل پر اس وقت سوائے منت کے سب موجود تھے۔

"نادیہ اور نور ہی نہیں ہانیہ بھی ہمارے ساتھ چلیں گی اب لوگ انہیں امان شاہ کی بیوی کی حیثیت سے جانتے ہیں تو امان شاہ کی بیوی کو گاؤں کے تمام خوشی یا غم کے موقع پر موجود ہونا چاہیے اس لیے آج سے آپ لوگ جہاں بھی جائیں ہانیہ آپ کے ساتھ جایا کریں گی"

آغا سائیں کی بات پر ہانیہ نے برا سا منہ بنایا تھا وہ اتنی گیدرنگ میں جانے سے کنفیوز ہو جایا کرتی تھی۔

مگر وہ جانتی تھی یہ اب اس کی ذمہ داری ہے کہ گاؤں کہ ہر دکھ سکھ میں اُسے شریک ہونا ہے۔

"جی باباسائیں آپ بلکل درست کہہ رہے ہیں"

سلمان شاہ نے بھی اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"منت کہاں ہیں ناشتے پر کیوں نہیں آئیں؟"

مراد شاہ نادیہ شاہ کی طرف دیکھتے سوالیہ انداز میں بولے۔

"وہ اُن کی ذرہ طبیعت ناساز تھی اس لیے آرام کے رہی ہیں"

اُن کے جواب پر سب ہی فکر مند ہوئے۔

"کیا ہوا ہے منت کی طبیعت کو"

نور شاہ پریشانی سے بولیں تو نادیہ شاہ نے سب سے نظریں چرائی تھیں۔

مراد شاہ نے ایک گہری نظر اُن پر ڈالی تو اُنہیں اندازہ ہو گیا کہ منت کو کیا ہوا ہے۔

"پتہ۔۔ نہیں بھابھی۔۔"

وہ اِدھر اُدھر دیکھتی ہوئی بولیں۔

پھر سب نے خاموشی سے ناشتہ ختم کیا۔

"نادیہ کمرے میں آئیں مجھے کپڑے نکال دیں"

مراد شاہ کہتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھے تو نادیہ شاہ بھی اُن کے پیچھے آئیں۔

وہ کمرے میں آئیں تو سامنے ہی مراد صاحب کھڑے انگلی سے پیشانی مسل رہے تھے۔

"کیا ہوا شاہ سائیں آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے"

وہ پریشانی سے ان کے قریب آتی ہوئی بولیں تو اُنھوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہمم۔۔۔نادیہ یہاں بیٹھیں"

اُنھوں نے صوفے کی جانب اشارہ کیا تو وہ حیران سی ہوتیں بیٹھ گئیں۔

کچھ سوچنے کے بعد وہ خود بھی اُن کے ساتھ آکر بیٹھے۔

"میں منت کا والد ہوں۔ ہمارے خاندان کی بچیاں اپنے والد سے زیادہ فرینک نہیں ہوتیں۔ میں نے بھی کبھی اپنی بیٹیوں کی الگ اہمیت نہیں دی۔۔۔اس لیے میں نے بغیر کسی تردد کے اُس رات منت کو ان کے رشتے کا بتا دیا تھا میں چاہتا تو یہ بات اُن سے کرنے کے لیے آپ سے بھی کہہ سکتا تھا مگر کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھے انکار نہیں کر پائیں گی اس لیے میں نے یہ بات اُن سے خود کہی تھی اور مجھے ناز ہے اپنی بیٹی پر جنھوں نے میرے فیصلے کا مان رکھا۔ وہ مجھ سے زیادہ فری نہیں ہیں تو مجھ سے کچھ شیئر نہیں کرتیں اور سحرا ابھی بچی ہیں تو وہ اُن سے بھی زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتیں مگر نادیہ آپ اُن کی ماں ہیں آپ جائیں اور اُنہیں پیار محبت سے سمجھائیں۔

کہ سالار اُن کے لیے بہترین ہیں۔مجھے تو یہی لگتا ہے کہ وہ بہت نازک دل ہیں اس لیے اس بات کی دماغ پر سوار کر لیا ہے اور اسی وجہ سے بیمار ہو گئی ہیں۔آپ ثاقب صاحب کے گھر سے واپس آتے ہی اُن کے پاس جائیں اور اُن کے ساتھ زیادہ زیادہ وقت گزاریں تا کہ وہ آپ کے ساتھ کھل کر اپنی ہر بات کر سکیں۔"

وہ اُنہیں سمجھاتے اُن کی طرف دیکھنے لگے تھے جہاں اُن کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔

وہ تو ہمیشہ یہی سمجھتی تھیں کہ اُن کے شوہر اُن کی بیٹیوں سے بلکل غافل رہتے ہیں۔

مگر آج اُن کی منت کے لیے اس قدر فکر دیکھ کر نادیہ شاہ کی سکون ملا۔

"جی میں بات کروں گی منت سے۔دراصل اُنہیں آپ کے فیصلے پر کوئی شک یہ مسلہ نہیں ہے وہ صرف ہم سب سے الگ ہونا قبول نہیں کر پا رہیں۔میں اُنہیں سمجھاؤں گی کہ وہ آتی جاتی رہا کریں گی"

اُنھوں نے کہا تو مراد شاہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ جلدی سے تیار ہو جائیں پھر ہم چلیں"

وہ کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تو نادیہ بیگم بھی مسکرا کر الماری سے اپنے کپڑے نکالنے لگیں۔

"سحر بیٹے ہم سب کہیں کسی کی عیادت کے لیے جا رہے ہیں گھر میں صرف آپ،سالار اور منت ہی ہوں گے۔ابھی تو سالار ہمارے ساتھ چلیں گے مگر وہ جلد گھر اس جائیں گے کیونکہ آپ دونوں گھر میں اکیلی ہو۔آپ نے منت کا بہت خیال رکھنا ہے میری جان اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے نہ"

لال حویلی　　　دی بیسٹ ناولز

نادیہ شاہ چادر اچھے سے اپنے گرد لپیٹ کر سحر سے مخاطب ہوئیں۔

وہ اب حویلی سے نکلنے ہی لگی تھیں جب اُنھوں میں ملازمہ کو کہہ کر سحر کو بلوایا تھا تاکہ اُسے سب کچھ بتا سکیں۔

"مورے آپ لوگ کب تک ائیں گے"

اُس نے سوال کیا تو نادیہ شاہ نے اسے دیکھا۔

"یہ تو آپ باباسائیں کو پتہ بچے جب وہ کہیں گے ہم لوگ اٹھ آئیں گے۔"

وہ اُسے سمجھاتی ہوئیں اُس کے قریب آئیں اور اس کی پیشانی چوم کر جلدی سے اُن کے کمرے میں گئیں سامنے بیڈ پر منت آنکھیں موندے لیٹی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے میری گڑیا کی"

وہ اُس پر جھکتی بولیں تو اُس نے آنکھیں کھولیں۔

"بہتر ہوں"

وہ آہستہ سے بولی تو اُنہیں نے اس کی پیشانی پر بوسا دیا اور باہر آ گئیں۔

کچھ دیر بعد وہ سب حویلی سے نکل گئے تھے وہ جاتے وقت تمام ملازموں کو بھی چھٹی دے گئے تھے۔

کیُونکہ گھر میں صرف وہ دونوں ہے موجود تھیں۔

سحر کمرے میں آئی تو منت گہری نیند سو چکی تھی وہ اُس پر کمبل ٹھیک کرتی دروازہ بند کر کے نیچے لاؤنج میں آ گئی۔

وہ صوفے پر بیٹھی یُونہی سوچوں میں گم تھی جب لاؤنج کے مین دروازے پر دستک ہوئی۔

"اتنا جلدی آ گئے سالار لالا"

وہ حیران ہوتی دروازے تک آئی تھی۔

سحر نے جیسے ہی دروازہ کھولا سامنے موجود شخص کو دیکھ کر اُس کے تاثرات میں بے زاری عود کر آئی تھی۔

اُسے بیشک اپنی پھپھو سے بہت محبت تھی کیونکہ وہ اس سے بے حد محبت کرتی تھیں۔

مگر اُن کے اس بیچ بیٹے سے اسے شدید نفرت سی تھی۔

جب کبھی بھی سحر ان کے گھر جاتی یا وہ خود یہاں آتا ہمیشہ ہی وہ بد تمیزی سے اسے گھورتا رہتا تھا۔

کبھی کبھی تو افرھیم اس کا ہاتھ بھی تھام لیتا تھا۔

حالانکہ اُن کی حویلی میں وہ لوگ کسی سے بھی اتنا فرینک نہیں تھیں مگر وہ تو تھا ہی بے لحاظ سا۔

سحر کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ اس کے سامنے تو ہر گز نہیں جائے مگر کبھی کبھار دعوتوں پر ملاقات ہو ہی جگہ کرتی تھی۔

تب بھی سحر کو یہی کھٹکا سا لگا رہتا کہ کہیں امان، سالار، یہ بابا سائیں میں سے کوئی دیکھ نہ لے۔

"کیا ہوا اندر نہیں بلاؤ گی"

وہ خباثت سے مسکرا کر بولا تو سحر کا دل کیا اُس کا منہ توڑ دے۔

ایک تو اُسے بولنے کی تمیز نہیں تھی اس کی حویلی میں تو سب آپ جناب کہہ کر بات کرتے تھے مگر یہ شخص ہمیشہ تم تم ہی لگائے رکھتا تھا۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔در اصل میرے کہنے کا مطلب ہے کہ گھر میں کوئی موجود نہیں ہے سب ہی کسی فوتگی میں گئے ہیں۔ تو آپ شام میں آجایئے گا"

سحر نے نرمی سے اسے انکار کے دیا تھا۔

وہ ہر گز اس گھٹیا انسان کو حویلی میں داخل نہیں ہونے دینا چاہتی تھی وہ بھی تب جب وہ اور منت اکیلی تھیں۔

"تم بھی ناں۔۔۔۔۔میں کوئی غیر ہوں جو سب کی غیموجودگی میں اندر نہیں آسکتا میری امی کا بھی اتنا ہی حق ہے اس حویلی پر جتنا تمہارے بابا کا"

وہ بد تمیزی سے بولا تو سحر نے نہ چاہتے ہوئے بھی اُسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔

"آپ یہاں بیٹھیں۔۔۔میں روم میں جا رہی ہوں آپ کا جب دل کرے چلے جایئے گا"

وہ اُس کی نظروں میں گندگی دیکھ کر ہی پریشان ہو گئی تھی۔

بیشک وہ ابھی صرف سترہ برس کی تھی مگر مرد کی نظر میں اپنے لیے حوس تو آرام سے پہچان ہی سکتی تھی۔

اس لیے اُس نے افراہیم کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

"کیا کرنا ہے روم میں جا کر۔۔۔آؤ مجھے کمپنی دو۔ جانتی ہو نہ صرف تمہارے لیے آتا ہُوں میں یہاں"

وہ بے باکی سے کہتا اس کی طرف بڑھا۔

"آج تو ویسے بھی میں سپیشل تمہی سے ملنے آیا ہوں

میں جانتا تھا سب حویلی میں موجود نہیں ہیں۔ مگر مجھے تم سے اکیلے میں کچھ بات کرنی تھی تو سوچا موقع اچھا ہے تم سے بات کر لوں"

اس کی اس بکواس پر سحر نے قدم پیچھے کی جانب بڑھائے۔

"دیکھیں افرحیم بھائی آپ ابھی یہاں سے جائیں مم۔۔منت کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے مجھے اُس کے پاس جانا ہے"

وہ بمشکل ہی بولی تھی۔

"آرام سے میری بات مان لو گی تو چلا جاؤں گا"

وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا تو سحر کا دل دھک دھک کرنے لگا

"میں نے کہا ناں مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی تو پلیز آپ مجھے کچھ مت کہیں وہ سامنے پھپھو کا روم ہے جا کر آرام کر لیں"

وہ سامنے والے کمرے کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی تو افرحیم نے طنزیہ مسکرا کر اسے دیکھا۔

"تم بھی ساتھ چلو نا مل کر آرام کرتے ہیں"

وہ دوبارہ اپنے گھٹیا انداز میں کہتا اب بلکل اس کے قریب آ کر رکا۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہیں آپ ہاں۔۔۔ابھی کے ابھی نکلیں یہاں سے ورنہ میں باباسائیں کو کال کر دوں گی"

وہ اُس کی بکواس پر غصے سے بولی تو اُس نے اچانک ہی اُس کا بازو سختی سے دبوچا۔

"ہمت ہے تم میں کسی کو کال کر کے بتانے کی تو کر لو"

وہ کہتا ہوا اسے گھسیٹ کر ایک گیسٹ روم کی طرف لایا۔

سحر کی نازک جان خود کو اس سے چھڑوا ہی نہیں پا رہی تھی۔

"منت۔۔۔منت"

وہ زور سے چلائی تھی تاکہ منت سن سکے مگر شاید اُس کے کمرے کا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اس کی چیخ و پکار وہ نہیں سن پا رہی تھی۔

"خاموش رہو۔صرف بات کرنے آیا ہوں آرام سے سن لو کچھ نہیں کہوں گا"

وہ اسے بیڈ پر بٹھا کر آہستہ آواز میں بولا تو سحر نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کیے۔

"مجھے تم اچھی لگنے لگی ہو تو میں امی سے بات کرتا ہوں۔وہ تمہارا رشتہ لے کر آئیں گی تو چپ چاپ رضامندی دے دینا۔نہیں تو مجھے منانا اچھے سے آتا ہے"

وہ اظہار بھی کر رہا تھا تو دھمکی کے ساتھ۔

For more visit (exponovels.com)

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

اس کی بات مکمل ہوتے ہی سحر کا ہاتھ اٹھا تھا اور اُس کی گال پر زور سے لگا تھا۔

"آپ کو ذرہ برابر شرم نہیں آئی مجھ سے یہ بات کرتے۔۔۔ اتیج دیکھیں اپنی بھی اور میری بھی۔ میں آپ کو اپنا بھائی کہتی ہی نہیں مانتی بھی ہوں تو پلیز آپ بھی اپنے دل و دماغ سے یہ گندگی نکال دیں"

وہ غصے سے کہہ تو گئی تھی مگر جب اچانک اُس نے غور سے افرھیم کے تاثرات دیکھے تو اسے صحیح معنوں میں اس سے خوف محسوس ہوا۔

"ایسی کی تیسی تیری تو ××× پیار سے پوچھ کیا لیا میں نے تو تو خود کو کچھ اور ہی سمجھنے لگی۔ ابھی بتاتا ہوں تجھے کے میں تیرا لگتا کیا ہوں"

وہ بد تمیزی سے بولا اور تیزی سے اس کو بیڈ پر پیچھے کی طرف دھکا دیا۔

"افرھیم بھائی چھوڑیں مجھے۔۔۔ میں کہہ رہی ہوں مجھے چھوڑ دیں"

وہ چیختی ہوئی بولی تھی مگر اُس پر تو شیطان ہی سوار تھا۔

"ناں میری جان بھلا اب کیوں چھوڑوں تمہیں پھر کون سا ہاتھ آنا ہے تم نے"

وہ کہتے ساتھ ہے اس پر جھکنے لگا تھا جب اچانک سہر نے سائڈ ٹیبل سے واز اُٹھایا اور زور سے اس کے سر میں دے مارا۔

"تیری" ×××

وہ اب زور سے سر کو جکڑا اسے گالیاں بکنے لگا تھا مگر سحر تیزی سے بیڈ سے اٹھی۔

افرحیم نے اسے پکڑنے کی خاطر ہاتھ بڑھایا تو اس کا دوپٹا گلے سے نکل کر اُس کے ہاتھ میں رہ گیا۔

سحر اندھا دھند بھاگتی مین ڈور کی طرف ائی۔

اس نے دروازہ کھولا ہی تھا کے سامنے ہی سالار شاہ کو دیکھتے وہ تیزی سے اس کے سینے سے لگی تھی۔

وہ اب اس کے گرد سختی سے بازو لپیٹے اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اُس کے آنسو اور اُس کے وجود کی کپکپاہٹ محسوس کر کے سالار کو کھٹکا سا ہوا۔

"سحر آپ ایسے رو کیوں رہی ہیں بچے کیا ہوا آپ کو؟"

سالار اُس کی کمر تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے بولا تھا مگر تبھی اُس کی نظر پیچھے سے آتے افرہیم شاہ پر گئی۔

اُس کے سر سے خون اور ہاتھوں میں سحر کا دوپٹہ دیکھ کر سالار کو فوراً معاملہ سمجھ آیا تھا۔

وہ جھٹکے سے روتی دھوتی سحر کو خود سے الگ کرتا افراہیم تک آیا جو اب اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو چکا تھا۔

سالار دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ جیسا وہ سوچ رہا ہے ویسا کچھ نہ ہو۔

کیُونکہ وہ جانتا تھا اگر ایسا کچھ ہوا تو وہ خود کو کنٹرول ہر گز نہیں کر پائے گا۔

وہ یہ بھی بھول جائے گا کہ یہ انسان اس کی پھپھو کا اکلوتا بیٹا ہے۔

سالار شاہ کے لیے گھر کی عزت سے بڑھ کر اپنی جان بھی نہیں تھی۔

"یہاں کیا کر رہے ہو تم"

وہ اُس کے سامنے رک کے بولا تو افرہیم نے پیچھے کھڑی سحر کو دیکھا جواب کپکپا رہی تھی۔

"وہ تم اسی سے پوچھو اسی نے مجھے فون کرکے بلایا تھا۔میں یہاں آیا تو تم سب تھے ہی نہیں پھر یہ میرا ہاتھ"

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتا سالار کا زوردار مکہ اُس کے جبڑے میں لگا تھا۔

تبھی اُن سب کے شور سے منت اٹھ کر سیڑھیوں کی جانب ائی تھی۔

لیکن نیچے کا منظر دیکھ کر اُس کی حالت غیر ہوئی۔

سالار کو افرہیم پر یوں برستے اور اپنی پیاری سی گڑیا کو یوں روتے تڑپتے دیکھ منت تیزی سے نیچے ائی۔

وہ سحر کے پاس پہنچ کر اسے شدت سے خود میں بھینچ گئی تو وہ مزید ٹوٹ کے بکھری۔

"تم میں زرا غیرت نہیں ہے ×××اپنے گھر کی عزت پر بری نظر رکھتے ہوئے تو تمہیں ڈوب کر مرنا چاہیے تھا افرہیم شاہ۔۔۔

مگر افسوس تم نہیں مرے تو مجبوراً اب یہ کام مجھے کرنا ہوگا"

سالار اُس کا گریبان پکڑ کر زور سے چلایا تھا۔

غصّے سے اُس کا چہرہ بلکل سرخ ہو چکا تھا۔

منت جو ابھی تک معاملے سے انجان تھی سالار کی دھاڑ نے اُس کے چودہ طبق روشن کیے۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سالار نے کہتے ساتھ ہی اپنی جینز کی جیب سے اپنا وپین نکال کے لوڈ کیا ہی تھا کہ منت بھاگ کر اُس تک آئی اور وپین اُس کے ہاتھ سے کھینچ کر نیچے پھینکا۔

"پلیز آپ ایسے۔۔مت کریں۔۔۔۔خدارا انہیں اس وقت۔۔۔بس یہاں۔۔سے نکال دیں۔۔۔۔"

وہ خود بھی روتی ہوئی اُس کا بازو پکڑ کر اِلتجا کرتی بولی تو سالار نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد آج پہلی دفعہ منت نے اسے چھوا تھا۔

اُس کی نرم و نازک انگلیوں کا لمس سالار کے غصّے کو ہلکہ ہلکہ زائل کر رہا تھا۔

مگر دوبارہ جب اُسے افرحیم کی حرکت یاد آئی تو وہ منت کو نرمی سے تھام کے اُسے پیچھے کرتا اُس کی طرف بڑھا۔

جواب سر کو پکڑے نیچے بیٹھا تھا۔

منت نے ایک نظر نیچے زمین پر پڑے سحر کو دوپٹے کو دیکھا پھر آگے بڑھ کر اُسے اٹھا کر سحر کی جانب بڑھی۔

اس کے بعد الار شاہ نے اُسے دھنک کر رکھ دیا تھا جب وہ بلکل ادھ موا ہو گیا تو منت نے روتے ہوئے بمشکل ہی سالار کو زبردستی اُس سے الگ کیا۔

وہ بھی موقع پاتا لڑکھڑا کر بھاگتا حویلی سے نکل گیا تھا۔

وہ دونوں اب سحر کی جانب ائے تھے جواب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"پانی لائیں"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سالار سحر کے گرد بازو لپیٹتا منت سے بولا تو وہ فوراً کچن کی طرف بھاگی۔

وہ اُسے ایک صوفے کے پاس لایا اور نرمی سے اُسے اُس پر بٹھا دیا۔

"یہ لیں چندہ پانی پییں"

منت بھی اُس کی دوسری طرف بیٹھتی پانی کا گلاس اُس کے ہونٹوں سے لگا گئی۔

سحر نے بمشکل ایک گھونٹ ہی بھرا اور گلاس کو پرے دھکیل دیا۔

"گڑیا بس آغاسائیں کو آنے دیں ایک مرتبہ اس خبیث کا تو حویلی سے پتا ہی کٹواتا ہوں میں"

سالار اُس کی طرف دیکھتا بولا تو سحر نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا۔

"ن۔۔ نہیں لالا۔۔۔ پلیز۔ آپ۔۔۔ دونوں۔۔۔ کسی۔۔ کو کچھ م۔۔ مت بتائیے گا۔۔ پلیز"

وہ روتی ہوئی بولی تو سالار نے دکھ سے اسے دیکھا۔

وہ اس کی حالت بھی سمجھ سکتا تھا ایک لڑکی کبھی بھی اپنے لیے یہ سب سن یا برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"اوکے ہم کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے آپ بھی اب رونا بند کریں"

منت اُسے اپنے سینے سے لگائے محبت سے بولی تو سحر نے سر ہلایا تھا۔

وہ پہلے ہی سالار سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی اگر بابا سائیں،

آغاسائیں یا امان شاہ کو پتہ چل جاتا تو وہ تو شرم سے زمین میں گڑھ کر رہ جاتی۔

"آپ انہیں روم میں لے جائیں اور کوئی سکون آور میڈیسن دیں میں یہاں موجود ہوں آپ دونوں بے فکر رہیں"

سالار منت سے مخاطب ہوا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ساتھ سحر کو بھی سہارا دے کر اٹھایا۔

پھر وہ دونوں اوپر کی طرف بڑھیں تو سالار نے بھی صوفے کی بیک سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موند گیا۔

وہ لوگ عصر کے وقت ہی واپس آ گئے تھے۔

تب تک سالار بھی اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔

منت اور سحر بھی اپنے کمرے میں سو چکی تھیں سحر دکھ اور رونے کی وجہ سے بے حد چکرا رہی تھی تو منت نے

زبردستی اسے نیند کی گولیاں دے کر سلایا تھا۔

پھر وہ خود بھی اُس کے ساتھ لیٹ گئی تھی کیونکہ اُس کی اپنی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔

سحر کی وجہ سے وہ بھی کافی پریشان تھی۔

سالار کا سحر کو یوں پیار دینا منت کو بہت اچھا لگا تھا۔

جو بھی ہو اپنا خون تو اپنا ہی ہوتا ہے۔

"بچوں کو اٹھا دیں کھانا کھا لیں وہ بھی معلوم نہیں دوپہر میں بھی کچھ کھایا ہو گا تینوں نے یا نہیں"

سب لوگ ڈائننگ پر بیٹھے تھے جب آغا سائیں کھانا سرو کرتیں نور بیگم سے مخاطب ہوئے۔

"جی باباسائیں آپ لوگ شروع کریں میں انہیں دیکھتی ہوں"

وہ کہتی ہوئیں اوپر کی طرف آئیں۔

پہلے وہ سالار کے کمرے میں گئیں تو وہ سٹڈی میں موجود کچھ فائلز چیک کر رہا تھا۔

اُسے پیغام دے کر وہ منت اور سحر کے کمرے میں آئیں تو دونوں کمبل میں لپٹیں گہری نیند میں سوئی تھیں۔

"سحر،منت بچے اٹھیں ڈنر کے لیے ائیں"

وہ قریب آکر بلند آواز میں بولیں۔

کچھ دیر بعد ہی وہ دونوں کو جگا چکی تھیں۔

"یہ آپ دونوں کی آنکھوں کو کیا ہوا ہے لگ رہا ہے روتی رہیں ہیں دونوں"

وہ اُن کی سوجی آنکھیں دیکھ کر فکر مندی سے بولیں تو منت نے ایک نظر سحر کو دیکھا پھر ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"نہیں تائی امی وہ دراصل ہم دونوں کافی دیر سے سو رہی تھیں

اس لیے اب آنکھیں ایسی ہو گئی ہوں گی آپ پریشان مت ہوں اور نیچے چلیں ہم بھی آتے ہیں"

وہ بولی تو نور شاہ بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انہیں جلدی آنے کا کہہ کر کمرے سے نکل گئیں۔

"چندہ کچھ نہیں ہو گا آپ کیوں اتنی ٹینس ہو رہی ہیں آپ اگر اسی طرح خاموش اور پریشان سی بنی رہیں گی تو سب کو ہی شک ہو جائے گا۔اب آپ کا کر فیس واش کریں پھر ہم بھی نیچے چلیں۔"

For more visit (exponovels.com)

منت سحر کا خوف سے فق چہرہ دیکھ کر نرمی سے بولی۔

"منت اگر سالار لالا نے کسی کو کچھ بتادیا تو میں کیا کروں گی"

وہ دوبارہ سے دکھی ہوتی بولی تو منت نے اس اس کا ہاتھ پکڑ کر سہلایا۔

"میں جانتی ہُوں انہیں وہ کسی کو بھی کچھ نہیں بتائیں گے آپ بے فکر رہیں اور اب جائیں واش روم جلدی سے"

منت نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ اپنا دوپٹہ اٹھا کر واش روم میں چلی گئی۔

پیچھے منت نے بھی اپنا دوپٹہ اٹھا کر اوڑھا اور سب کو دینے کے لئے جواب سوچنے لگی۔

وہ جانتی تھی اگر جو سالار شاہ نے واقعی کسی کو کچھ کہہ دیا ہوا تو سحر نے تو رونا شروع ہو جانا تھا۔

"جی مورے آپ کو کوئی کام تھا کیا؟"

کچھ دیر پہلے ہی سالار شاہ کی ملازم نے پیغام دیا تھا کے اُسے نور شاہ بلا رہی ہیں۔

اس لیے وہ فوراً اپنے سارے کام ایک طرف رکھتا اُن کے کمرے میں آیا تھا۔

وہ اُن کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ الماری سے زیورات کے باکسز نکال کر بیڈ پر رکھ رہی تھیں۔

"ہاں بیٹا آپ بیٹھیں میں ذرہ یہ زیورات نکال لوں پھر آپ سے بات کرنی ہے مجھے"

وہ اسے دیکھ اور نرمی سے بولیں تو سالار بھی سر ہلا کر ایک صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد ہی نور شاہ اپنا کام مکمل کر کے اس کے قریب آ بیٹھیں تو وہ اُس کے گرد اپنا بازو پھیلاتا اُنہیں اپنے حصار میں لے گیا۔

"مجھے آپ سے کہنا تھا کہ اب شادی کا دن قریب ہے بلکل اور آپ کے بابا سائیں نے تو سختی سے منع کر دیا ہے کہ کوئی فنکشن وغیرہ نہیں ہو گا بلکل سادگی سے نکاح اور رخصتی کر دی جائے گی۔ مگر بچیوں کے کچھ خواب ہیں کچھ خواہشات ہیں جو ہم یوں رد نہیں کر سکتے۔

میں تو ایک بے بس اور بے ضرر عورت ہونے کی حیثیت سے اس حویلی میں کوئی بات کر نہیں سکتی مگر آپ مرد ہیں اور میرے بیٹے بھی۔اس لیے میں آپ کو کہہ رہی ہوں کے آج یہ کل آپ ان تینوں کی کہیں شاپنگ پر لیتے جائیں تینوں نکاح کے کپڑے جوتے لے لیں گی۔اور ویسے بھی منت کی طبیعت آج کل تھوڑی اپ سیٹ ہے وہ بھی فریش ہو جائیں گی"

اُنھوں نے سالار کو دیکھتے تفصیل سے اپنی بات مکمل کی تو سالار نے انہیں دیکھا۔

"ایم سوری مورے لیکن ان کا باہر جانے کے حق میں میں بھی نہیں ہوں آپ کپڑوں وغیرہ کے لئے پریشان نہیں ہوں کو میں نے ایک ڈیزائنر سے بات کر لی ہے وہ کل ہی اپنی تمام کولیکشن حویلی لائیں گی تو آپ لوگ پسند کر لیجئے گا"

سالار شاہ نے آہستہ آواز میں کہتے سارا مسلہ ہی حل کر دیا تو نور شاہ بھی مسکرا دیں۔

"ہم اپنی چھوٹی سی نازک سی گڑیا آپ کے حوالے کر رہے ہیں سالار آپ نے ان کا بہت خیال رکھنا ہے"

وہ محبت سے اس کے کندھے پر سر رکھتی ہوئیں بولیں تو سالار کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"آپ کو کوئی شک ہے مجھ پر تو بتادیں"

وہ مسکرا کر بولا تو اُنھوں نے نفی میں سر ہلایا

"نہیں مجھے اپنے بیٹے پر کوئی شک نہیں ہے میں جانتی ہوں میرے سالار عورت کی عزت کرنا اچھے سے جانتے ہیں"

وہ پر یقین لہجے میں بولیں تو سالار اٹھ کھڑا ہوا۔

اُن کی پیشانی چوم کر وہ انہیں خدا حافظ کہتا ان کے کمرے سے باہر نکلا۔

اُسے آغا سائیں نے مردان خانے میں بلایا تھا تو وہ تیزی سے راہداری پر چلتا ساتھ ساتھ موبائل پر ٹائپنگ بھی کر رہا تھا۔

وہ تیزی سے چلتا اچانک کسی مومی وجود سے زوردار ٹکرایا اور اُس کا موبائل اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے فرش پر گرا۔

منت ابھی چیخ مار کر گرتی کے سالار شاہ نے اچانک اُس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے خود سے لگایا۔

"ریلیکس"

وہ اُس کی کمر تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے بولا تھا۔

منت جو اُس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی اُسے اچانک اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

اُس نے ایک نظر بھی سالار پر نہیں ڈالی اور نظریں جھکا گئی۔

"اتنی ہائی سپیڈ سے کہاں جانا چاہ رہی تھیں آپ

وہ اُسے کچھ دیر دیکھنا چاہتا تھا اس لیے جان بوجھ کے شرارت سے بولا۔

اُس کے لہجے میں مذاق محسوس کر کے منت مزید کنفیوز ہوتی اُس سے تھوڑا دور ہوئی تھی۔

"و۔۔وہ میں۔۔۔موری نے بلایا تھا۔۔مجھے"

وہ لڑکھڑاتی ہوئی دونوں ہاتھ آپس میں مسلتی بولی تھی سامنے والے کی بے باک نظریں اس کی سانسیں روکنے کے در پر تھیں۔

سالار نے اچانک ہی قدم آہستہ اہستہ اس کی طرف بڑھانے شروع کیے تو منت جس کی نظریں فرش پر ہی جمی تھیں۔

اُسے اپنی جانب بڑھتے دیکھ منت کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوئے تھے۔

سالار نے اُس کے قریب آتے اچانک ہی اُسے اُس کے کندھوں سے تھام کر پیچھے دیوار سے پن کیا اور دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکا دیئے۔

وہ نازک جان اس کے مضبوط وجود میں چھپ سی گئی تھی وہ بمشکل ہی سالار کے کندھوں تک ہی پہنچ پا رہی تھی۔

"دیکھیں۔۔"

"دیکھ ہی تو رہا ہوں آپ اگر کچھ اور دکھانا چاہتی ہیں تو دکھائیں"

ابھی وہ بات مکمل کرتی کہ سالار نے چہرہ بلکل اس کے چہرے پر جھکاتے بوجھل لہجے میں کہا تو منت بلکل رونے والی ہو گئ۔

"پلیز۔۔۔دور ہٹیں۔۔مجھے مورے۔۔۔کے پاس جانا ہے"

وہ بلکل بچوں کے انداز میں بولتی سالار کو مسکرانے پر مجبور کر گئ تھی۔

"اور اگر نہ ہٹوں تو۔۔۔"

وہ تو پر زور دے کر بولا تو منت کی آنکھوں میں اچانک سے پانی آیا تھا اب وہ پلکیں زور زور سے جھپکتے اپنے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتی

اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ سالار کا دل کیا اس کی پلکیں چوم لے۔

مگر وہ ابھی اس پر اس قسم کا کوئی حق نہیں رکھتا تھا اس لیے خود کو قابو کرتے نظریں اُس کی آنکھوں سے پھر لیں۔

"ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں تو آپ کا یہ حال ہے منت۔۔۔جب کچھ کروں گا تو تب آپ کی کریں گی یار۔مجھے نہیں لگتا آپ کی یہ نزاکت مجھے سہہ پائے گی"

سالار کے لہجے میں اس وقت مذاق کا کوئی عنصر نہیں تھا۔

اُس کی بے باک بات پر منت کا دل زور زور سے دھڑکتا سینے سے نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔

"صرف پر سو تک کا وقت ہے آپ کے پاس مجھے ہر گز وہ مرد مت سمجھیے گا جو شادی کی رات آپ کو کہے گا کہ میں نے آپ کو اتنا وقت دیا خود کو تیار کر لیں۔ میں ہر گز آپ کو کوئی وقت نہیں دوں گا رخصتی کی رات ہی مجھے اپنے سارے حقوق چاہئیں آپ سے تو آپ بھی اچھی بیویوں کی طرح میرا ساتھ دیجئے گا"

سالار سنجیدگی سے کہتا منت کی سانسیں۔ دشوار کر گیا۔

وہ اب شرم سے بلکل زمین میں گڑھنے والی ہو رہی تھی۔

بھلا یہ سب باتیں ابھی کہنا ضروری تھیں بعد میں بھی تک بتا سکتا تھا نا۔۔۔

"مجھے لگ رہا ہے اب ایک منٹ بھی میں یہاں رکا تو آپ ضرور اللہ کو پیاری ہو جائیں گی ہو میں ہر گز نہیں چاہتا I س لیے اب میں جا رہا ہوں آپ بھی چچی کے پاس جائیں۔۔۔ سی یو سون"

وہ کہتا ہوا ایک آخری نظر اس کے سرخ چہرے پر ڈالتا نیچے جھکا اور اپنا موبائل اٹھاتا دوبارہ رخ پھیر کر اپنی منزل کی جانب بڑھ گیا۔

اُس کے جانے کے بعد منت بلکل بے ہوش ہونے والی ہوئی تھی۔

وہ دیوار سے ٹیک لگاتی اُس کی باتیں یاد کرنے لگی تو اچانک ہی اُس کی بے شرمی سے کہی گئی باتیں سوچتی وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔

"یہ اکیلے اکیلے کس سے شرمایا جا رہا ہے"

ہانیہ جو قریب سے گزر رہی تھی اُسے یوں دیکھ کے اُس تک آتی شرارت سے بولی

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

تو منت نے جلدی سے خود کو ریلیکس کرتے ہاتھوں سے چہرہ نکالا۔

سامنے ہی ہانیہ کو فل پولیس والوں جیسے تفتیشی انداز میں کھڑے دیکھ منت نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔

"میں شرما نہیں رہی وہ بس چکر آ گیا۔۔ تھا اس لیے یوں کھڑی تھی"

منت نے جلدی سے قوت گھڑا تھا مگر اُس کی آنکھیں ہی اس سے بے وفائی کر گئی تھیں۔

"اوہ آپ کو ابھی سے چکر بھی آنے لگے ابھی تو شادی ہوئی بھی نہیں"

ہانیہ بے باکی سے بولی تو منت نے اسے گھور کر دیکھا دونوں بھائی بہن ہی بے شرمی میں ایک دوسرے سے بڑھتے تھے۔

"پلیز بھابھی۔۔۔ ایسے مجھے تنگ نہیں کریں۔ ناں"

وہ بے چارگی سے بولی تو ہانیہ نے مسکراہٹ دباتے اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو میں تو آپ کو تنگ نہیں کریں گی منت ڈارلنگ مگر پر سولا لا کو کیسے روکیں گی آپ"

وہ کہتی ہوئی پھر سے مسکرانے لگی تو منت نے ناراضگی سے اس سے رخ موڑا اور قدم نادیہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھائے۔

پیچھے ہانیہ بھی مسکرا کر اسی کے پیچھے آئی تھی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

منت کو پتہ ہی نہیں چلا تھا اور دو دن گزر بھی گئے تھے۔

آج عصر کے وقت اس دونوں کا نکاح ہونا تھا اور شام تور خصتی کیونکہ پھر ان دونوں کو شہر کے لیے نکلنا تھا اس لیے سب بڑوں کا جلدی ر خصتی کر دینے کا ارادہ تھا۔

اس وقت نکاح خواں پہنچ چکا تھا۔

جوّا بھی تو مردان خانے میں ہی موجود تھا۔

کسی خاص مہمان کو نہیں بلایا گیا تھا بس اقراء شاہ کو ہی اُن کے سسرالیوں سمیت بلایا گیا تھا۔

سب خواتین ہی لاؤنج میں جمع تھیں سوائے منت کے۔

ابھی کچھ دیر پہلے ملازمہ نے پیغام دیا تھا

کہ مراد شاہ کا حکم ہے منت کو نیچے لائیں تو وہ لوگ نکاح خواں کو اندر لا کر نکاح پڑھوا دیں۔

"ہانیہ، سحر بیٹا جائیں بہن کو نیچے لے آئیں"

نور شاہ نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو دونوں ہی اٹھ کر اوپر کی جانب بڑھی تھیں۔

کل ہی تینوں کے ڈریس سیلیکٹ ہوئے تھے سحر نے لائٹ پنک اور گرے کلر کے کنڑاسٹ میں پاؤں کو چھوتا، ہلکے کام والا لونگ فراک زیب تن کیا تھا۔

اب وہ بالوں کو کھلا رکھے ہلکا سا گلوئی میک اپ کیے بے حد خوبصرت دکھ رہی تھی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

دوسری طرف ہانیہ نے بھی گولڈن کلر کا لہنگا

چولی پہنا تھا وہ بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

وہ دونوں اوپر آئیں تو منت کو دیکھ کر دونوں نے ہی بے ساختہ ماشاللہ بولا تھا۔

وہ وائٹ اور گولڈن شرارے میں نیوڈ میک اپ کیے کندھوں پر مہرون شال لیے نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

اُس کے شرارے پر کافی ہیوی کام ہونے کی وجہ سے اب وہ اُسے سمبھال نہیں پا رہی تھی۔

بالوں کو اُس نے کرل کر کے ایک طرف سے آگے ڈال رکھا تھا گلے میں وائٹ دوپٹہ سمیٹ کر رکھا تھا اور کندھوں پر مہرون شال۔

ہاتھوں میں سونے کے کنگنوں کے اوپر سرخ

گزرے اُس کے ہاتھوں کو بہت دلکش دکھا رہے

تھے۔

اُس نے بالوں میں ایک طرف گولڈن کلر کی خوبصورت جھومر لٹکا رکھی تھی اور ناک میں گولڈن نتھ۔

یقیناً سحر اور ہانیہ نے کبھی اس سے خوبصورت دلہن اپنی زندگی میں نہیں دیکھی تھی۔

"منت آپ بہت بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔اللہ آپ کو نظر بد سے بچائے اور ہمیشہ خوش رکھے"

ہانیہ اُس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی محبت سے بولی مگر اُس کے ہاتھ کی کپکپاہٹ محسوس کر کے وہ فکر مند ہوئی۔

"کیا ہوا منت ؟ طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی آپ کا جسم کانپ کیوں رہا ہے"

ہانیہ اس کا ہاتھ سہلاتی ہوئی بولی تو سحر بھی تیزی سے اس کی طرف آئی۔

"میں مورے کو بلا لاؤں ؟"

وہ غرا کر بولی تو منت نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں میں بلکل ٹھیک ہوں وہ بس کچھ گھبراہٹ سی ہو رہی ہے صبح سے اس لیے کانپ رہائی ہوں مورے کو پریشان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

وہ سمجھداری سے بولی تو ہانیہ مسکرا دی تھی۔

وہ اس کی حالت سمجھ سکتی تھی نکاح کے وقت تو ہر لڑکی کی حالت یہی ہوتی ہے۔

"اچھا آئیں اب نیچے چلیں ہم آپ کو لینے ہی آئیں ہیں"

ہانیہ نے اُس کا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئی کہا تو اُس کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔

وہ اتنی جلدی یوں اچانک اس سب کے لیے تیار نہیں ہو پا رہی تھی۔

"ہم چیلں"

وہ دائیں ہاتھ میں ہانیہ اور بائیں ہاتھ میں سحر کا ہاتھ تھام کے بولی تو دونوں ہی دھیما سا مسکرا دیں۔

"آپ کے ہونے والا شوہر صاحب کا حکم ہے کے نکاح سے پہلے آپ کو کوئی نہیں دیکھے گا جب نکاح ہو جائے گا تو وہ خود سب سے پہلے آپ کو دیکھیں گی پھر باقی سب تو مجبوراً ہمیں آپ کا یہ چاند سا چہرہ چھپانا ہو گا"

ہانیہ مسکرا کر شرارت سے بولی تو منت مزید گھبرا سی گئی تھی۔

ہانیہ نے اس کی شال کندھوں سے اٹھا کر اُس سے چہرے پر گھونگھٹ ڈال دیا اور چادر کا ایک حصہ اس کے ایک کندھے اور رکھ دیا باقی پیچھے کی طرف ڈال دیا۔

"پرفیکٹ"

سحر تالی بجاتے ہوئے زور سے بولی تو ہانیہ مسکرا دی پھر وہ دونوں اسے سہارا دے کر نیچے لائیں تھیں۔

سب نے اسے بہت پیار کیا مگر اس کا چہرہ دیکھنے کی اجازت کسی کو نہیں تھی

اس لیے کسی نے بھی اس کا گھونگھٹ پلٹنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"بی بی جی صاب لوگ آ گئے ہیں جی"

ملازمہ نے نادیہ شاہ کے پاس آ کر کہا تو وہ

اٹھتی ہوئیں منت کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھیں۔

کچھ دیر بعد ہی مولوی صاحب کے ساتھ امان، مراد شاہ، سلمان شاہ اور افرہیم لاؤنج میں آئے تھے۔

مراد شاہ بھی آ کر منت کی دوسری جانب بیٹھ گئے جبکہ باقی سب صوفے کے گرد کھڑے ہو چکے تھے۔

جیسے ہی مولوی صاحب نے نکاح کے الفاظ پڑھتے منت سے اس کی رضامندی جاننی چاہی اچانک ہی اس کا جسم شدت سے کانپنے لگا۔

نادیہ شاہ نے اس کو سختی سے تھام رکھا تھا مگر اب اُس کی حالت بہت بگڑ سی رہی تھی۔

وہ کھل کر سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔

"افرہیم بیٹا آپ مولوی صاحب کو مردان خانے لے جائیں جیسے ہی ان کی طبیعت سنبھلتی ہے میں آپ کو کال کرتا ہوں"

مراد شاہ فکرمندی سے منت کو دیکھتے افراہیم سے بولے تو وہ مولوی صاحب کو لیتا وہاں سے نکل گیا۔

"منت سانس لیں گڑیا"

مراد شاہ فوراً اُس کا گھونگھٹ چہرے سے ہٹاتے بولے تھے جواب گہرے گہرے سانس لیتی خود کی پرسکون کرنا چاہ رہی تھی۔

"نادیہ ان کے لیے گرم دودھ بنوائیں"

وہ کہتے منت کے پاس بیٹھے اور اسے اپنے حصار میں لے کر اس کے بال سہلانے لگے۔

سب ہی ان کی منت کے لیے محبت اور بے

چینی دیکھ کر خوش ہوئے تھے۔

منت بھی اپنے باباسائیں کا لمس پا کر چہرہ اس کے سینے پر رکھتی اب کچھ بہتر ہو چکی تھی۔

"یوں اچانک سے کیا ہو گیا ہے میرے بیٹے کو"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے محبت سے بولے تو منت کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر ان کے قمیض اور گرا۔

"مجھے۔۔۔مجھے ڈر۔۔لگ رہا ہے۔۔باباسائیں۔۔م۔۔میں آپ لوگوں۔۔کے ساتھ۔۔رہنا چاہتی ہوں"

وہ روتی ہوئی بولی تو نادیہ شاہ بھی دوبارہ اس کے پاس آ بیٹھیں۔

جبکہ اسے یوں روتا دیکھ سحر نے بھی رونا شروع کر دیا تھا۔

اقراء شاہ نے قریب ہو کر سحر کو خود سے لگا کر پیار کیا اور اُس کے آنسو پونچھے۔

"سحر تو میری مضبوط بیٹی ہیں بہن کو مزید پریشان نہیں کریں گی ہے ناں"

وہ محبت سے بولیں تو سحر نے بھی جلدی سے آنکھیں صاف کرتے اثبات میں سر ہلایا۔

ملازمہ اب منت کے لیے گرم دودھ لائی تو نادیہ شاہ نے گلاس اُس کے ہونٹوں سے لگایا تھا۔

اُس نے آدھا گلاس بھی نہیں پیا اور دودھ سائڈ پر کر دیا تو سب نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"گڑیا آپ بلکل پریشان نہیں ہوں سالار آپ کا بے حد خیال رکھیں گے اور صرف ایک دو ماہ کی بات ہے پھر آپ واپس آ جائیں گی ناں

میری جان۔تو اب بس کریں آپ ایسے رو کر سب کو ہی پریشان کر رہی ہیں"

امان شاہ بھی اُس کے پاس آکر محبت سے اُسے سمجھاتا ہوا بولا۔

پھر سب کے سمجھانے بجھانے کے بعد اُس کی حالت کچھ بہتر ہوئی اور وہ نکاح پر رضامند ہوئی تھی۔

دوبارہ نکاح خواآیا تو منت نے اہستہ سے اپنے تمام جملہ حقوق اس ایک شخص کے نام کر دیے تھے۔

پیپرز پر سائن کرتے وقت منت کے کئی باغی آنسو ٹوٹ کر پیپرز کو تر کر گئے تھے۔

دوسری طرف سالار شاہ نے بلا جھجک تین مرتبہ قبول ہے کہہ کر اُس کم سن پری کو

اپنی زوجیت میں لے لیا تھا۔

نکاح کے بعد منت کی حالت کے پیش نظر سب نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اُسے کچھ دیر کے لیے آرام کرنے دیا جائے۔

وہ بہت دکھی ہو چکی تھی اُس کے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

اور اس وقت نادیہ شاہ کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا اُنھوں میں اپنی بیٹیوں کو خود سے کچھ زیادہ ہی اٹیچ کر رکھا تھا۔

ہوتی تو ہر ماں بیٹی ہے ایک دوسرے سے اٹیچ ہیں مگر نادیہ بیگم اُن کے بچپن سے ہی اُنہیں لے کر بہت پوسیسو رہی تھیں۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

کبھی انہیں اکیلے نہ چھوڑنا،ان کی ہر بات کا علم رکھنا،انہیں کبھی ایک چوٹ تک نہیں لگنے دیتی تھیں وہ۔

حالانکہ ان کی حویلی میں یہ سب غیر معمولی ہی تھا۔

یہاں کے لوگوں کے دماغ میں بس یہ چیز بیٹھ چکی تھی کہ جب بیٹیاں ہوتی ہی پرائی ہیں تو انہیں اتنی اہمیت کیوں دی جائے۔

جو کہ سراسر غلط سوچ ہے جب اللہ نے ہی بیٹی کو رحمت قرار دیا ہے تو یہ دنیا والے بیٹے اور بیٹی میں فرق کرنے والے ہوتے کون ہیں؟

خیر نادیہ شاہ نے یہاں رہنے کے باوجود بھی ان دونوں کو حد سے بڑھ کر محبت و اہمیت دی۔

اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ آج منت سے صحیح سے سانس بھی نہیں لیا جا رہا تھا۔

وہ دونوں بہنیں ہی بہت نازک اور نرم دل تھیں کبھی کسی کو تکلیف میں دیکھ ہی نہیں پاتی تھیں۔

اب بھی منت کو روتے دیکھ سحر نے بھی اپنی حالت بگاڑ لی تھی۔

اس نے یہی رٹ لگا رکھی تھی کہ اس کی بہن کہیں نہیں جائے گی۔

ان حالات میں ہانیہ ہی ان دونوں بہنوں کو سمبھال رہی تھی جبکہ باقی تمام خواتین نیچے ہی تھیں۔

"منت خود کو مضبوط کریں گڑیا۔۔۔یہ وقت ہر لڑکی کے لیے دشوار ہوتا ہے چندہ مگر آپ اس طرح کر کے تو اپنا سارا دن خراب کر رہی ہیں اور ادھر دیکھیں ذرہ سحر کی حالت آپ کی وجہ سے اس نے بھی اپنی حالت خراب کر لی ہے۔

چچی، چاچو اور امان بھی بہت پریشان ہیں آپ کے لیے خدارا اپنے آپ کو ریلیکس کریں۔ دیکھیے گا اب جو آپ بیٹھ کر انتظار ور ہی ہیں کل آپ ہی ہمیں بتائیں گی کہ آپ لالا کے ساتھ بہت خوش ہیں"

ہانیہ نے اُس کے پاس بیٹھتے محبت سے اسے سمجھایا تھا جو چہرہ گھٹنوں میں چھپائے آنسو بہائے جا رہی تھی۔

اس کی بات پر منت نے چہرہ گھٹنوں سے نکالا اور سحر کی جانب دیکھا جو واقعی رو رو کر اب ھچکیاں لینے لگی تھی۔

پھر منت نے اچانک دھیما سا مسکرا کر اپنی بانہیں پھیلائیں اور ہانیہ کو اپنے حصار میں لے کر سحر کو پاس آنے کا اشارہ کیا۔

وہ بھی دوڑ کر اُس تک آئی اور اس کی بانہوں میں سما گئی۔

وہ تینوں ہی کافی دیر یُونہی ایک دوسرے سے لپٹی آنسو بہائے گئیں۔

پھر ہانیہ نے ہی الگ ہو کر دونوں کی آنکھیں صاف کیں تو زبردستی منت کو اٹھا کر ڈریسنگ کے سامنے لا کر بٹھایا۔

میک اپ واٹر پروف ہونے کی وجہ سے زیادہ خراب نہیں ہوا تھا بس ہلکہ سا ٹچ اپ چاہیے تھا۔

آٹھ بجے رخصتی ہونے تھی اور اب ساڑھے

سات ہو چکے تھے اس لیے ہانیہ اب اس کا چہرہ دوبارہ سے سنوارنے میں لگ گئی تھی۔

"اب چچی کو کال کر کے پوچھیں بھی کہ ان کی طبیعت بہتر ہوئی یا نہیں"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سالار کب سے مردان خانے کے لاؤنج میں ایک صوفے اور بیٹھا رخصتی کے انتظار میں تھا مگر ابھی تک رخصتی کے کوئی آثار نہیں دکھ رہے تھے۔

اس نے جھنجلا کر پاس بیٹھے امان کو مخاطب کیا تھا۔

"صبر کرلیں۔جب طبیعت بہتر ہو گی تو آپ کے حوالے ہی کرنی ہے ہم نے اپنی گڑیا"

امان سکون سے کہتا اسے مزید آگ لگا گیا تھا۔

"اور کتنا صبر کروں آپ لوگ تو ڈیلے پر ڈیلے ہی کرتے جارہے ہیں"

وہ غصّے سے بولا تو امان نے اسے گھور کر دیکھا۔

"اچھا مجھ اور پھٹنے کی ضرورت نہیں ہے مورے سے پوچھتا ہوں میں"

اُس نے کہتے ہوئی موبائل نکال کر نمبر ڈائل کرتے کان سے لگایا۔

بات کر کے اُس نے مسکرا کر سالار کی جانب دیکھا تھا۔

"سالار شاہ احسان مندرہیے گا میرے میری بیوی نے ہی سمجھایا ہے آپ کی بیوی کو تب جا کر وہ رخصتی پر رضامند ہوئی ہیں۔اب پانچ منٹ تک ہم سب جارہے ہیں حویلی"

امان نے ناز سے کہا تو سالار نے اسے گھورا۔

لال حویلی　　دی بیسٹ ناولز

"محترم وہ آپ کی بیوی ہونے اسے پہلے میری بہن ہیں اس لیے مجھے آپ کا احسان مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں"

وہ ناک سکیڑ کر کہتا امان کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

پھر واقعی پانچ منٹ بعد حویلی سے بلاوا آیا تو وہ سب مرد اٹھ کر حویلی کی جانب آئے۔

لاؤنج میں ہی صوفے پر وہ نازک سی پری پیکر سمٹ کر بیٹھی تھی۔

اُس کی ایک جانب نور شاہ بیٹھیں اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

نادیہ شاہ جان بوجھ کر اس کے قریب نہیں آئیں تھیں کیونکہ وہ جانتی تھیں انہیں دیکھ کر وہ مزید ٹوٹ جائے گی۔

سالار آیا تو نور شاہ اُسے جگہ دینے کی خاطر اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

امان نے اس کہ ہاتھ تھام رکھا تھا وہ اسے صوفے کے قریب لایا۔

تو سالار شاہ اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ منت سالار شاہ کے پہلو میں براجمان ہوا۔

وہ اُس کے بے حد قریب بیٹھا تو منت کی دھڑکنیں اُس کے سینے میں طوفان مچا گئیں۔

اُس نے کھسک کر تھوڑا دور ہونا چاہا تھا مگر اس کا دوپٹہ سالار شاہ کے نیچے ہونے کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے حل بھی نہیں پائی۔

"آرام سے بیٹھی رہیں منت۔ میں کچھ نہیں کہہ رہا آپ کو"

وہ نرمی سے بولا تھا وہ اسے خود سے یوں ڈرتے دیکھ پریشان ہو گیا تھا۔

اُسے منت کا خود سے شرمانا، جھجکنا تو بے حد پسند تھا مگر اُس نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ اس کی بیوی اس سے خوف کھائے۔

مگر منت کی حرکتیں اُسے شدت سے احساس دلا رہی تھیں کہ وہ اس سے ڈر رہی ہے، کمفرٹیبل محسوس نہیں کر رہی۔

پھر باری باری سب بڑوں نے آکر ان دونوں کو دعائیں اور پیار دیا تھا۔

"آئیں بیٹا اب ہم آپ کو گاڑی تک چھوڑ آئیں"

آغا سائیں اچانک کھڑے ہوتے بولے تو منت کے

ہاتھ کپکپانے لگے تھے۔

سالار نے کھڑے ہو کے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا مگر وہ چاہ کر بھی ہاتھ اُس کے ہاتھ پر نہیں رکھ سکی تھی۔

آخر سالار شاہ نے خود ہی اس کا نازک سا کپکپاتا ہوا دایاں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیا۔

اُس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ محسوس کر کے منت کی سانسیں رک رک کر چلنے لگیں۔

وہ خود نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ اُس کی یہ حالت کیوں ہو رہی ہے۔

اُسے اٹھتے نہ دیکھ سالار نے اُس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا تو منت نے گھونگھٹ میں ہی اپنی آنکھیں میچ لیں۔

آخر نور بیگم اور اقراء شاہ نے اُس کے پاس آکر اسے سہارا دے کر کھڑا کیا تھا۔

ہانیہ نے اس کا شرارہ ٹھیک کیا۔

سالار کی گرفت اب اس کے ہاتھ پر اس قدر سخت تھی کہ منت کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اسے نہ اٹھنے کی سزا دے رہا ہے مگر خاموش تھی۔

جبکہ سالار کہاں جانتا تھا کہ وہ اس قدر نازک ہے کہ اس کی مضبوط گرفت پر ہی رونے لگ جائے گی۔

اُس نے تو اسے حوصلہ دینے کے لیے سختی سے اس کا ہاتھ دبا رکھا تھا جبکہ وہ پاگل کچھ اور ہی سمجھ رہی تھی۔

"بھابھی آئیں مل لیں بیٹی سے"

نور شاہ نے ایک طرف کھڑیں نادیہ شاہ کو پکارا تو وہ آنسو پیتیں ان دونوں کے قریب ائی تھیں۔

منت کے چہرے پر تو ابھی بھی گھونگھٹ تھا مگر اُس کا جسم ہی اس بات کی نشان دہی کر رہا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔

نادیہ شاہ نے قریب آکر اسے اپنے سینے میں بھینچا تو وہ ضبط کھو کر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

"مم۔۔۔ مورے۔۔۔ مجھے۔۔۔ نہیں۔ جانا"

وہ روتے ہوئی بولی تو امان شاہ اُس کے قریب آیا۔

نادیہ بیگم کو اُس سے الگ کر کے امان نے اسے خود سے لگایا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ وہ اگر مزید اُن کے گلے لگی رہی تو وہ دوبارہ اپنی حالت خراب کرلے گی جبکہ وہ دونوں بہنیں امان سے تھوڑا ڈرتی تھیں اس لیے اس کے سامنے خاموش ہو جائے گی۔

اور ہوا بھی یہی تھا امان کے گلے لگ کر اُس کی ہچکیاں کچھ مدھم پڑیں۔

"بس بچے اب آپ بلکل نہیں روئیں گی اور خاموشی سے سالار کے ساتھ جائیں گی"

وہ اس کا سر تھپتھپا کر رعب سے بولا تو منت نے نفی میں سر ہلایا۔

"پلیز لالا۔۔۔۔میں۔۔نہیں۔۔"

ابھی وہ بات مکمل کرتی کے امان نے اسے خود سے الگ کرتے اس کو سالار کے قریب کھڑا کیا اور اُسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

منت کی سسکیاں ابھی بھی عروج پر تھیں پھر سب گھر والے آکر اُس سے ملے تھے۔

آخر میں سحر روتی ہوئی اُس سے لپٹی تو دونوں بہنوں کو الگ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔

مراد شاہ نے دونوں کو الگ کرتے سحر کو اپنے حصار میں لے کر خاموش کروانا چاہا تھا مگر وہ ہنوز یُونہی روئے جا رہی تھی۔

"ہانیہ آپ جلدی سے جا کر اپنا اور امان کا کچھ سامان لے آئیں آپ دونوں بھی ان کے ساتھ جائیں گے۔منت کی طبیعت خراب ہو سکتی ہے تو کسی کا ان کے ساتھ ہونا ضروری ہے بیشک کو یا پر سو آپ دونوں لوٹ آیئے گا"

آغا سائیں منت کی حالت کو دیکھتے کچھ سوچ کر بولے تو سب نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

مگر سب کو ہی ان کا فیصلہ ٹھیک لگا۔

ہانیہ تیزی سے اوپر کی جانب بڑھی تو سحر بھی جلدی سے مراد شاہ کے سینے سے سر اٹھاتی نادیہ شاہ کے پاس آئی۔

"مورے مجھے بھی جانا ہے۔۔منت کے ساتھ۔آپ۔۔بابا۔سائیں سے بات۔۔کریں ناں"

وہ دکھی سے لہجے میں بولی تو نادیہ شاہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"میری جان مورے کیسے رہیں گی آپ تینوں کے بغیر پہلے گی منت اور لالا جا رہے ہیں آپ بھی چلی گئیں تو میں اکیلی کیا کروں گی۔۔۔اور آپ کے باباسائیں بھی آپ کو اجازت نہیں دیں گے"

نادیہ شاہ اُسے خود سے لگا کر محبت سے بولیں تو اس نے منہ بسورا۔

"پلیز مورے آپ بات کر کے دیکھیں تو صحیح"

وہ دوبارہ سے اِلتجا کرتی بولی تو نادیہ شاہ نے ایک نظر مراد شاہ کو دیکھا جو اب سالار کے پاس کھڑے اُس سے کچھ کہہ رہے تھے۔

"اچھا میں کرتی ہوں بات"

وہ کہتی ہوئیں مراد شاہ کے قریب آئیں۔

"شاہ سائیں سحر بھی منت کے ساتھ جانا چاہ رہی ہیں۔امان اور ہانیہ کے ساتھ واپس آجائیں گی"

اُنھوں نے نرمی سے نظریں جھکا کر اپنا مدعا بیان کیا تو مراد شاہ نے ایک نظر دور کھڑی سحر کو دیکھا پھر ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے ان کے جانے کی۔۔۔یوں کنواری لڑکیاں راتیں باہر نہیں گزارا کرتیں"

وہ سنجیدگی سے بلند آواز میں بولے تھے تاکہ سحر بھی سن سکے۔

وہ ان کی بات سنتی پھر سے چہرہ نیچے کرتی آنسو بہانے لگی۔

"اماں بھی تو ساتھ ہیں ناں اور وہ گھر بھی تو اپنا ہی ہے کسی غیر کا تو نہیں"

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی صرف اپنی بیٹی کے لیے آج دوسری مرتبہ اپنے شوہر کی بات پر بحث کر رہی تھیں۔

"ایک دفعہ انکار کے دیا میں نے بات ختم۔۔۔اماں مجبوری میں جا رہے ہیں کل تک واپس آجائیں گے ان کے جانے کی کوئی ضرورت نہیں"

وہ رعب سے بولے تو نادیہ شاہ بھی سر ہلا کر رہ گئی تھیں۔

کچھ دیر میں ہی ہانیہ ایک چھوٹا سا بیگ لے آئی تو وہ بھی سب سے ملتی باہر کی طرف آئی۔

سب نے ہی انہیں سی آف کیا تھا منت کو مراد شاہ نے بمشکل ہی گاڑی میں بٹھایا تھا۔

وہ اب رو رو کر بلکل نڈھال ہو رہی تھی۔

"اللہ حافظ بیٹے۔۔۔"

سلمان شاہ سالار کے گلے مل کر اُس کا کندھا تھتھپا کر بولے تو وہ بھی اُنہیں خدا حافظ کہتا ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔

اُن کی گاڑی کے آگے ایک گارڈز کی گاڑی تھی اور پیچھے امان شاہ کی گاڑی تھی۔

اور آخر میں دو گاڑیاں مزید ان کی حفاظت کے لیے ساتھ جا رہی تھیں۔

سالار نے منت کے سسکتے وجود پر ایک نظر ڈالی اور پھر خاموشی سے اپنی توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کر لی تھی۔

آج اس لڑکی کو اتنا روتا دیکھ وہ یہ تو جان ہی چکا تھا کہ وہ کسی کے سمجھانے سے ہر گز خاموش نہیں ہوتی۔

جب اس کا دل کرے تب خود خاموش ہو جاتی ہے۔

امان اور ہانیہ کا ساتھ آنا سالار کو بھی بہتر لگا تھا کیونکہ اُسے تو کبھی کبھی ارجنٹ میں بھی گھر سے جانا پڑتا تھا تو منت کے پاس کوئی تو ہو۔

ویسے منت کے لیے حویلی سے دو خاص ملازمایں بھی جا رہی تھیں تا کہ سالار کی غیموجودگی میں وہ اس کے ساتھ رہ سکیں۔

ویسے تو شہر کے بنگلے میں بھی سالار کے کئی ملازم تھے مگر منت کے لیے وہ نئے ہونے کی وجہ سے اغا سائیں نے حویلی سے ملازم بھیجے تھے۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سالار اب بمشکل ہی اپنا غصّہ کنٹرول کر رہا تھا۔

منت بلکل چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی ایسا کون سا ظلم ہو گیا تھا اس پر جو اس کی سسکیاں تھم ہی نہیں رہی تھیں۔

جانتی بھی تھی کے سالار شاہ میں برداشت کے پارٹیکلز بہت کم پائے جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ اس کی برداشت کی امتحان لے کر خود کو ہی مصیبت میں جھونک رہی تھی۔

سالار اسے کچھ کہنا نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ آج وہ اس لڑکی کی ساری ہمت و بہادری دیکھ چکا تھا۔

وہ اس بات سے واقف تھا کہ اگر اس نے ایک لفظ بھی بلند آواز میں کہہ دیا تو منت نے مزید سپیڈ پکڑ لینی تھی۔

اس لیے اب وہ بہت مشکل سے ہی صحیح مگر خود کو قابو کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

انہیں آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا حویلی سے نکلے مگر دونوں کے درمیان ذرا سی بات بھی نہ ہوئی تھی۔

اب انہیں گھر پہنچنے میں تقریباً دس منٹ ہی لگنے تھے جب اچانک منت کی باقاعدہ ہچکیاں شروع ہوئی تھیں۔

اور یہاں نہ چاہتے ہوئے بھی سالار شاہ کا ضبط جواب دے گیا۔

اُس نے جھٹکے سے پاؤں بریک پر رکھا تو گاڑی جو تیز سپیڈ میں چل رہی تھی اچانک بریک لگنے کی وجہ سے جھٹکے سے رکی۔

منت جو اپنے آپ میں مگن تھی اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرا ہی جاتا اگر سالار اپنا ہاتھ اُس کی پیشانی اور نہیں رکھ دیتا۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

منت نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا مگر اس کی آنکھوں میں غصّہ دیکھ کر وہ فوراً نظریں جھکا گئی۔

"کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ ایسا کون سا تشدد کر دیا ہے میں نے آپ پر کہ آپ کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے"

وہ اس کی طرف رخ کرتا غصّے سے دبی دبی آواز میں دھاڑا تو منت نے چہرہ بلکل شیشے کی طرف موڑ لیا۔

سالار کا دل تو کے رہا تھا کہ اس لڑکی کے ہوش یہیں ٹھکانے پر لگا دے جو اس کا سارا دن خراب کرنے کے درپر تھی۔

"اب اگر آپ کا ایک آنسو بھی گرا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا منت سالار شاہ آئی سمجھ ؟"

وہ غصّے سے بولا تھا مگر منت نے صرف سر ہلانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔

آخر تنگ آتے اس نہیں گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی اور اب کی بار گاڑی کی سپیڈ پہلے سے بھی زیادہ تیز تھی۔

منت کو تو لگ رہا رہا تھا یہ اس کی زندگی کا آخری سفر ہے۔

وہ اب رونا تو دور اپنی سانسیں بھی روک گئی تھی۔

سالار کے غصّے سے تو پورا پولیس سٹیشن کانپ جاتا تھا وہ تو پھر ایک صنف نازک تھی کیسے نہ خوف کھاتی۔

"اب آپ سیدھا روم میں جائیں گی دوبارہ سے ہانیہ یا امان کو مت چپک جایئے گا"

سالار گاڑی اپنے بنگلے کے گیراج میں پارک کرتا ہوا سنجیدگی سے کہتا گاڑی سے باہر نکلا تو منت نے برا سا منہ بنایا تھا۔

"کھڑوس"

وہ چہرے کے زاویے بگاڑ کر بولی تھی تبھی سالار نے اس کی طرف کا دروازہ کھولا اور ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

منت پہلے تو تھوڑا گھبرا گئی مگر پھر نظریں جھکائے ہی ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

سالار نے مضبوطی سے اُس کا ہاتھ تھاما ابھی وہ لوگ اندر کی جانب بڑھتے کے پیچھے باقی گاڑیاں بھی گیٹ سے اندر داخل ہوئیں۔

نہ چاہتے ہوئے بھی سالار کو ہانیہ اور امان کے لیے رکنا پڑا تھا۔

وہ دونوں باہر آئے تو ہانیہ نے قریب آ کر منت کو سہارا دیا۔

"لالا اب آپ دونوں جائیں کمرے میں کب سے یونہی بیٹھے بیٹھے تھک گئے ہوں گے"

وہ فکرمندی سے بولی تو سالار نے اثبات میں سر ہلایا اور قدم اندر کی طرف بڑھائے۔

سالار کا کمرہ اوپر تھا تو وہ دونوں اوپر آ گئے تھے۔

"آپ بیٹھیں میں چینج کر لوں"

وہ منت کو بیڈ پر بٹھا کر بولا تو اس نے آہستہ سے سر ہلایا۔

سالار شاہ کبرڈ سے اپنے کپڑے لیتا واشروم میں چلا گیا۔

تب منت نے سر اٹھا کر کمرے کا جائزہ لیا تھا۔

بلیک اینڈ وائٹ تھیم تھا اس کمرے کا فرنیچر بھی بہت ڈفرنٹ تھا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سالار کو زیادہ ڈیکوریشن پسند نہیں تھی اس لیے کمرے میں صرف دو تین سرخ گلاب کے بوکے رکھے گئے تھے اور کوئی ڈیکوریشن نہیں تھی۔

منت تھکن کی وجہ سے اب لیٹ جانا چاہتی تھی مگر اُسے مناسب نہیں لگ رہا تھا اس لیے اب وہ شال اُتار کر ایک طرف رکھتی بیڈ کے درمیان سر جھکائے بیٹھی تھی۔

اُس کے سفید بھاری دوپٹہ جس پر گولڈن کام تھا وہ اس نے پنز سے سے پر سیٹ کر رکھا تھا۔

نازک کلائی میں سرخ گجرے بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔

بیٹھے بیٹھے منت کو پتہ ہی نہیں چلا تھا کہ اس کی آنکھ لگ گئی۔

اب اُس کا سر پیچھے بیڈ کراؤن سے لگا تھا اور وہ اپنے ہوش ربا سراپے سے بے نیاز سی آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی۔

کچھ دیر بعد سالار شاہ شاور لے کر سینے کو

وائٹ ٹاول سے رگڑتا، گرے ٹراوزر میں باہر آیا تھا۔

بال ماتھے پر بکھرے اُس کو مزید دلکش بنا رہے تھے۔

اس کی نظر جب بیڈ پر سوئے وجود پر پڑی تو سالار کا دماغ گھوم گیا۔

مطلب سارا دن رونے میں بّرباد کرنے کے بعد وہ محترمہ رات بھی سونے میں برباد کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

سالار نے ٹاول کو صوفے پر پھینکا تھا اگر یہ حرکت منت سالار شاہ دیکھ لیتی تو اس نے مزید پریشان ہو جانا تھا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

کیونکہ ان محترمہ کی طبیعت میں انتہا کی صفائی پائی جاتی تھی اُن کے کمرے میں بھی اگر کبھی سحر بیچاری کوئی چیز غلط جگہ

پر رکھ دیتی تو منت سے گھنٹہ لیکچر سننا پڑتا تھا۔

سالار یُونہی شرٹ لیس بیڈ تک آیا اور منت ایک گہری نظر اس کے معصوم چہرے پر ڈالی۔

اُس کی خوبصورتی سالار کا غصّہ بلکل بہا کر لئے گئی تھی۔

وہ چاہ کر بھی اس کی نیند خراب نہیں کر پا رہا تھا مگر اپنے جذبات کا کیا کرتا جو ہمک ہمک کر اس معصوم گڑیا کو چھونے،

اس کی روح میں اترنے کی خواہش کر رہے تھے۔

سالار آہستہ سے اس کے قریب بیٹھا اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا تھا۔

اُسے آج اپنی قسمت پر واقع رشک ہو رہا تھا اُسے اللہ نے زندگی میں ہر نعمت سے نوازا تھا۔

وہ جس گھرانے میں پیدا ہوا وہاں اُسے کسی چیز کی کمی نہیں تھی اس کی ہر خواہش منہ سے نکلنے سے پہلے ہی پوری کے

دی جاتی۔

اُسے اسسٹنٹ کمشنر بننے کا شوق تھا تو پہلی دفعہ ہی ایگزیم دے کر وہ سیلیکٹ ہو گیا۔

پھر اُس نے منت کو چاہا تو ایک دفعہ مانگنے پر ہی اُسے اس کی چاہت دے دی گئی تھی۔

سالار نے دل ہی دل میں اپنے رب کہ شکر ادا کیا تھا۔

"منت اٹھیں جاناں"

وہ منت کا ہاتھ تھام کر تھوڑی بلند آواز میں بولا تو وہ جو کچی نیند میں ہی تھی کسی کا لمس اپنے ہاتھ پر پا کر جھٹکے سے اٹھی۔

سامنے ہی سالار کو اپنے اتنا قریب بیٹھے دیکھ وہ فوراً پیچھے ہوئی تھی۔

"یہ۔۔آپ کیا کر۔۔۔رہے"

وہ خوف سے بولتی سالار کو آگ لگا گئی تھی اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی سالار نے اچانک اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے قریب کیا اور اُس کا سر زبردستی اپنے سینے پر رکھا۔

"سٹاپ اٹ منت۔۔۔آئی سیڈ جسٹ سٹاپ اٹ رائٹ ناؤ"

وہ انتہائی وحشت سے اس کے کان پر جھک کر چیخا کے منت کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا اُس کی قربت ہی منت کی سانسیں روک گئی تھی وہ بھلا اس کا غُصہ کیسے سہتی۔

وہ دوبارہ سے رونے کی تیاری کرنے لگی تھی جب سالار کی گرفت اس کی کمر پر حد درجہ سخت ہوئی اسے لگا کے اس کی کمر کی ہڈی ضرور چیخ جائے گی۔

"آپ اس طرح بیہیو کر کے شاید میری برداشت کا امتحان لینا چاہئے رہی ہیں۔۔ مگر میں آپ کو پہلے ہی آگاہ کر دیتا ہوں منت شاہ کے غصے میں مجھے اپنا ہوش بھی نہیں رہتا تو یہ حرکتیں کر کے مجھے کچھ ایسا کر دینے پر مجبور مت کریں جس سے بعد میں ہم دونوں کو پچھتانہ پڑے"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

وہ چہرہ اس کی گردن میں چھپا کر اپنی سلگتی سانسیں اس کی گردن پر چھوڑتا دیوانگی سے کہتا اپنی گرفت مزید سخت کر گیا۔

"مجھے آپ کا خود سے یوں ڈرنا خوف کھانا ہر گز برداشت نہیں تو خود کو میرا عادی بنائیں اگر آئندہ آپ مجھ سے اس طرح ڈر کر دور ہوئیں تو پھر میں آپ کو اچھے سے بتاؤں گا کہ کس سے ڈرا جاتا ہے اور کس سے نہیں"

سالار کا لہجہ اس قدر زہریلا تھا کہ منت کے لیے سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔

ایک تو وہ بے رحم اسے بلکل خود میں بھینچے ہوئے تھا کہ وہ کوئی حرکت ہی نہیں کر پا رہی تھی ساتھ میں اس کا یہ لہجہ منت سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"ایم۔۔ سوری"

اُس نے ہی آہستہ سی آواز میں اپولو جایز کیا تو سالار نے ایک گہری نظر اس کے کپکپاتے ہونٹوں پر ڈالی۔

جو خوف سے پھڑ پھڑ آتے اسے اپنی کانب اٹریکٹ کر رہے تھے۔

"ہمم"

وہ ابھی اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے دھیمے سے اس سے الگ ہوا۔

پھر سائڈ ڈرا سے ایک مخملی باکس نکالا اور اُسے کھول کے منت کا ہاتھ تھام کر اس میں دیا۔

اس میں ایک نفیس سی وائٹ گولڈ کی چین تھی جس کے وسط میں ایک چمکتا ہوا ہیرا جڑا تھا بیشک یہ بہت خوبصورت چین تھی۔

منت اُسے اٹھانے ہی والی تھی جب سالار نے اچانک اس کے ہاتھ سے چین لے لی۔

"مے آئی؟"

وہ اس کی گردن کی جانب اشارہ کرتا بولا تو اُس کے دھیرے سے سر ہلایا۔

سالار دوبارہ اس کے قریب ہوا اور اس کی گردن سے بال ایک طرف کرتے پہلے اس کا پہنا ہوا بھاری ہار اُتار کر سائڈ اور رکھا۔

وہ بہت زیادہ ہیوی تھا اس کی وجہ سے منت کی گردن پر جگہ جگہ سرخ نشانات بن چکے تھے۔

"یہ نہیں کہ بندہ چیز دیکھ کر پہنے کہ میں اس کی چبھن برداشت کر سکتی ہوں یا نہیں۔۔۔بس جو پسند آگیا اٹھا کے پہن لیا"

سالار غصّے سے بولا تو منت نے آنکھیں میچ لیں۔

"مورے۔۔۔۔۔۔۔نے کہا تھا کہ۔۔۔یہی پہنوں"

وہ آہستہ سے بولی تو سالار نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تو آپ بچی ہیں مورے نے کہا تو بولنا چاہیے تھا ناں کے آپ کمفرٹیبل فیل نہیں کر رہیں یا کوئی زبردستی تھی آپ پر؟"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

وہ سختی سے بولا تو منت کا دل کیا تھا اس کو کہے کے آپ چین پہنانے کا احسان ناں ہی کریں اتنی سی بات پر اتنی ڈانٹ۔

پتہ نہیں اس کا آگے کیا ہونے والا تھا۔

"آپ رہنے دیں مت پہنائیں"

وہ نیچے دیکھتی ناراضگی سے بولی تو سالار نے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر آرام سے چین کا ہک بند کر کے ہاتھ پیچھے کیے۔

"چلو آپ کے غصّے میں ہونے کی وجہ سے ہی صحیح مجھے یہ تو پتہ چلا آپ کی زبان بھی ہے"

وہ مسکرا کر بولا تو منت نے چہرہ اٹھا کر اسے گھورنے کی کوشش کی تھی مگر اس کی جذبے لٹاتی نظروں میں وہ زیادہ دیر نہیں دیکھ پائی تو فوراً نظریں جھکا گئی۔

سالار اُس کی حرکت پر مسکراہٹ دبا کر رہ گیا۔

"آپ بہت خوبصورت ہیں"

وہ اچانک ہی بغیر سوچے سمجھے کہہ گیا تھا۔

اپنی تعریف پر وہ سرخ سی ہوتی چہرہ بلکل نیچے کر گئی تھی۔

سالار نے اٹھ کر اس کی پیشانی پر عقیدت سے لب رکھے اور پھر اُس کی کلائی پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔

"جائیں چینج کر لیں"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

وہ ڈریسنگ روم کی جانب اشارہ کرتا بولا تو منت بھی سر ہلاتی ڈریسنگ کی جانب بڑھی۔

اُس کے جانے کے بعد سالار موبائل میں کچھ امپورٹنٹ میسیجز چیک کرنے لگا تھا۔

جب کافی ٹائم بعد بھی وہ باہر نہیں آئی تو سالار کو فکر مندی ہوئی۔

وہ جانتا تھا کہ منت جان بوجھ کر نہیں آرہی۔

سالار کو اب پتہ چلا تھا کہ وہ واقعی بہت ڈرپوک اور نازک ہے اس نے صرف ایک دن کیا کہہ دیا تھا کہ میں تمہیں وقت نہیں دوں گا۔

وہ تو اس بات پر اس قدر خوفزدہ تھی کہ اس کے پاس بیٹھتے بھی اُسے جیسے کانٹے چبھنے لگتے تھے۔

پورے چالیس منٹ بعد وہ باہر آئی تو سالار او چکا تھا منت کو اپنی حرکت پر دکھ ہوا تھا۔

مگر وہ بھی کیا کرتی اُسے ابھی اس سب سے ڈر لگ رہا تھا۔

کمرے میں صرف منت کی سائڈ کا لیمپ ہی جل رہا تھا باقی ہے طرف تاریکی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اپنی سائڈ آئی اور آرام سے اپنی جگہ لیٹ گئی، اب تو اس کی خواہش پوری ہو چکی تھی مگر اسے سکون نہیں مل رہا تھا۔

وہ اب بے بسی سے سالار کی جانب دیکھ رہی تھی کا کارخ تو دوسری طرف تھا مگر اس کی باڈی لینوئج یہی ظاہر کر رہی تھی کہ وہ سو رہا ہے۔

"اللہ تعالیٰ پلیز مجھے معاف کر دیجئے گا میں

کیا کروں۔۔۔ میں جانتی ہوں میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے میں نے آپ کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر کا حکم بھی ٹال دیا"

وہ بھیگے لہجے میں بولی تھی اب اس کے آنسو ٹپ ٹپ تکیے کو بھگو رہے تھے۔

سالار جو جاگ رہا تھا اس کی سرگوشی سن کر وہ حیران ہوا۔

مگر وہ یُونہی لیٹا رہا تھا کہ اچانک اُسے اپنے پہلو پر منت کا نرم و نازک کانپتا ہوا ہاتھ محسوس ہوا۔

یعنی اب وہ اپنی غلطی کا ازالہ کرنا چاہ رہی تھی یہ سوچ کر سالار آسودگی سے مسکرایا تھا۔

"ایم سوری میری وجہ سے آپ کی شادی کی پہلی رات ہی خراب ہو گئی"

وہ زدہ اوپر ہوتی اس کے کان میں سرگوشی کر کے دوبارہ اس سے لپٹ کر آنکھیں موند گئی تھی۔

جبکہ اس کی سرگوشی پر سالار کی جانے کیوں غصّہ نہیں آیا تھا۔

وہ اُس کی حالت سمجھنے سے قاصر تھا کے وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔

مگر وہ تو ابھی سو رہا تھا اس سے کوئی سوال کیسے کرتا؟

اس لیے خاموشی سے آنکھیں بند کرتا سونے کی کوشش کرنے لگا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

صبح جب منت کی نیند کھلی تو سالار ڈریسنگ کے آگے کھڑا خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔

وہ رات میں اپنی حرکت کی وجہ سے بے حد شرمندہ تھی کہ اب وہ اس کی طرف دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی۔

"اٹھیں فریش ہو جائیں پھر ہم نیچے ساتھ چلیں گے لوگوں کو تو یہی شو کروانا ہے ناں کے ہماری رات بہت اچھی گزری"

سالار نے جان بوجھ کر طنزیہ لہجے میں کہا تو منت شرمندہ ہوتی کمبل ہٹا کر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"میں آپ سے۔۔ معافی"

وہ اٹھ کے اس کے قریب آتی ابھی اپنی بات مکمل کرتی کے سالار نے جھٹکے سے اسے کلائی سے تھام کر گھسیٹ کے دیوار سے پن کیا۔

دونوں ہاتھ اس کے گرد رکھتے اس میں خون آشام نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑھیں۔

"کیا معافی ہاں۔۔۔۔ آپ کو احساس بھی ہے کہ رات کی آپ کی حرکتوں نے مجھے کتنا ہرٹ کیا منت۔ میں شوہر تھا آپ کا آپ اگر مجھ پر اعتبار کرتیں اور ڈائرکٹ مجھ سے بات کرتیں تو یقیناً میں آپ کو وقت دیتا۔۔۔۔ حوس پرست نہیں ہوں میں میں نے آپ سے شادی جسم کے لیے نہیں کی منت شاہ محبت کرتا ہوں اس لیے شادی کی آپ سے۔ ہاں میرے بھی کچھ احساسات تھے رات کو جنہیں میں آپ کے لیے خود میں ہی دبا لیتا۔ مگر آپ کل مجھ سے اس طرح ڈرنا بار بار مجھ سے دور ہونا دیر تک واشروم رہنا مجھ پر یہ اچھے سے عیاں کر گیا ہے کہ آپ کے دل میں میرے لیے کیا ہے۔ بہت افسوس ہوا مجھے آپ پر بہت"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

وہ کہتا آخر میں کرب سے آنکھیں بند کر گیا تو منت کو اپنے دل میں کچھ ٹوٹتا محسوس ہوا تھا۔

صحیح ہی تو کہہ رہا تھا وہ اگر وہ اس سے بات کر لیتی تو سارا مسلہ ہی ختم ہو جانا تھا۔

مگر اس نے کیا کیا بار بار اسے دور جھٹکتی رہی رو رو کر اسے اس کی نظروں میں ہی گراتی رہی۔

یہیں کوئی اور مرد ہوتا تو رات کو ہی اس سے اپنے حقوق لے کر اسے اس کی اوقات اور طاقت کا احساس اچھے سے کروا دیتا۔

مگر وہ سالار شاہ تھا جو اپنی طاقت عورت پر استعمال کرنا لعنت سمجھتا تھا۔

"شاہ۔۔۔ میں جانتی۔۔ ہوں میں نے بہت غلط کیا رات مجھے ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ لیکن۔۔ پتہ نہیں کیوں۔۔۔ مجھے آپ سے ڈر لگ رہا۔۔ تھا"

وہ اُس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتی بھیگی آواز میں بولی تو سالار نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں تکلیف تھی شکوہ تھا ناراضگی تھی اور جانے کیا کچھ نہیں تھا۔۔۔

"ڈر نہیں منت بے اعتباری کو ڈر کا نام نہیں دیں۔۔۔ ایسا کیا کیا تھا میں نے آپ کے ساتھ جو آپ یوں ڈر رہی تھیں۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں میں نے ہی آپ کو کہا تھا کہ میں آپ کو وقت نہیں دوں گا مگر مجھے تب یہ معلوم نہیں تھا کے آپ اس قدر نازک ہیں کے آپ یہی بات دماغ پر سوار کر لیں گی خیر جو بھی ہو مجھے بہت مایوسی ہوئی کل آپ سے"

وہ افسوس سے بولا تو منت کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے۔

اس کے آنسو دیکھ کر وہ تلخئ سے مسکرایا پھر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچ لیا اتنی زور سے کے اُسے لگا کہ وہ سانس نہیں لے پائے گی۔

"اچھے ہتھیار ہوتے ہیں آپ عورتوں کے پاس بھی اپنے ان آنسوؤں سے ہی آپ جانے اپنی کتنی غلطیاں اور کوتاہیاں بھولنے پر مجبور کر دیتی ہیں"

وہ طنزیہ کہتا اسے مزید دکھی کر گیا تھا۔

"جائیں شاور لے لیں میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں پھر نیچے ناشتہ کرنے چلیں امان اور ہانیہ ویٹ کر رہے ہوں گے"

وہ اسے نرمی سے خود سے الگ کرتا اس کی آنکھیں صاف کرتا بولا تو وہ بھی سر ہلاتی واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

وہ دونوں نیچے آئے تو تو امان اور ہانیہ پہلے ہی ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے۔

ملازمہ ناشتہ لگا رہیں تھیں جبکہ وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

ان دونوں کو سیڑھیوں سے اترتے دیکھ کر دونوں ہی مسکرائے۔

سالار نے منت کا ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔

حالانکہ رات ان دونوں کے درمیان ایسا کچھ نہیں ہوا تھا جس پر منت شرمندہ ہوتی مگر وہ صرف ہانیہ کی معنی خیز نظروں خود پر پا کر ہی شرم سے سرخ ہو گئی تھی۔

"جلدی اٹھ گئے آپ دونوں مجھے تو لگا تھا دیر سے اٹھیں گے۔"

امان سالار کی طرف دیکھتا شرارت سے بولا تو سالار نے اسے گھور کر دیکھا۔

البتہ ہانیہ مسکرا کر کھڑی ہوئی اور منت کو خود سے لگا لیا۔

"کیسی طبیعت ہے اب"

وہ محبت سے بولی تو منت نے دھیرے سے سر ہلا یا۔

پھر عمان نے بھی اٹھ کر منت کو خود سے لگا کر پیار کیا تھا۔

اب وہ چاروں کرسیوں پر بیٹھے تو عمان نے سالار کی جانب دیکھا جو منت کے پہلو میں بیٹھ سنجیدگی سے ناشتہ کر رہا تھا۔

"ہمارا آج واپس حویلی کے لیے نکلنے کا ارادہ ہے۔ مورے نے کچھ ملازمایں بھیجی تھیں آپ کی غیر موجودگی میں وہ منت کے پاس ہی ہوں گی۔"

اس کی بات پر سالار نے اس کی طرف دیکھا۔

"دو تین دن ایک جائیں ابھی یہ یہاں ٹھیک سے سیٹل نہیں ہوئیں۔ مجھے ارجنٹ میں کہیں جانا بھی پڑے تو آپ لوگ ہوں ان کے پاس تب تک یہ تھوڑا ایوزٹو ہو جائیں گی"

اس نے ایک مجھے منت کو دیکھتے عمان سے کہا تو اس نے بھی سر ہلا یا۔

"اب یہاں آہی گئے ہیں تو کیوں نہ کل سب ساتھ شاپنگ پر چلیں"

ہانیہ پرجوشی سے بولی تو سالار اور عمان نے بیک وقت اسے گھورا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں محترمہ آپ گھر ہی بیٹھیں"

عمان سنجیدگی سے بولا تو ہانیہ نے منہ بسور کر اس کی طرف دیکھا۔

"پلیز عمان لے جائیں ناں پلیز۔۔۔۔ پھر آپ جانے جب دوبارہ کے جائیں اب یہاں آ گئے ہیں تو آرام سے شاپنگ بھی کر لیتے ہیں"

وہ اسے منانے کی خاطر ٹیبل کے نیچے سے ہی اس کا ہاتھ نرمی سے تھام کر میٹھے لہجے میں بولی تو عمان اس کی چالاکی پر مسکرا کر رہ گیا۔

"اچھا بھئی بیگم چلیں گے۔۔۔ اپنے لالا سے بھی پوچھ لو انہیں رات کوئی امپورٹنٹ کام نہ کرنا ہو"

اس کی شرارت بھری آواز پر سالار نے اس کی طرف دیکھا۔

"جی بہت اچھی بات کی ہے آپ نے میرا کوئی ارادہ نہیں ہے شاپنگ پر جانے کا آپ دونوں جانا چاہتے ہیں تو چلے جائیں ہم کبھی پھر چلے جائیں گے"

سالار منت کی تھائی پر ہاتھ رکھتا معنی خیزی سے بولا تو اس نے سٹپٹا کر نظریں اِدھر اُدھر گھمائیں۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

"ٹھیک سے کھائیں"

وہ منت کی پلیٹ کی طرف دیکھتا بولا تو منت نے سر ہلایا۔

ابھی وہ لوگ مزید کچھ کہتے کہ سالار کا موبائل رنگ ہوا تھا۔

وہ موبائل کان سے لگاتا سائڈ اور چلا گیا تو وہ سب بھی ناشتے کی جانب متوجہ ہوئے۔

"ایم سوری گائیز۔۔۔میرا ارادہ تھا آج سب ساتھ ٹائم سپینڈ کریں گے مگر مجھے ابھی آفیس جانا ہے کچھ لوگ آرہے ہیں ایک کیس کے مطلق ڈسکس کرنے۔منت میں روم میں جارہا ہوں آپ بھی آئیں بات کرنی ہے"

وہ سنجیدگی سے کہتا اوپر کی جانب بڑھ گیا تو منت بھی ناشتہ چھوڑتی اس کے پیچھے چلی آئی۔

وہ کمرے میں آئی تو سالار اپنا یونیفارم بیڈ پر رکھ چکا تھا۔

اب وہ کھڑے کھڑے ہی عجلت میں کچھ فائلز دیکھ رہا تھا۔

وہ بھی آہستہ سے چلتی اس کے قریب آکر کھڑی ہوئی۔

"جی کہیں کیا بات کرنی ہے آپ کو"

وہ نرمی سے بولی تو سالار نے فائل ایک طرف رکھتے اس کہ بازو پکڑ کر اسے قریب کھینچا۔

"بات تو کوئی نہیں کرنی بس جانے سے پہلے ہی بھر کر اپنی جان کو دیکھنا چاہتا ہوں"

وہ محبت سے بولا تو منت کا چہرہ لال ٹماٹر ہوا تھا۔

"میں کوشش کروں گا شام تک آجاؤں آپ تب تک آرام کیجیئے گا اور ہاں آج بلکل تیار ملیں آپ"

وہ شروع میں نرمی مگر آخر میں انتہا کی سختی سے بولا تو منت نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے انہیں تر کیا۔

"جج۔۔جی"

وہ بہت اہستہ سی آواز میں بولی۔

سالار کی اس بات پر اُس کے دل میں کو ٹوٹ پھوٹ ہوتی تھی اگر سالار شاہ اس سے واقف ہو جاتا تو اسے خود میں چھپا لیتا۔

ہاں دیکھ تو وہ بھی رہا تھا جب بھی وا اپنے حقوق لینے کی کوشش یا بات کرتا منت کا رنگ فق پڑ جاتا تھا۔

اس کے آنسو رکتے ہی نہیں تھے اس کی حالت بتاتی تھی کہ جیسے اس کا خود پر بھی کوئی کنٹرول نہیں ہے۔

وہ سالار کو اس کے حقوق دینا چاہتی تھی مگر جیسے ہی وقت قریب آتا اس کی سانسیں رکنے لگتی تھیں۔

"منت کوئی پروبلم ہے تو آپ مجھ سے شیئر کر سکتی ہیں جان"

وہ اس کے کپکپاتے ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر فکر مندی سے بولا تو منت نے تیزی سے نفی میں سر ہلا یا۔

"نن۔۔نہیں۔۔۔۔کوئی پروبلم۔۔۔۔نہیں ہے۔۔آ۔۔آپ کو دیر۔۔ہو رہی ہے۔۔اب۔جائیں۔۔بھی"

وہ نظریں جھکائے لڑکھڑاتی ہوئی بولتی سالار کو مزید شک میں ڈال گئی تھی۔

"ہمم"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

وہ کہتا اپنا یونیفارم لے کے واشروم کی جانب بڑھا تو منت بیڈ سے کمر لگاتی نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔

"شاہ میں کیسے بتاؤں آپ کو۔۔۔میں نہیں ہوں آپ کے قابل۔۔۔۔آپ بہت اچھے ہیں بہت پاکیزہ ہیں۔۔مگر میں نہیں"

وہ بے بسی سے کہتی دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے اپنی سسکیاں روکنے کی کوشش کرنے لگی۔

دوسری طرف سالار شاہ شاور کے نیچے دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے چہرہ جھکائے کسی گہری سوچ میں مہو کھڑا تھا۔

"منت میری دعا ہے کہ جیسا میں سوچ رہا ہوں ویسا کچھ نہ ہو اور اگر ایسا کچھ ہوا تو میں

پھر جو کروں گا وہ آپ سوچ بھی نہیں سکتیں"

وہ دل ہی دل میں منت سے مخاطب ہوا تھا۔

سالار شاہ گھر سے نکل گیا تھا وہ واشروم سے باہر آکر بھی خاموش ہی رہا تھا۔

نہ اس نے منت سے کوئی بات کی اور نہ منت نے اس سے۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی لنچ کر کے روم میں آئی تھی اور اب وہ بیڈ پر بیٹھی اپنے ماضی کو ٹٹول رہی تھی۔

اسے آج بھی وہ دن بہت اچھے سے یاد تھا۔

جب وہ صبح اٹھی اور اس نے سحر کو اُٹھایا پھر وہ دونوں تیار ہو کر نیچے آئیں تھیں۔

یہ تب کی بات ہے جب منت سیکنڈ ایئر اور سحر میٹرک میں تھی البتہ ہانیہ اپنی تعلیم مکمل کر چکی تھی۔

یعنی اس نے ایف ایس سی کر لی تھی۔منت کا بھی یہ آخری سال تھا کالج میں کے بیشک پڑھائی سے بے حد لگاؤ تھا مگر وہ جانتی تھی اس سے آگے وہ نہیں پڑھے گی۔

خیر وہ دونوں نیچے آئیں تو منت نے سحر کو جا کر عمان کو جگانے کا کہا تب اس کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔

وہ آفیس لیٹ جاتا تھا انہیں ڈرایور کے ساتھ بھیجنا کسی کی قبول نہیں تھا۔

تو وہ روزآنہ عمان کے ساتھ ہی جاتی تھیں۔

ابھی سحر اسے بلانے جاتی کہ تبھی سالار سیڑھیوں سے اتر تاد کھا۔

شاید وہ کل رات ہی حویلی آیا تھا کیونکہ ان دونوں نے رات تک اسے حویلی میں نہیں دیکھا تھا۔

"کہاں جارہی ہیں؟"

اس نے اوپر جاتی سحر کو مخاطب کیا تو وہ رکی۔

"وہ لالا کو جگانے جارہی ہیں انہوں نے ہمیں سکول اور کالج چھوڑنا ہے"

وہ آہستہ سے بولی۔

"آپ دونوں بیگ لیے آئیں میں باہر گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں"

وہ منت کو گہری نظروں سے دیکھتا سحر سے مخاطب ہوا۔

For more visit (exponovels.com)

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

"جی لالا"

سحر کہتی ہوئی منت کے قریب آئی پھر دونوں ہی بیگ لے کر اس کے پیچھے آئی تھیں۔

سحر آگے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی کیونکہ وہ سالار شاہ سے عمر میں زیادہ چھوٹی تھی اور اسے ابھی بچی سمجھا جاتا تھا۔

ورنہ ان کے خاندان میں لڑکے لڑکی کا قریب بیٹھنا بھی ممنوع تھا۔

رستے میں سالار ان کی پڑھائی کے مطلق چھوٹے موٹے سوال پوچھتا رہا تھا اور سحر ہی اس کے جواب دیتی رہی۔

منت کا کوئی ضروری ٹیسٹ تھا تو وہ تو وہی ریوائز کرتی رہی تھی۔

الارنے پہلے سحر کو اس کے اسکول ڈراپ کیا پھر منت کا کالج اس سے تھوڑے فاصلے پر ہی تھا۔

اس سفر میں ان دونوں کے بیچ بلکل خاموشی چھائی رہی۔

سالار اسی کالج ڈراپ کر کے واپس چلا گیا تو منت بھی اندر بڑھی۔

سارا دن اس کا پڑھائی میں ہی گزر گیا تھا۔

ان کا کالج میں پانچ دوستوں کا گروپ بنا ہوا تھا۔

منت کے علاوہ ان سب کے گھرانے بہت اوپن مائنڈڈ تھے۔

تو کبھی کبھار منت ان سب میں خود کو مس فٹ محسوس کرتی تھی۔

بات یہ نہیں تھی کہ وہ خود کو کمتر سمجھتی تھی بلکہ وہ تو خود کو ان سب سے الگ اور انوکھا سمجھتی تھی۔

لیکن وہ سب اکثر ساتھ شاپنگ پر جانے کا پروگرام بنالیا کرتیں۔
جو منت جانتی تھی اسے اجازت ملنا مشکل ہی نہیں نہ ممکن تھی۔
کبھی وہ ایک دوسرے کو ٹریٹس دے رہی ہوتیں کبھی کسی کے گھر کوئی پارٹی ہوتی۔
منت کا بھی دل کرتا تھا وہ ان کے ساتھ جائے مگر وہ اپنی لمٹس اچھے سے جانتی تھی۔
آج بھی ان میں سے ایک نمل کی برتھڈے تھی۔
منت نے عمان سے کہہ کر کافی سارے قیمتی تحفے بھی منگوائے تھے جو وہ اپنے ساتھ تو نہیں لائی تھی مگر اس نہیں ڈرائیور کے ہاتھ صبح ہو پھول اور تحفے نمل کے گھر بھجوادیے تھے۔
جو بھی ہوا ان پانچویں میں دوستی بھی کافی تھی۔
"منت یار دیکھو آج انکار نہیں کرنا پلیز یار آج ڈیڈ نے میری برتھڈے پارٹی بہت بڑے لیول پر ارینج کی ہے اور میں چاہتی ہُوں تم چاروں میرے ساتھ ہی میرے گھر چلو پھر شام کو میں تمہیں تمھارے گھر ڈراپ کر دوں گی"
نمل اس کے پاس بیٹھتی بولی تو منت رسمی سا مسکرائی۔
"سوری نمل تم جانتی ہو ناں میری فیملی کو مجھے کبھی بھی پرمیشن نہیں ملے گی تو تم ان تینوں کو لیتی جاؤ میرا آنا ممکن نہیں"
اس نے سادہ الفاظ میں ہی انکار کر دیا تھا۔

منت دیکھو یہ ہمارے کچھ ہی منتھس بچے ہیں ساتھ اب بھی تم نہیں بدلی۔۔۔ تم کہو تو میں بات کرتی ہوں انکل سے اینڈ ایم شور میں انہیں منالوں گی"

وہ اسرار کرتی ہوئی بولی تو منت نے ہونٹ دانتوں میں دباتے اسے دیکھا۔

اب اتنی دفعہ انکار کرنا بھی مناسب نہیں لگ رہا تھا اور وہ جانتی تھی باباسائیں نے اسے اس حرکت پر بہت ڈانٹنا تھا۔

"تم رہنے دو تم یوں کرو مجھے اپنا سیل دو میں خود ہی مورے سے بات کرتی ہوں ہوپ سو وہ مان جائیں"

منت جانتی تھی کہ نمل اپنا سیل کالج ساتھ لاتی ہے۔

سیل تو اس کا بھی تھا مگر اسے کالج لے جانے کی پرمیشن نہیں تھی۔

نمل نے بھی فوراً خوش ہو کر اپنا سیل اسے دے دیا۔

وہ سیل لے کر ایک طرف آگئی اور اس نے کانپتے ہاتھوں سے نادیہ شاہ کا نمبر ڈائل کیا۔

دوسری بیل پر ہی کال ریسیو کرلی گئی تھی۔

منت نے انہیں بہت منایا مگر وہ بلکل نہیں مان رہی تھیں ان کہ کہنا تھا۔

کہ اگر اُنھوں نے اجازت بھی مانگنی چاہی تو حویلی والے منت کا کالج بند کروادیں گے۔

منت نے ان سے کہا کے آپ بابا کو بتادیں کے میرے کالج میں آج کسی خاص پروفیسر نے آنا ہے۔

تو چھٹی شام کو ہی ہو گی اور شام کو وہ اپنی دوست کے ساتھ آجائے گی۔

مگر وہ بلکل راضی نہیں ہورہی تھیں وہ اپنی معصوم اور پاک دار بیٹی کی عزت پر حرف بھی نہیں آنے دینا چاہتی تھیں۔

مگر منت بھی پہلی دفعہ ان سے اتنی ضد کر

رہی تھی کہ آخر انہیں ماننا ہے پڑا اُنھوں میں منت کو کچھ خاص ھدایات کر کے فون بند کر دیا تو منت کو تو یقین ہی نہیں

آرہا تھا کہ اُسے اجازت مل گئی ہے۔

منت نے ان سب کو بتایا تو وہ بھی خوشی سے جھومنے لگیں۔

مگر منت اس بات سے واقف نہیں تھی کہ اس کی یہ خوشی اس کی ساری زندگی کی خوشیوں کے لئے ناسور بن کر رہ

جائے گی۔

پارٹی عصر کے وقت تھی تو وہ لوگ دوپہر کو ہی کالج سے نکل گئیں۔

اب منت کا دل جانے کیوں زور زور سے دھڑک رہا تھا جیسے کچھ برا ہونے والا ہے۔

منت جو باتوں میں لگی تھی اچانک اس کی نظر شیشے سے باہر گئی تو آس پاس کے مناظر سے کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ

وہ اپنے گاؤں میں ہیں۔

نمل کار ڈرائیو کر رہی تھی۔

حالانکہ ان پانچوں کے گھر ہی گاؤں میں تھے مگر منت سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ اسے کہاں لے جا رہی ہیں۔

#Laal_Haweli
#Episode_9
#Written_By_The_Best_Noveld

Don't Copypaste Without My Permission !

"نمل ہم کہاں جا رہے ہیں ؟"

وہ شیشے کے پار دیکھتی منت سے مخاطب ہوئی جو مسکراتی ہوئی ڈرائیو کر رہی تھی۔

"ڈارلنگ مجھے مال سے کچھ چیزیں چاہئیں تو پہلے ہم مال جائیں گی۔"

منت کو جانے کیوں ان سب سے خوف سا
محسوس ہو رہا تھا۔

"نمل...آپ مجھے میری حویلی ڈراپ کر دیں
پلیز میری طبیعت خراب سی ہو رہی ہے"

وہ سنجیدگی سے بولی تو منت نے سپیڈ مزید
بڑھائی۔

"سارہ چیک کرو یار کیا ہوا منت کو"

کرن مصنوعی فکر مندی سے طنزیہ لہجے میں
بولی تو باقی تینوں نے قہقہے لگائے۔

For more visit (exponovels.com)

وہ چیختی ہوئی بولی تھی مگر ان اور تو جیسے اثر ہی نہیں ہوا۔

"میں ضرور چھوڑ دیتی تمہیں یار مگر وہ اصل میں ناں جب سے میں نے اپنے کزن کو تمھاری پک دکھائی ہے اس بیچارے کا تم پر دل آ گیا ہے...اُس نے بہت منتیں کی تھیں میری کہ کسی طرح تمہیں کلب لے آؤں جب وہ اچھے سے تم سے اظہار محبت کر لے گا تو میں تمہیں صحیح سلامت تمھاری حویلی ڈراپ کر دوں گی اینڈ ڈیٹس اٹ"

نمل کے الفاظ تھے یا ہتھوڑے جو منت کے دماغ پر برسے تھے۔

For more visit (exponovels.com)

"نمل کھل کے بتاؤ نا منت کو کہ تمہارے کزن نے صرف اظہار نہیں کرنا اور بھی بہت کچھ کرنا ہے"

سارہ تمسخر سے بولی تو نمل نے قہقہہ لگایا۔

"نہیں یار وہ انس کا سرپرائیز ہے وہ خود ہی بتا دے گا"

اس کی طنزیہ بات پر منت کی آنکھوں میں پانی جمع ہوا تھا۔

اب اسے اپنے اغا سائیں اور بابا سائیں کی نصیحتیں یاد آ رہی تھیں۔

وہ روتی ہوئی بولی تھی مگر نمل نے اس کی سنی ان سنی کرتے گاڑی کلب کے گیٹ پر روکی۔

"نمل بیب ہمیں صرف اس کی وجہ سے اس ٹائم آنا پڑا ہنہ...اس ٹائم تو یہاں کچھ خاص لوگ آتے بھی نہیں"

کرن منہ بنا کے بولی تو نمل مسکرا کر رہ گئی۔

"ڈونٹ کیئر ہم رات تک یہیں ہیں"

اس نے جیسے کرن کو تسلی دی تھی پھر وہ سب گاڑی سے باہر نکلیں البتہ منت اب سیٹ سے چپکی رونے میں مگن تھی۔

اس نے سوچا کے وہ بھاگ جائے مگر افسوس گاڑی لاک تھی۔

وہ اب پھر سے رو رہی تھی۔

اچانک اس کی نظر شیشے کی طرف گئی تو سامنے ایک نارمل نین نقوش والا پچس ، چھبیس سالہ لڑکا کھڑا تھا۔

اس کے ہاتھ میں گاڑی کی چابی تھی جا سے اس نے لاک کھولا اور بنا کچھ کہے روتی ہوئی منت کو گھسیٹ کے اپنے کندھے پر ڈالا۔

منت کی ساری مزاحمتیں بے کار رہی تھیں۔

اس نے منت کو لا کر ایک بیڈ روم میں کھڑا کیا اور تیزی سے دروازہ لاک کیا۔

وہ خباثت سے اس کا جسم دیکھتا بولا تھا۔

منت نے اس وقت سفید یونیفارم پر کالی چادر سر پر اوڑھ رکھی تھی جس میں اس کا شادابی چہرہ بہت پر نور لگ رہا تھا۔

چادر نے اس کے وجود کو مکمل ڈھانپ رکھا تھا۔

مگر پھر بھی وہ سامنے والے کی غلیظ نظریں خود پر محسوس کرتی چادر ٹھیک کرنے لگی۔

"چلو آؤ تمہیں دنیا کی رنگینیوں سے روشناس کرواو"

وہ کہتا اُسے گھسیٹ کر بیڈ کی جانب بڑھنے

"خدارا مجھے چھوڑ دیں"

وہ ہاتھ جوڑ کر بولی مگر انس نے اُسے بیڈ پر دھکا دیا اور خود فوراً اُس پر چڑھ دوڑا۔

ابھی وہ سمبھلی بھی نہیں تھی جب اس کے ہاتھوں کا غلیظ لمس منت کو اپنے جسم پر محسوس ہوا۔

اس کے گلے میں چیخیں گھٹ کر رہ گئیں۔

اب اسے اپنے جسم سے شدید نفرت ہو رہی تھی دل کر رہا تھا ڈوب مرے۔

اب وہ کہاں جاتی اور جانے وہ اسے زندہ چھوڑتا یا اپنا گناہ چھپانے کی خاطر اس کی

جیسے ہی انس نے اپنے لب اس کے چہرے کے قریب کیے منت نے جھٹکے سے کہنی اس کے ہونٹوں پر ماری تھی۔

وہ تکلیف سے پل کو پیچھے ہوا جب اُس نے سائڈ ٹیبل سے گلدان اٹھا کر زور سے انس کے سر میں دے مارا۔

اب اس کے سر سے خون روانگی سے بہنے لگا تھا۔

شاید اسے اس قدر تکلیف ہوئی تھی کہ وہ اب حواس کھو رہا تھا منت اسے دھکا دیتی جلدی سے بیڈ سے اٹھی تھی۔

وہ چاروں اپنی دنیا میں مگن تھیں تو کسی کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی۔

اس کی آنکھوں سے بار بار پانی بہہ رہا تھا مگر وہ آنسوؤں کی پروا کیے بغیر بس بھاگتی جا رہی تھی۔

جیسے ہی وہ مین روڈ پر آئی اچانک ہی اس کا دل کیا کے کسی ٹرک کے سامنے جا کر خود کشی کر لے۔

وہ حرام موت نہیں مرنا چاہتی تھی اور اب ناں ہی یہ زندگی جینا چاہتی تھی۔

اس نے ایک دفعہ مڑ کے پیچھے دیکھا تو ان میں سے کوئی موجود بھی تھا۔

آٹو فوراً ہی اس کے قریب آ کر رکا۔

وہ اس وقت مردوں سے اس قدر خوفزدہ تھی کہ اس کا دل آٹو والے کو دیکھ کر بھی گھبرا رہا تھا۔

ایک تو اسے کافی دور جانا تھا دوسرا آٹو میں کوئی اور موجود نہیں تھا۔

وہ آدمی پینتیس ، چالیس کے لگ بھگ ہی تھا۔

"جی بیٹا کہاں جانا ہے"

وہ نرمی سے بولا تو منت نے اس کا چہرہ دیکھا اس کی آنکھوں میں واقعی احترام تھا۔

وہ بھی اس کی حالت کے پیش نظر خاموش ہو گیا۔

کیونکہ اس کی سرخ آنکھیں ہی اُسے بہت کچھ سمجھنے پر قائل کر رہی تھیں۔

شاید اسے ایک جوان جہاں لڑکی کو یوں بے یارو مددگار چھوڑنا ٹھیک نہیں لگا تھا۔

منت نے چہرہ بھی چادر سے ڈھانپ رکھا تھا حالانکہ آنسو ابھی تک جاری تھے۔

"انکل دیکھیں میں آپ کو پیسے نہیں دے سکتی۔۔۔مم۔۔میرے پاس نہیں ہیں میرا پرس۔۔ کہیں کھو گیا ہے۔۔۔اور میں گھر میں کسی کو

وہ آنکھیں صاف کرتی بولی تو اس بیچارے نے سر اثبات میں ہلایا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا روز اتنا تو کما ہی لیتا ہوں کہ بیوی بچّوں کو تین وقت کا کھانا فراہم کر سکوں...آج کسی کی مدد کر دوں گا تو یقیناً اللہ میرے رزق میں کمی نہیں کر دے گا"

وہ شفقت سے بولے تو منت کو تسلی ہوئی تھی۔

پینتالیس منٹ بعد وہ حویلی کے قریب پہنچے تھے۔

اس نے آٹو پچھلی گلی میں ہی رکوا دیا تھا

وہ حویلی میں داخل ہوئی تو نور اور نادیہ
شاہ کچن میں ہی تھیں باقی سب کہاں تھے
وہ نہیں جانتی تھی۔

وہ بھاگ کے اوپر اپنے کمرے میں آئی جہاں
سحر گہری نیند میں سو رہی تھی۔

منت کو اب اپنے وجود سے گھن آ رہی تھی
اس لیے وہ فوراً کپڑے لیتی واشروم میں
گھس گئی تھی۔

کافی دیر رونے کے بعد وہ باہر آئی اور وہ
سحر کے پہلو میں آنکھیں بند کرتی لیٹ گئی
تھی۔

حال۔۔۔

سالار کا سرا دن دماغ کھپانے میں گزر گیا تھا۔

وہ شدید تھکا ہرا گھر آیا تو ملازمہ سے اسے یہی خبر ملی کہ ہانیہ اور عمان شاپنگ پر جا چکے تھے اور منت کمرے سے نکلی ہی نہیں تھی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو آج بھی اسے سوتے دیکھ سالار کو مزید غصّہ آیا تھا۔

آج اس نہیں اپنا غصّہ ،تھکن سب کچھ منت کے وجود پر اتارنے کا پورا ارادہ کر لیا تھا۔

جب وہ واپس لوٹا تو منت اب سر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑے بیڈ پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔

وہ سالار کو مہینوں کی بیمار ہی لگ رہی تھی۔

سالار اس کے قریب آیا اور اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیا۔

وہ اس کی حالت سے اندازہ لگا رہا تھا کہ وہ بہت ٹینس ہے اس لیے اس نے منت سے آرام سے بات کرنے کا سوچا۔

وہ جانتا تھا کہ کچھ غلطی اس کی بھی ہی و ہمیشہ غصّہ ہو کر اسے مزید پریشان کے جاتا تھا۔

وہ اس کے حصار میں اپنے آپ کو بے حد محفوظ اور پر سکون محسوس کرتی تھی۔

"کیا ہوا میری زندگی....ایسے کیوں بیٹھی تھیں"

وہ اس کہ بالوں میں انگلیاں چلاتا آہستہ آواز میں محبت سے بولا تو منت نے سسکی لی۔

"کک... کچھ نہیں"

وہ گھبرا کر بولی تو سالار نے لمبی سانس کھینچتے خود کو کنٹرول کیا۔

"منت آپ کیوں عتبار نہیں کر پا رہیں مجھ پر ؟...میں آپ کو ایک دفعہ پھر سے کہہ رہا ہوں آپ کو کوئی بھی مسئلہ ہے تو آپ

وہ اس کی کمر پر حصار مزید مضبوط کرتا بولا تو اس نے چہرہ اوپر کر کے بے بسی سے سالار کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میں۔۔بھی نہیں بتا۔۔سکتی"

وہ آنسو پیتی ہوئی بولی تو سالار نے اس کی طرف دیکھا۔

یعنی واقعی کوئی مسلہ تھا اس کے ساتھ۔

"آپ مجھے سب بتا سکتی ہیں منت اگر آپ چاہیں تو"

وہ تھوڑی سختی سے بولا تو منت نے آنکھیں زور سے بند کر لیں۔

کے مجھے بے حد پریشان کرتی ہیں"

وہ اسے تکیے پر لیٹا کر خود بھی اس کے قریب لیٹا تو منت نے دبک کے اس سے دور ہونا چاہا۔

سالار نے اسے گھور کے دیکھا اور پھر زور سے اس کی کمر کی جکڑ کر اسے خود سے لگایا۔

"اب آپ بولیں گی اور میں سنوں گا"

وہ تحکم سے بولا تو منت نے آنسوؤں بھری نظروں سے اُسے دیکھا مگر سالار کی گھوری پر وہ منہ بسور گئی۔

وہ اُسے کسی بتا دیتی اتنا کچھ...جانتی تھی

وہ جبڑے بھینچے اس کے نام پر زور دیتا بولا تو وہ اسی سے ڈرتی اسی کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

پھر سالار کے زور دینے پر منت نے یونہی اس کے سینے میں سر دیئے اسے تمام بات بتا دی تھی۔

اس کی بات پر سالار کی رگیں تن چکی تھیں کر آنکھیں لہو رنگ ہوتیں اسے بھی خود زدہ کر گئیں۔

"آپ۔۔آپ نے کہا تھا آپ مجھے کچھ نہیں کہیں۔۔۔گے اس لیے میں۔۔نے آپ کو بتایا"

"کس کے ہاتھ بھیجتی تھیں آپ چیزیں اپنی دوست کے گھر ؟"

وہ سنجیدگی سے بولا تو منت نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"عابد انکل لے جاتے تھے"

اس نے اپنے ایک ڈرائیور کا نام لیا تو سالار نے سر ہلایا تھا۔

"اب آپ یہ بتائیں کے آپ مجھے قریب کیوں نہیں آنے دیتیں منت شاہ"

وہ اوپر ہوتا دونوں بازو اس کی اطراف میں رکھتا اس پر مکمل جھک کر بولا تو منت نے

وہ بند آنکھیں سے ہی بولی تو سالار نے اسے گھورا۔

"یہ شادی سے پہلے سوچنا چاہیے تھا آپ کو اب تو نکاح ہو گیا ہمارا اب ان فضول بے مقصد باتوں کہ کوئی فائدہ نہیں..."
نے کہتے ساتھ لب اس کے ادھ کھلے لبوں سے جوڑے تو منت نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے۔

اسے سانس لینے میں مشکل تو ہو رہی تھی مگر پہلے کی طرح رونا نہیں آ رہا تھا شاید اس لیے کے وہ اپنا بوجھ اُتار چکی تھی۔

اور اب وہ خود کو بہتر محسوس کر رہی تھی۔

سالار کی بے باکییاں جب حد سے بڑھ گئیں تو منت نے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی تھی مگر یہ کہاں ممکن تھا کہ اب وہ اپنی چلا سکتی۔

سالار اس کے نرم و گداز وجود کو حاصل کرتا مدہوش ہوتا چکا گیا تھا۔

اس کی قربت میں نرمی ہونے کی وجہ سے آہستہ اہستہ منت نے بھی اس کا ساتھ دینا شروع کیا تو سالار کے دل میں اطمینان ہوا۔

یعنی وہ بھی راضی تھی۔

پھر رات بھر سالار شاہ کی دہکتی قربت تھی اور منت سالار شاہ کا اس کی قربت میں

سالار شاہ کب سے اس کی معصوم صورت میں کھویا تھا۔

وہ ایک ہاتھ چہرے کے نیچے رکھے اسی کی طرف کروٹ لیے لیٹی تھی۔

چہرے پر بے حد گلال بکھرا تھا جو یقیناً اس کی رات بھر کی قربت کا اثر تھا۔

سالار کا دل اسے مکمل طور پر حاصل کر کے مسرور ہو چکا تھا۔

رات میں اس کا شرمانا جھجکنا یاد کر کے سالار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔

مگر وہ جانتا تھا منت کی نازک جان کے لیے اس کی شدتیں سہنا ممکن نہیں تھا مگر اس نے سہہ لیں تھیں۔

وہ سسکیاں بھرتی اسے دور ہونے کا کہتی رہی تھی۔

مگر سالار کے لیے اس وقت خود کو قابو کرنا ممکن نہیں تھا تو وہ نہیں رکا تھا۔

اب اس کی گردن اور اپنی بیرڈ اور دانتوں کے نشان دیکھ سلار نے ہونٹ بھینچ لیے۔

جانے وہ کیسے اس قدر مدہوش ہو گیا تھا کہ وہ اس کی نزاکت کا بھی نہیں سوچ سکا تھا۔

وہ اب اسی کی بلیک ٹی شرٹ میں وائٹ کمبل پیٹ تک اوڑھے گہری نیند میں تھی۔

سالار شاہ اب صرف بلیک ٹرؤزار میں ملبوس تھا۔

اس نے انگلی بڑھا کر منت کے چہرے پر بکھرے اس کے بال سمیٹ کر پیچھے کیے تب ہی سالار کی نظر اس کے ادھ کھلے ہونٹوں پر پڑی۔

دل تو کیا تھا ایک دفعہ پھر انہیں چھو کر محسوس کرے مگر وہ اس کی نیند کا سوچتے اپنے جذبات پر قابو پا گیا۔

آلریڈی رات وہ اس کی جان کو بہت مشکلوں میں ڈال چکا تھا اب مزید تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس لیے وہ خود کو کنڑول کرنے کی خاطر آہستہ سے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا اس پر کمبل ٹھیک کرتا وہ سٹڈی میں چلا گیا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ باہر آیا تو نظر سیدھا بیڈ پر گئی تھی جہاں وہ پری پیکر سمٹ کر لیٹی تھی۔

اب شاید اس کی نیند کھل چکی تھی۔

تبھی وہ آنکھیں کھولے بیڈ شیٹ پر کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔

سالار اسے دیکھ کے ہلکہ سا مسکرا کر اس کی جانب آیا۔

"گڈ مارننگ مائے لو"

وہ اس کے قریب الٹا لیٹا اس کی آنکھوں میں جھانکتا مسکرا کر بولا تو منت نے نظریں شرم سے جھکا لیں۔

اب اس کا سامنا کرتے اس کی جان نکلی جا رہی تھی۔

سالار اُس کی شرماہٹ پر گہرا مسکرایا۔

"لک ایٹ مائے آیز"

وہ معنی خیزی سے بولا تھا مگر منت نے چہرہ تکیے میں چھپا لیا۔

"پلیز مجھے۔۔۔ایسے۔۔۔ نہیں دیکھیں مجھے۔۔مجھے شرم آتی ہے"

وہ گھبرا کر بولی تو سالار بھی اس کے قریب پاس تکیے پر سر رکھتا لیٹ گیا۔

"تو آج کا سارا دن شرما شرما کر ہی گزاریں گی؟ آخر مجھے فیس کرنا ہی ہے آپ کو منت تو کتنی دیر یوں منہ چھپا کر پڑی رہیں گی آخر"

For more visit (exponovels.com)

وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا سنجیدگی سے بولا۔

تومنت نے بوکھلا کر اس کے بازو کو ہاتھ سے تھامتے دور کرنا چاہا تھا۔

مگر سالار ہی کیا جو اس کی مزاحمتوں کا خیال کرتا۔

"یہاں دیکھیں تو صحیح چندہ"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولا۔

مگر منت نے چہرہ نہیں اٹھایا۔

اور ہمیشہ کی طرح سالار شاہ کا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔

"مجھے بات دہرانا پسند نہیں یہ بات آپ اچھے سے ذہن نشین کر لیں"

وہ اچانک ہی مضبوطی سے اس کا وجود اٹھا کر بیٹھاتا سختی سے بولا تومنت نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"آپ۔۔۔مجھے ڈانٹ رہے ہیں؟"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی بولی تو سالار نرم پڑا۔

"آپ میری بات نہیں مانتیں تو مجھے غُصہ آ جاتا ہے۔۔۔اٹس نیچرل سو پلیز میری بات کو ایک ہی دفعہ میں سن کیا کریں اور فوراً عمل کیا کریں"

وہ سنجیدگی سے کہتا اسے دکھی کر گیا۔

وہ تو اس سے کسی میٹھے جملے کی اُمید کر رہی تھی مگر سالار شاہ نے تو ڈانٹنا ہی شروع کر دیا تھا۔

"مجھ۔۔۔سے۔۔۔بات مت کریں"

وہ منہ پھیرتی ناراضگی سے بولی تو سالار نے اس کی جانب دیکھا۔

پھر اس کا بازو پکڑ کر اسے خود کے قریب کرتے اچانک ہی ہونٹ شدت سے اس کی پھولی سرخ گال پر رکھے۔

منت اس کی حرکت پر شرم سے سرخ پڑی تھی۔

"ابھی تو آپ مجھے جانتی نہیں ہیں۔۔۔بٹ نو پرابلم آہستہ آہستہ جان جائیں گی"

وہ مسکرا کر بولتا اسے پریشان کر گیا۔

"غصہ کرنے کے علاوہ بھی آپ میں کوئی غلط حرکت ہے؟"

وہ معصومیت سے حیرت زدہ لہجے میں بولی تو سالار نے اسے خود سے لگایا۔

اس کے شرٹ لیس سینے پر منت کا چہرہ ٹچ ہوا تو وہ جھجک کر اس سے دور ہونے کی خاطر ہاتھ اس کے سینے پر رکھ گئی۔

"عینی وے مجھے میری شرٹ دیں مجھے پہن کے نیچے جانا ہے"

وہ بظاھر سنجیدگی سے کہتا اس کی جان ساکت کر گیا تھا۔

"آپ۔۔آپ کوئی اور پہن لیں۔۔پلیز"

وہ کمبل خود پر اچھے سے اوڑھ کر گھبراتی ہوئی بولی تو سالار نے مسکراہٹ دبائی۔

"کوئی اور پہن لیتا مگر اب آپ کا لمس اس پر لگ چکا ہے تو میں یہی پہننا چاہوں گا"

اس نے گھمبیر آواز میں کہتے ہاتھ جیسے ہی اس کے پیٹ پر رکھے وہ بدک کے کمبل میں چھپی۔

"شاہ مم۔۔میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی"

وہ منہ پھلا کر بولی تو سالار نے آہ بھری۔

یعنی وہ بھی اپنے پاس دھمکی رکھتی تھی۔

"اچھا ٹھیں چینج کر لیں"

وہ محبت سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تو منت نے ہونٹوں کا کنارا دانتوں میں کے کر دبایا۔

"آپ۔۔۔آنکھیں بند کریں پھر میں واشروم میں جاؤں گی"

وہ اسے تنبیہہ کرتی بولی تو سالار نے سر ہلایا اور فوراً ہی آنکھیں بند کر لیں۔

وہ کچھ دیر تو شرم سے بیٹھی رہی۔

پھر اچانک اٹھ کے وہ واشروم کی طرف بڑھی اسے ڈر تھا کہ سالار آنکھیں نہ کھول لے۔

وہ واشروم میں بند ہوئی تو سالار بھی ایک شرٹ نکال کے پہنتا نیچے آ گیا تھا۔

وہ کچھ دیر لان میں والک کرنا چاہتا تھا۔

باہر آ کر اس نے فون نکالا اور ایک نمبر ملایا۔

"ہاں سمیر عابد سے پوچھو کہ وہ تمھاری بھابھی کی جس نمل نامی کولیگ کو چیزیں وغیرہ دے آتا تھا وہ کا کی بیٹی ہے اور کہاں گھر ہے ان کا پھر مجھ سے رابطہ کرو"

وہ سنجیدگی سے بولا تو سمیر نے آگاہ سے کچھ کہا۔

"نہیں کچھ خاص مسلہ نہیں ہے میں خود نمٹا لوں گا"

اس نے کہہ کے کال کاٹی اور ایک دفعہ پھر اس کا دماغ منت کی رات کی باتوں اور رونے

For more visit (exponovels.com)

کو سوچنے میں مشغول ہوا تھا۔

"تم سے تو بہت جلدی نمٹوں گا میں لڑکی تم نے میری بیوی کی عزت داغ دار کروانا چاہی تھی ناں تو اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ لڑکیوں کی عزت کا قدر نازک ہوتی ہے جسٹ ویٹ اینڈ واچ"

وہ خیال میں ہی نمل سے مخاطب ہوتا جبڑے بھینچ کر بولا تھا۔

"آپ آرام کریں مجھے چھوٹا سا کام ہے باہر میں وہ کر کے آتا ہُوں پھر رات ڈنر پر چلیں گے"

سالار شاہ اس سے مخاطب ہوا جو اس وقت کسلمندی سے بستر میں چھپی تھی۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر۔۔۔"

وہ اُداس ہوتی بولی تھی کیونکہ کل ہانیہ اور عمان بھی حویلی جا چکے تھے۔

"آپ اکیلی نہیں ہیں۔ملازم ہیں گھر پر اور میں جلد آ جاؤں گا آپ تب تک سو کر بھی نہیں اُٹھی ہوں گی"

وہ اس کی گال پر ہونٹ رکھتا پیچھے ہوا اور محبت سے بولا تو وہ بھی خاموش ہو گئی۔

سالار گھر سے نکل کر ریش ڈرائیونگ کرتا گاؤں کی جانب رواں ہوا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

وہ آج ہی ثمل کے مطلق تمام جان کاری لیناچاھتا تھا۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ جس کے لیے وہ یہ سب کے رہا ہے وہ اسی کو کھونے والا ہے۔

سالار آدھے گھنٹے میں گاؤں پہنچا تھا اس کا حویلی جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

کیونکہ وہ سب منت کے مطلق سوال کرتے۔

وہ سید ھاڈیرے پر آیا جہاں سمیر پہلے سے ہی موجود تھا۔

"اسلام و علیکم چھوٹے شاہ سائیں"

وہ ادب سے کھڑا ہوتا بولا تو سالار نے اپنی سفید شال اتار کر ایک کرسی پر رکھی۔

"وسلام بیٹھو"

وہ خود ایک چارپائی پر بیٹھتا اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا تو سمیر بھی بیٹھ گیا۔

"سائیں عابد لالا سے پوچھا میں نے تو پتہ چلا وہ بی بی حاکم شاہ کی صاحبزادی ہیں اور ان کا گھر۔۔۔۔۔۔کے ساتھ ہی ہے"

سمیر نے اسے معلومات دیں تو سالار کا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا۔

حاکم شاہ کو وہ جانتا تھا وہ بھی انہیں کے گاؤں کے زمین دار وڈیرے تھے۔

مگر جانے کیوں ان کے خاندان میں شاہوں جیسی غیرت نہیں پائی جاتی تھی۔

سالار کو اب سمجھ آیا تھا کہ وہ انس کون ہے۔

حاکم شاہ کا بھائی تھا نادر شاہ جا کا صرف ایک ہی بیٹا تھا انس شاہ جو بہت اوارا قسم کا لڑکا تھا۔

سالار نے دو، تین مرتبہ اُس کے مطلق گھٹیا ترین باتیں سنی تھیں اور اسسٹنٹ کمشنر ہونے کی خاطر اس نے پورا ارادہ کے لیا تھا

کہ وہ انس شاہ کو بھی بے گناہوں کی زندگیاں برباد کرنے کے گناہ میں جیل گھسیٹے گا۔

مگر جب یہ بات سلمان اور مراد شاہ کی پتہ چلی تو انہوں نے سالار کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ تم گاؤں والوں کے معاملات میں نہیں پڑو۔

سالار کے کافی سمجھانے کے بعد بھی وہ نہیں مانے تو اس نے بھی انس شاہ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

مگر اب بات اس کی بیوی کی تھی اب وہ یقیناً اُسے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

پہلے تو اس کا ارادہ نمل کو سبق سکھانے کا بھی تھا مگر وہ سالار شاہ تھا۔

جو عورتوں سے مقابلہ کرنا مرد کی کم ظرفی اور بزدلی کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

"شکریہ اب میں چلتا ہوں حویلی میں کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہیے کے میں گاؤں آیا تھا"

وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو سمیر دوبارہ اس کے ادب میں کھڑا ہوا تھا۔

سالار اپنی شال اٹھا کر کندھوں اور ڈالتا اپنی پراڈو کی طرف آیا۔

اسے گاؤں ایک دو دوستوں سے ملنا تھا ان سے مل کر وہ واپسی کے لیے نکلا۔

سالار نے یہی سوچا تھا کہ وہ شہر جا کے سب سے پہلے انس کے خلاف ایک مضبوط کیس بنائے گا۔

مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہاں کیسا ہولناک منظر اس کہ انتظار کر رہا ہے۔

سالار کو گھر تک پہنچتے آدھا گھنٹہ ہی لگا تھا۔

سالار کا دل جانے کیوں زور زور سے دھڑ کتا کچھ غلط ہو جانے کا امکان دے رہا تھا۔

سالار تیزی سے اپنے کمرے کی جانب آیا تھا کیونکہ وہ جلد از جلد منت کو دیکھنا چاہتا تھا۔

مگر جیسے ہی اس نے قدم کمرے میں رکھا سالار شاہ کے قدم ڈگمگا گئے تھے۔

سامنے ہی اس کی زندگی اس کی جینے کی وجہ اس کی عزیز از جان بیوی خون میں لت پت شیشے کی میز کے پاس پڑی تھی۔

ان کی آنکھیں بلکل بند تھیں اور وجود بلکل ساکت۔

"کہاں جارہے ہیں آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر"

اس کے الفاظ سالار کے کانوں میں گونجے تو وہ بھی ساکت ہوا تھا۔

سالار شاہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ قدم کیسے آگے بڑھائے۔

دل تھا کہ سینے پھاڑ کر باہر انے کو ہمک رہا تھا۔

پھر بلا خر اس نے اپنی حالت پر قابو پاتے قدم آگے بڑھائے تھے۔

"منت۔۔۔منت۔۔اٹھیں۔۔آنکھیں کھولیں۔۔منت"

وہ اس کا سر اپنی گود میں رکھتا اس کی گال تھپتھپاتا چلا یا تھا۔

اس کا وجود بلکل بے حرکت ہو چکا تھا جو سالار شاہ کو خوفزدہ کر رہا تھا۔

سر پر گہرا زخم تھا جہاں سے خون ابھی بھی بہہ رہا تھا۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سالار فوراً اُٹھا اور اسے اپنی گود میں بھرتا باہر کی جانب بھاگا۔

تمام ملازمین اس کی گود میں موجود وجود کو دیکھ کر تڑپے تھے۔

۔

۔

۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ سالار ایک چیئر پر بیٹھا بے چینی سے ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

جب اس کی نظر باہر آتی ڈاکٹر پر پڑی تو وہ تیزی سے ان کی جانب بڑھا۔

"ایم سوری مسٹر سالار شاہ بٹ آپ کی وائف کچھ وقت پہلے ہی اپنی جان کھو چکی ہیں"

ان کے الفاظ سن کر سالار کا بس نہیں چلا تھا کہ ڈاکٹر کو شوٹ کر دیتا جو اس کی بیوی کے مطلق جانے کیا کیا کہہ رہی تھیں۔

"یہ کیا بکواس ہے۔۔۔ابھی کہ ابھی جائیں اور ٹھیک کریں میری منت کو"

وہ اس قدر بلند آواز میں دھاڑا تھا کہ ڈاکٹر بھی خوفزدہ ہوتیں تھوڑا پیچھے ہوئیں۔

"یہ بکواس نہیں ہے حقیقت ہے۔۔۔آپ اسے جتنا جلد قبول کریں گے آپ کے لیے آسانی رہے گی۔آپ اپنی فیملی سے کسی کو بلوالیں اور یہ پیپرز فل کردیں پھر آپ ڈیڈ باڈی کو ساتھ لے جا سکتے ہیں"

ڈاکٹر نے دوبارہ اس کے کانوں میں زہر گھولا اور واپس اندر کی جانب بڑھ گئیں تھیں۔

اب کی بار سالار شاہ بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتا چیئر پر بیٹھتا چلا گیا تھا۔

آج وہ مضبوط ٹوٹ کر رہ گیا تھا دل کر رہا تھا چیخ چیخ کر روئے۔

اس کے ہواس بلکل اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

دماغ میں بس وہ منظر لہرا رہا جب وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"منت میری جان پلیز مجھے یوں مت ستائیں لوٹ آئیں منت خدارہ مجھے تنہا نہیں چھوڑیں"

وہ نم آنکھیں سے کرب زدہ لہجے میں بولا تھا۔

اسے یُونہی بیٹھے بیس منٹ ہو گئے تو ایک نظر اس تک آئی تھی۔

"مسٹر سالار ڈاکٹر کہہ رہے ہیں آپ کا بینڈلی اپنے گھر سے کے کو بلوائیں یہ پھر آپ ہمیں کنٹیکٹ بتا دیں ہم انفارم کر دیتے ہیں آپ کی فیملی کو"

وہ پروفیشنل لہجے میں بولی تو سالار نے سرخ نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

پھر اس نے جانے کیسے اُس نرس کو عمان کا نمبر لکھوایا تھا۔

وہ خود ابھی اس بات کو قبول نہیں کر پا رہا تھا تو حویلی مین خبر کیسے دیتا۔

"آپ مجھے ڈیزرو نہیں کرتے"

"پلیز مجھے۔۔۔ایسے۔۔۔نہیں دیکھیں مجھے۔۔مجھے شرم آتی ہے"

"شاہ مم۔۔میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی"

"آپ۔۔مجھے ڈانٹ رہے ہیں؟"

"کہاں جا رہے ہیں آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر۔۔۔"

اب اس کی تمام باتیں سالار کو شدت سے یاد آ رہی تھیں کاش وہ گاؤں نہ گیا ہوتا تو آج اس کی منت اس کے بہت قریب بلکل محفوظ ہوتی۔

وہ یہ نہیں سوچ رہا تھا کہ قسمت میں لکھا ہو کر رہتا ہے اگر وہ اس وقت منت کے پاس بھی ہوتا تو موت کو روک نہیں سکتا تھا۔

اس کے بعد بھی تین دفعہ برس نے آ کر اسے کہا تھا کہ وہ پیپرز سائن کر سے آ کر مگر سالار میں ہمت نہیں تھی وہ زہریلے الفاظ پڑھنے کی۔

جانے حویلی والوں پر کیا قیامت ٹوٹی ہوئی گی یہ خبر سن کر۔

نادیہ شاہ توجوان بیٹی کی موت کا سن کر بیگانی ہی ہو گئی ہوں گی۔

اچانک سالار کو اپنے کندھے پر کسی کا مضبوط ہاتھ محسوس ہوا تو اس نے مڑ کر اپنی دائیں جانب دیکھا تھا۔

جہاں سلیمان شاہ غمزدہ تاثرات لیے ہونٹ بھینچ کر کھڑے تھے۔

وہ جھٹکے سے اٹھتا ان کے سینے سے لگا تو انہوں نے اس کی کمر تھتھپائی۔

"بابا۔۔و۔وہ کیسے چلی گئیں بابا۔۔۔۔میں۔۔میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتا"

وہ جو بہت مضبوط بنا پھرتا تھا آج باپ کے کندھے پر سے رکھتا آنسو بہارہا تھا۔

"سالار مضبوط بنو۔۔۔مرد نہیں روتے چلو آنکھیں صاف کرو اور آؤ حویلی چلیں ایمبولینس حویلی کے لیے نکل چکی ہے بیٹا"

انہوں نے اسے خود سے الگ کرتے کہا تو سالار نے تڑپ کے ان کی طرف دیکھا تھا۔

کیا اس نے کبھی تصور بھی کیا تھا کہ اس کی منت کبھی ایمبولینس میں بھی سفر کر گی اور وہ بھی زندگی کا آخری سفر.

پھر سلیمان شاہ اسے کوریڈور میں لائے جہاں مراد شاہ موجود تھے۔

عمان شاید ایمبولینس میں گیا تھا۔

مراد شاہ بھی سالار کو کافی دیر گلے لگا کے کھڑے رہے تھے ان کی چھوٹی سی بیٹی اپنے آخری مقام کو چل بسی تھی اور انہیں یقین ہی نہیں آرہا تھا۔

سلیمان شاہ نے دونوں کا سنبھالا تاکہ وہ جلد از جلد حویلی پہنچیں۔

لال حویلی میں اس وقت صفہ ماتم بچھا تھا۔

ہر طرف چیخوں اور بینوں کی آواز گونج رہی تھی۔

گاؤں کی عورتیں بھی ان چاروں خواتین کو روتے تڑپتے دیکھ اپنے آنسو نہیں روک پا رہی تھیں۔

نادیہ شاہ اور سحر کو تو بار بار بیہوشی طاری ہو جاتی تھی۔

کچھ عورتیں ان پر پانی کے چھینٹے مار کر انہیں جگاتیں تو وہ چیخ چیخ کر پھر بیہوش ہو جاتیں۔

ہانیہ جسے کل ہی اللہ نے خوشخبری سے نوازا تھا اب سب بھولے حلق پھاڑ کر چیخ رہی تھی۔

یہ ناگہانی آفت بھی تو ایسی تھی کہ کسی کو اپنا ہوش تک نہیں تھا۔

نور شاہ بھی کب سے روئے جا رہی تھیں آخر و بچپن سے ان کے ہاتھوں میں پلی بڑھی تھی۔

اور اب تو ان کے اکلوتے بیٹے کی من چاہی بیوی تھی وہ۔

اقراء شاہ کو جب یہ خبر ملی تو وہ بھی روتی چلاتی حویلی آئیں تھی بھتیجی کی موت کی خبریں اور پہاڑ کی طرح ٹوٹی تھی۔

سحر کو ابھی ہوش آیا تھا اور اب وہ لاؤنج میں صوفے کے پیچھے کانوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی خود کو بے خبر سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مگر ان سب کی چیخیں اُسے پھر حقیقت میں لا پٹختیں تو وہ بھی ضبط کھو کر بلند آواز میں چیخنے لگتی۔

جب حویلی کے اندر ایمبولینس داخل ہونے کا شور مچا تو نادیہ شاہ دوڑ کر باہر بھاگی تھیں۔

یہاں تک کہ انہیں اپنے دوپٹے کا بھی کوئی ہوش نہیں تھا۔

وہ ایمبولینس تک آئیں جہاں عمان اور افرہیم کے ساتھ کچھ ملازم سٹریچر کو ایمبولینس سے باہر گھسیٹ رہے تھے۔

وہ سب کو پیچھے دھکیلتیں آگے ہوئیں اور منت پر جھکتیں اس کا وجود خود میں چھپا گئیں۔

"دور رہو۔۔۔ دور رہو میری بیٹی سے تم سب۔۔۔ اسے سونے دو۔ جب اس کی نیند پوری ہو گی تو یہ خود اٹھ جائے گی۔۔۔ کوئی اس کے قریب نہیں آئے گا سنا تم سب نے"

وہ زور سے چیخیں تو عمان نے آگے بڑھ کر انہیں اپنے حصار میں لیا۔

کر اپنی شال اُتار کر ان کے گرد لپیٹ دی۔

جبکہ باقی سب سٹریچر کو لان کی جانب لے گئے تھے۔

"عمان دیکھو۔۔۔دیکھی بیٹا وہ سب تمھاری بہن کی نیند خراب کر رہے ہیں۔۔۔جاؤ جا کر انہیں دور کر و منت سے۔ یہ۔۔یہ سب کیوں جمع ہو رہے ہیں ہمارے گھر بیٹا۔۔۔نکالو نکال دو سب کو یہاں سے"

وہ عمان کا چہرہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں بھر تیں بولیں تو عمان نے اذیت سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

پھر وہ دو تین منت زبردستی انہیں اپنے سینے میں بھینچ کر کھڑا رہا تھا۔

کیونکہ وہ بلکل اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھیں۔

تبھی گیٹ سے کافی ساری گاڑیاں اندر داخل ہوئیں اور ان میں سے باقی تینوں مرد نکلے۔

مراد شاہ تو تیزی سے لاؤنج کی طرف گئے تھے اور منت کو اٹھا کر چارپائی پر منتقل کیا پھر سٹریچر واپس لے جایا گیا تو ایمبولینس حویلی سے نکلتی چلی گئی تھی۔

اب حویلی میں خواتین کا رش بڑھتا ہی جا رہا تھا مرد حضرات سید ھا مردان خانے جا رہے تھے۔

کیونکہ لان میں ان کے خاندان کی تمام عورتیں موجود تھیں۔

For more visit (exponovels.com)

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سلیمان شاہ بھی مردان خانے کی طرف بڑھے تھے البتہ سالار نے کرب سے ایک نظر پورے لان میں دوڑائی تھی۔

ہر طرف چیخوں کی آواز تھی سالار جو کچھ پل یقین نہیں کر پایا تھا اب سب سمجھ چکا تھا مگر قبول نہیں کر پارہا تھا۔

"سالار کیا ہو گیا ہماری بچی کو"

اقراء شاہ روتی ہوئیں اس کا پاس آئیں اور اس کے سینے سے لگتیں بولیں تو وہ تڑپا۔

مگر بولا کچھ نہیں تھا کیونکہ اس کے پاس کوئی الفاظ نہیں تھے۔

پھر عمان نے نادیہ شاہ کو اقراء شاہ کے حوالے کیا تھا اور سالار کا ہاتھ تھامتا مردان خانے کی طرف چلا گیا تھا۔

۔

۔

۔

شام کو ہی نمازے جنازہ رکھا گیا تھا کیونکہ ان کے ہاں میت کو جلد ہی دفنا دیا جاتا تھا۔

جب جنازے کا وقت آیا تو منت کے چاروں محرم آگے آئے تھے۔

گاؤں کی تمام عورتیں انہیں جگہ دیتیں ایک طرف ہو گئی تھیں۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

مگر نادیہ بیگم اور سحر چارپائی کو چھوڑنے پر رضامند نہیں ہو رہی تھیں۔

مراد شاہ نے بیوی کو زبردستی پکڑ کر چارپائی سے الگ کیا تھا۔

اب اقرا شاہ نے سحر اور نور شاہ نے نادیہ شاہ کو سمبھال رکھا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے ان کی منت حویلی سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوتی چلی گئی۔

تو وہ سب بے بسی سے زمین پر بیٹھتیں چلی گئیں۔

چیخ چیخ کر سہر کے گلے میں تکلیف ہو رہی تھی مگر اس کے زارو قطار آنسو ابھی بھی رواں تھے۔

شام ہو چکی تھی تو اقرا شاہ اور نور شاہ جو کچھ کچھ حقیقت کو قبول کر چکی تھیں۔

ان دونوں نے ملازماوں سے کہہ کر سارا سیٹ اپ لاؤنج میں لگوایا تھا۔

سحر اب بلکل ساکت سی ویران آنکھیں لیے گھاس پر بیٹھی تھی۔

آج اس کہ کھلا کھلا شادابی چہرہ مرجھا سا گیا تھا۔

نادیہ شاہ بھی اس سے کچھ فاصلے پر نیچے ہی بیٹھی تھیں باقی سب اندر کا چکے تھے بس کچھ خواتین ہی لان میں موجود تھیں۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

نور بیگم نہیں آکر ان دونوں کو زبردستی یہاں سے اٹھایا اور اندر لے گئی تھیں۔

ان کی حالت کے پیشِ نظر آئیں کا ارادہ ان دونوں کو نیند کی گولیاں دے کر سلانے کا تھا۔

ان دونوں کو ایک صوفے پر بٹھا کر اُنھوں نے سلیمان شاہ کو فون کیا تاکہ ان سے مشورہ کر لیں۔

مگر ان کا کہنا تھا کہ انہیں ہر گز نہیں سلانا چاہیے اس طرح ان کا سارا غم ان کے دماغ پر سوار ہو جائے گا۔

جتنی دیر وہ روئیں گی اتنا ہی ان کہ غم زائل ہو گا۔

تو نور شاہ نے انہیں خدا حافظ بولا اور روتی ہوئی ہانیہ کے قریب آئیں جو صوفے سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھی گھٹنوں میں منہ دیئے روئے جا رہی تھی.

ان کا ارادہ تھا کہ ہانیہ کو کہیں ان دونوں کو بہلانے کی کوشش کرے۔

مگر اس کی اپنی حالت دیکھ کر وہ مزید پریشان ہو تیں واپس کچن میں اس گئیں۔

آہستہ آہستہ شام رات میں بدلی تو سب عورتیں اپنے گھروں کو چلی گئی تھیں۔

اب حویلی میں صرف اقراء شاہ اور دو تین قریبی خواتین ہی رکنے والی تھیں۔

نور بیگم نے کھانا بنوایا تھا کیونکہ ان کے ہاں باہر سے کھانا لینے کہار واج نہیں تھا۔

کھانا بن گیا تو مردان خانے میں بھی بھجوادیا گیا تا کہ وہاں کے مہمان اور حویلی کے مرد بھی کھانا کھالیں۔

"سحر، ہانیہ اٹھیں بیٹا اوپر چلیں میں اپنی بیٹیوں کو کھانا کھلاؤں اور بھابھی آپ بھی آئیں اوپر خدا کے لیے دو نوالے لے لیں دوپہر سے پانی بھی نہیں پیا آپ سب نے"

نور شاہ سب مہمانوں کو کھانا کھلا کر ان تینوں کی طرف آئی تھیں۔

باقی سب خواتین اپنے کمروں میں جاچکی تھیں اور اقراء شاہ بھی کھانا کھا کر اس وقت اپنے کمرے میں نماز ادا کرنے گئی تھیں۔

"مجھے بھوک نہیں ہے مورے"

ہانیہ کہتی دوبارہ سے گھٹنوں میں گرا گئی البتہ باقی دونوں نے جواب بھی نہیں دیا تھا۔

نور بیگم اب بے بسی سے کھڑی تینوں کو دیکھ رہی تھیں۔

تبھی لاؤنج میں عمان، سلیمان اور مراد شاہ داخل ہوئے تھے۔

تینوں کافی تھکے تھکے سے لگ رہے تھے۔

ان کو آتے دیکھ نور بیگم نے جلدی سے ان تینوں کے دوپٹے درست کیے تھے۔

وُہ آکر صوفوں پر بیٹھ گئے تو نور بیگم نے ان کی طرف دیکھا البتہ باقی تینوں کے وجود میں حرکت بھی نہیں ہوئی تھی۔

"سالار شاہ نہیں آئے"

وہ بیٹے کو یاد کریں فکر سے بولیں تو مراد شاہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"کہتا ہے حویلی آؤں گا تو وہ یاد آئیں گی اس لیے مردان خانے ہی رکوں گا"

عمان نے اس کی بات دہرائی تو نور شاہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔

"ان کی یاد تو اب ہر موقع پر ہمارے ساتھ ہو گی"

وہ تکلیف اور اُداسی سے مسکراتی ہوئی بولیں۔

"انہوں نے کھانا کھایا"

مراد شاہ کے سوال پر وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گئیں۔

"ابھی کھانے کے لیے ہی اٹھا رہی تھی میں مگر تینوں ہی نہیں سن رہیں"

وہ دکھ سے بولیں تو عمان نے اذیت سے انہیں دیکھا پھر اٹھ کر اُن کے صوفے اور آ بیٹھا۔

ان کے ایک طرف سحر اور دوسری طرف نادیہ شاہ بتی تھیں تو اس نے دونوں بازوؤں کے حصار میں ان دونوں کو لیا۔

نادیہ شاہ تو ابھی بھی خاموش اور ساکت ہی تھیں۔

جبکہ سحر اپنے لالا کا لمس پا کر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

اس کے رونے پر ہانیہ بھی بلند آواز میں رونے لگی تھی۔

نور شاہ نہیں آ کر ہانیہ کو خود سے لگا یا۔

مگر وہ اب چیخیں مارتی پاگل سی لگ رہی تھی۔

سحر نے عمان کا قمیض دونوں ہاتھوں میں جکڑ رکھا تھا اور چہرہ اس کے سینے میں چھپا رکھا تھا۔

"سحر سنبھالیں خود کو بچے یوں کب تک آپ روتی رہیں گی، کھانا پینا چھوڑ دیں گی ہاں آپ کے اس سب سے منت واپس تو نہیں آ جائے گی گڑیا بلکہ اسے تکلیف ہو گی آپ کے رونے سے"

عمان اس کے سر پر ٹھوڑی رکھتا نرمی سے اسے سمجھاتا ہوا بولا تو سحر نے جلدی سے سر ہلا یا تھا۔

اب وہ بے آواز آنسو گرا رہی تھی جو عمان کے قمیض کو بھگو رہے تھے۔

نادیہ شاہ تیزی سے اٹھ کر اندر کی طرف جانے لگیں جب مراد شاہ نے اٹھتے انہیں بازو سے پکڑ کر روکا۔

"کہاں جا رہی ہیں آپ؟"

وہ رعب سے بولے تھے۔

نادیہ شاہ نے ایک نظر ان کے ہاتھ کو دیکھا پھر اذیت سے ان کی آنکھوں میں دیکھا۔

"پریشان مت ہوں خودکشی کرنے نہیں جارہی۔۔۔۔جانتی ہوں اب تو بس یونہی مردوں کہ طرح زندہ رہنا ہے۔"

وہ تلخی سے مسکرا کر بولیں تو سب کو ہی تکلیف ہوئی تھی۔

"بھابھی آپ ان کا کھانا کمرے میں بھجوادیں"

وہ نور شاہ سے کہتے نادیہ بیگم کا ہاتھ تھامے اوپر کی طرف بڑھے تھے۔

عمان نے ایک نظر ہانیہ کو دیکھا جو ابھی

بھی رو رہی تھی پھر سحر کو چپ کروانے لگا۔

نور بیگم ملازمہ کے ہاتھ نادیہ بیگم کا کھانا بھجوا کر ایک ٹرے میں کھانا لے کر لاؤنج میں آ بیٹھیں۔

پھر انہوں نے نوالہ بنا کے سحر کو زبردستی دیا تھا۔

جب انہوں نے ایک نوالہ ہانیہ کے ہونٹوں کے پاس کیا تو وہ منہ پھیر کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس نے قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھائے ہی تھے جب عمان کی چنگھاڑتی آواز کانوں میں پڑتے ہی اس کے قدم تھمے۔

"ہانیہ فوراً واپس آئیں اور کھانا کھائیں نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"

وہ بلند آواز میں سختی سے بولا تو ہانیہ انہیں قدموں پر واپس مڑی اور ایک صوفے پر جا بیٹھی۔

"سمیہ ایک ٹرے میں ہانیہ کا کھانا لائیں"

اس نے ملازمہ کو آواز دے کر کہا۔

"بیٹا میں کھلا دیتی ہوں یہیں سے"

نور شاہ اپنی ٹرے کی طرف اشارہ کرتی بولی تھیں۔

"نہیں تائی آپ سحر کو کھلائیں یہ خود کھا لیں گی"

وہ رعب سے بولا تو نور شاہ بھی خاموش ہو گئیں۔

البتہ سحر جو خود اب بس کہنے والی تھی عمان کو ہانیہ کو ڈانٹتے دیکھ خاموشی سے کھانے لگی۔

"میں روم میں جارہا ہوں اس بھی یہ ختم کے کے فوراً آئیں اور سحر آپ نے بھی اچھے سے کھانا کھانا ہے بچے"

عمان اٹھتا دونوں سے مخاطب ہوا تو دونوں نے ہی سر ہلائے۔

"میری پیاری بیٹیاں"

نور شاہ انہیں دیکھتیں محبت سے بولیں تھیں۔

کمرہ اس قدر دھویں سے بھرا تھا کہ اگر کوئی بھی یہاں داخل ہوتا تو کھانس کھانس کر رہ جاتا۔

سالار شاہ اب بھی سگریٹ کا ایک ٹوٹا ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔

وہ بکھری بکھری حالت میں بیڈ سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھا تھا۔

ڈاکٹرز نے بتایا تھا کہ منت کے سر میں کوئی نوکیلی چیز لگی ہے سر پھٹ جانے اور خون شدت سے بہنے کے باعث اس کی جان گئی ہے۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

جب سالار کمرے میں آیا تھا تو وہ ٹیبل کے پاس پڑی تھی۔

یعنی ٹیبل کا کونا اس کے سر میں لگا تھا۔

کس قدر سخت ناگہانی آفت تھی ناں۔۔۔

"کاش آپ کی جگہ میں ہوتا منت کاش۔۔۔۔۔آپ مجھے چھوڑ کر مت جاتیں۔۔ابھی تو ہم نے

ساتھ بہت زندگی بہت خوبصورت لمحات

گزارنے تھے۔۔میری جان آپ نے جانے میں بہت جلدی کر دی بہت"

وہ آہستہ آواز میں منت سے مخاطب ہوا پھر اچانک ہی سگرٹ پھینکتا وہ بال دونوں ہاتھوں میں جکڑتا چہرہ گھٹنوں میں دے گیا۔

آج سالار شاہ بھی چہرہ چھپائے آنسو بہا رہا تھا۔

وہ بھی منت سالار شاہ کی وجہ سے۔۔۔

#Laal_Haweli
#Episode_12
#By_The_Best_Novels

Don't Copypaste Without My Permission !

آج منت کی گئے تین دن ہو چکے تھے۔

نادیہ بیگم تو اب کچھ حد تک سمبھل گئی تھیں مگر ہانیہ اور سحر کی وہی حالت تھی۔

سالار بغیر ایک دفعہ بھی حویلی آئے واپس شہر جا چکا تھا۔

دوسری طرف عمان اور مراد شاہ بھی مرد ہونے کے ناطے حقیقت قبول کر چکے تھے۔

مگر سب ہی سحر اور بانیہ کے لیے بہت پریشان تھے۔

اب مہمان سارے گھروں کی لوٹ گئے تھے۔

جبکہ اقراء شاہ دن میں ایک مرتبہ ضرور چکر لگا لیا کرتیں۔

اس وقت وہ چاروں لاؤنج میں موجود تھیں اور مرد مردان خانے میں ہی تھے کیُونکہ وہاں روز کوئی نہ کوئی مہمان آ جاتا تھا۔

"ہانیہ بیٹا آپ تو میری سمجھدار بیٹی ہیں ناں
پھر کیوں رو رہی ہیں اس طرح اللہ کا فیصلہ
تھا جو ہمیں ہر حال میں قبول کرنا ہے بچے"

نادیہ شاہ اس کو خود سے لگا کر محبت سے
بولی تھیں۔

کیونکہ اس کی پریگنینسی کا ابھی سٹارٹ تھا
اور ان دنوں اسے بے حد کیئر چاہیئے تھی۔

مگر ناں وہ کچھ کھا رہی تھی اور ناں ہی رونا
بند کر رہی تھی۔

عمان ڈانٹ ڈپٹ کر ہی اسے کھانا کھلواتا تھا
مگر جیسے ہی وہ کہیں جاتا ہانیہ کھانا وہیں

گئی تھیں کہ وہ اس حالت میں اتنی لاپرواہی نہیں کرے۔

مگر وہ کسی کی نہیں سن رہی تھی۔

"بھابھی کھانا بھجوا دیں ان دونوں کا میں اپنی بیٹیوں کو خود کھانا کھلاتی ہوں"

نادیہ شاہ نور شاہ سے مخاطب ہوئیں تو وہ سر ہلا کر کچن میں چلی گئیں۔

نادیہ بیگم نے زبردستی سحر کو اٹھا کر پاس بٹھایا تھا پھر دونوں کے آنسو صاف کرتیں وہ انہیں خود کھانا کھلانے لگیں۔

دونوں نے ہی تھوڑا سا کھایا تھا مگر چلو نہ کھانا سے بہتر نہ تھا۔

سحر ان کا ہاتھ تھامتی لڑکھڑاتی آواز میں بولی تو انہوں نے اسے خود میں بھینچ لیا.

"نہ میری جان ایسے نہیں بولتے...اللہ میری بیٹی کی لمبی عمر کرے دنیا جہاں کی خوشیاں میری بچی کے نصیب میں لکھے"

وہ آنسو پیتیں بولیں تھیں.

"منت...پلیز آپ آ جائیں ناں...مم..میں آپ کو بہت یاد کر رہی ہوں"

وہ منت سے مخاطب ہوتی بولی تو ہانیہ بھی رونے لگی.

وہ یُونہی رو رہی تھیں جب عمان ، سلیمان اور مراد شاہ لاؤنج میں آئے.

"ہانیہ روم میں چلیں فوراً"

عمان زور سے دھاڑا تو ہانیہ خوفزدہ ہوتی نادیہ شاہ کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

جبکہ اب رو رو کر اس کی ہچکیاں شروع ہو چکی تھیں عمان نے ایک قہر برساتی نظر اس پر ڈالی پھر تیزی سے اس تک آیا۔

اور اس کا بازو جکڑ کر اسے کھینچ کر کھڑا کیا۔

"آرام سے عمان...یہ کیا کر رہے ہیں"

مراد شاہ کی آواز پر اس نے کوئی بھی ریسپانس نہیں دیا اور ہانیہ کو گھسیٹ ک

مراد شاہ نے نادیہ شاہ کے کندھے میں چہرہ چھپائے بیٹھی سحر کو پاس بلایا۔

تو نادیہ بیگم نے اسے خود سے الگ کرتے آئیں کے پاس جانے کا کہا۔

وہ بھی اٹھتی ان کے پاس آ بیٹھی تو مراد شاہ نے اس کے کندھے اور ہاتھ رکھتے اسے سینے سے لگایا۔

"ایک بیٹی کھو چکے ہیں ہم...اب دوسری کی یہ حالت نہیں دیکھ سکتے بیٹا اس لیے آج کے بعد میں آپ کو روتا نہ دیکھوں"

وہ سنجیدگی سے بولے تو سحر نے سر ہلایا

بھی نہیں رونا میری بیٹی نے"

ان کی بات اور وہ کی بابا کہتی اٹھ کر اوپر چلی گئی پیچھے وہ سب بھی اپنے اپنے کمروں کو چل دیے تھے۔

"کل بھی سمجھایا تھا آپ کو کہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب آپ اس طرح کر کے خود کو اور میرے بچے کو کیوں تکلیف پہنچا رہی ہیں بانیہ"

"وہ ایسے کیوں چلی گئیں عمان...آخر کیوں"

بانیہ عمان کے سینے پر سر رکھتی بھیگی انکھوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تو عمان کو دل میں شدید تکلیف ہوئی تھی۔

بھولنا تو اس کے لیے بھی مشکل تھا اپنی بہن کو مگر وہ کوشش کر رہا تھا۔

"وہ اللہ سے اتنی ہی زندگی لائی تھیں بانیہ ہم سب یا ان کے بس میں کچھ نہیں تھا"

عمان اس کی کمر سہلاتا ہوا بولا تو بانیہ نے چہرہ اس کے سینے میں چھپایا۔

For more visit (exponovels.com)

ہے"

وہ اسے سمجھاتا ہوا بولا تو اس نے بھی سر ہلایا۔

"اب آ کر سو جائیں اور صبح سے بلکل فریش ملیں مجھے آپ"

وہ اسے خود سے الگ کرتا اس کی پیشانی پر پیار کرتا ہوا بولا تو وہ دھیما سا مسکرا دی پھر جی کہتی اٹھ کر ڈریسنگ میں اپنا نائٹ سوٹ پہننے چلی گئی۔

پیچھے عمان نے دی تین دفعہ سالار کا نمبر ٹرائے کیا تھا جو بند جا رہا تھا۔

آٹھ ماہ بعد ...

"سحر جائیں بیٹا ہانیہ کو نیچے لے کر آئیں...
آج سالار نے آنا ہے تو سب مل کر کھانا کھائیں گے"

نادیہ بیگم نے سحر کو مخاطب کیا تھا جو صوفے پر آلتی پالتی مارے بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی۔

"جی مورے ابھی جاتی ہوں"

وہ مسکرا کر کہتے اٹھ کر اوپر کی طرف چل

کل رات ہی مراد شاہ نے ان سے بات کی تھی
کہ سلیمان شاہ ، آغا سائیں اور اُنھوں نے
فیصلہ کیا ہے کہ سالار کی شادی سحر سے کے
دی جائے۔

نادیہ بیگم تھوڑا پریشان ہوئی تھیں کیونکہ
منت ابھی صرف اٹھارہ سال کی تھی جبکہ
سالار تیس کا ہونے والا تھا۔

اور ویسے بھی سالار ان دنوں بے حد کٹھور
اور کم گو ہو گیا تھا۔

وہ مہینے میں ایک دو بار ہی حویلی چکر لگاتا
اور یہاں آ کر بھی زیادہ تر وقت خاموش رہتا۔

نور اور سلیمان شاہ نے کئی مرتبہ اسے
سمجھایا تھا کہ وہ شادی کر لی مگر یہ بات

چہرہ دیکھا دیتا تھا پھر بلکل ہی شہر کا ہو کر رہ جاتا۔

نادیہ شاہ جانتی تھیں وہ جتنا بھی ظالم ہو جائے سحر کو تکلیف نہیں پہنچائے گا آخر وہ اس کے گھر کی لڑکی تھی۔

اور یہ نادیہ بیگم کی خام خیالی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

وہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ سب سحر کو کس آگ میں جھونکنے والے ہیں۔

انہوں نے مراد شاہ سے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ سحر کو ہرگز نہیں منائیں گی آپ کا فیصلہ ہے تو بیٹی کو بھی خود راضی کیجئے گا۔

وہ پریشان اس لیے بھی تھیں کہ پہلے ہی انہیں نے سحر کو بہت مشکل سے نارمل کیا تھا۔

وہ منت کے غم سے کسی طور نہیں نکل رہی تھی مگر ان کی توجہ اور پیار کا اثر تھا۔

کہ وہ تین چار مہینوں میں ہی صحیح اس جان لیوا غم سے نکل آئی تھی۔

.

.

.

رات کو کافی دیر ان سب نے ٹیبل پر سالار کا انتظار کیا تھا۔

سالار آج کل فری تھا تو وہ ایک ہفتے کے لیے یہاں آیا تھا۔

ان کچھ مہینوں میں وہ پہلے سے بھی زیادہ دلکش ہو چکا تھا اس کی شخصیت میں پہلے سے زیادہ روعب آ چکا تھا۔

"سحر کمرے میں جائیں بیٹا"

مراد شاہ نے ہانیہ سے باتیں کرتی سحر کو مخاطب کیا تو وہ حیران ہوئی تھی۔

جب سب یہاں موجود تھے تو اسے کیوں اوپر بھیجا جا رہا تھا۔

مگر وہ یہ سوال نہیں کر سکتی تھی اس لیے

آغا سائیں سالار سے بولے جو موبائل فون پر کچھ کر رہا تھا۔

"اگر وہ بات شادی سے ہٹ کر ہے تو کہیں آغا سائیں میں سن رہا ہوں"

وہ جانتا تھا کہ ان کے خاندان میں یہ باتیں بچیوں کے سامنے نہیں کی جاتیں۔

جب سحر کو یہاں سے بھیجا گیا سالار تبھی سمجھ چکا تھا کہ یقیناً اسی مطلق بات کرنی ہے انہیں۔

اس کی بات پر سلیمان شاہ نے افسوس سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

اتنا عرصہ ہو گیا تھا منت کی گئے مگر وہ

تھا۔

"بس کریں سالار.....بہت ہو گیا اب اگر مزید آپ نے شادی سے انکار کیا تو بھول جائیے گا کہ ہم آپ کے کچھ لگتے ہیں۔ ہم واقفیت رکھتے ہیں کہ منت آپ کو بہت عزیز تھیں مگر یہ قسمت کا لکھا تھا کہ ان کہ اور آپ کا ساتھ بہت کم عرصے کے لیے تھا۔ہم اب مزید آپ کو یوں اکیلے نہیں دیکھ سکتے ہماری خواہش ہے کہ ہمارے پوتے بھی زندگی کو جیئیں نہ کہ گزاریں۔یقین رکھیں ہم آپ کا برا نہیں چاہتے سالار شاہ"

آغا سائیں تھوڑا سختی سے بولے تو سالار موبائل ٹیبل پر رکھتا کرسی کا رخ ان کی طرف موڑ گیا۔

گنجائش نہیں.آپ لوگ ہرگز یہ مت سوچیں کے
میں اُداس یا پریشاں رہتا ہوں ایسا کچھ نہیں
ہے میں اپنی زندگی سے بہت خوش اور
مطمئن ہوں زیادہ تر دن میرا ڈیوٹی پر ہی گزر
جاتا ہے رات کو بس سونے کا ہی وقت بچتا ہے
میرے لیے.تو پلیز آپ لوگ مجھ پر پریشر نہیں
ڈالیں"

وہ سنجیدگی سے انہیں سمجھاتا ہوا بولا تھا.

وہ ان اب کو نہیں سمجھا سکتا تھا کہ منت
کو بھولنا اس کے لیے مشکل ہی نہیں نہ ممکن
ہے.

ساری رات بھی اس کی جاگتے اور اسموکنگ
کرتے گزرتی تھی.

کو اپنی زندگی میں جگہ دیتا۔

"سالار یہ ہمارا پہلا اور آخری فیصلہ ہے کہ اسی مہینے آپ کی شادی ہو گی اور اگر آپ نے ہمارا حکم قبول نہیں کیا تو پھر سمجھ لیجیے گا ہم آپ کے لیے مر گئے"

آغا سائیں دھمکی دیتے ہوئے بولے تو سالار کا دل کیا دیوار میں سر دے مارے۔

"ٹھیک ہے جیسی آپ لوگوں کی مرضی مگر یہ یاد رکھیے گا کہ لڑکی میں اتنی مضبوطی اور طاقت ضرور ہونی چاہئے کہ وہ سالار شاہ کی دی گئی اذیتیں اور زخم سہہ سکے"

وہ غصہ کنٹرول کرتا سرخ چہرے کے ساتھ

پریشان ہو گئے تھے۔

منت کی کھونا ہی ان کے لیے بہت تھا اب وہ جان بوجھ کر اپنی دوسری بیٹی کو تکلیف میں نہیں جھونک سکتے تھے۔

مراد شاہ نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ آغا سائیں نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"ہمیں یقین ہے اپنے پوتے پڑ کہ وہ کسی عورت پر اپنی مردانگی کبھی نہیں دکھائیں گے۔خیر آپ راضی ہیں تو یہ بھی جان لیجئے کے آپ کی شادی سحر مراد شاہ سے ہو گی"

آغا سائیں کی بات پر سالار نے حیرت سے

"یہ کیا مذاق ہے آپ کو لگتا ہے کہ میں اس چھوٹی سی بچی کے ساتھ شادی کروں گا ؟"

وہ بلند آواز میں چلایا تو آغا سائیں اس کی حیرت پر مسکرا دیئے۔

"مذاق نہیں ہے سچ ہے...آپ کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے کہ ہم آپ کی شادی کس سے کریں کیونکہ آپ نے تو بس شادی کر کے لڑکی کو اذیتیں اور زخم ہی دینے ہیں نہ پھر چاہے وہ بچی ہو یا میچور"

وہ اسی کی بات اسی کو لوٹاتے ہوئے بولے تو سالار شیطانی سے مسکرایا۔

ایک ان چاہی بیوی ہو گی اس کے علاوہ کچھ نہیں تو آپ لوگ ہرگز یہ مت سمجھیے گا کہ میں اس سے رحم دلی سے پیش آؤں گا ابھی وقت ہے آپ کے پاس سوچ سمجھ کر فیصلہ کر لیں"

سالار کی بات پر عمان غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میری بہن فالتو نہیں ہے سالار شاہ...اور یاد رہے اسے کچھ بھی کہنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا کہ تمہاری بہن بھائی میری بیوی ہے "

عمان مٹھیاں بھینچتا ہوا غصّے سے بولا تو مراد شاہ نے سخت نظروں سے اسے دیکھا۔

انہیں کسی اور کے لیے ہرگز کچھ نہیں کہیں گے"

مراد شاہ کی سخت آواز پر وہ بمشکل غصّہ قابو کرتا وہاں سے نکل گیا۔

پیچھے ہانیہ کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گے تھے بیشک سالار نے غلط بات کی تھی مگر عمان کو بھی یوں سب کے سامنے ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا نہ۔

وہ کتنی تکالیف برداشت کر رہی تھی اس کے بچے کی خاطر اور اس نہیں کیسے پل میں ہانیہ کی عزت دو ٹکے کی کر دی تھی۔

"سالار بیٹا آپ بغیر کسی وجہ کے ضد کر رہے

تھیں اب حالانکہ وہ اس دنیا سے چلی بھی
گئی ہیں مگر ان کی محبت دیکھیں وہ اب
اپنی دوسری بیٹی کو بھی صرف آپ کی
خوشیوں کی خاطر آپ کو ہی سونپ رہے ہیں۔
تو آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ سحر
کو تکلیف دیں گے"

سلیمان شاہ اسے سمجھاتے ہوئے بولے تھے۔

"بابا سائیں میں جانتا ہوں آپ لوگ میرے لیے
ہی یہ سب کر رہے ہیں مگر آپ یہ بھی تو
سوچیں کے میں یہ نہیں چاہتا اور اگر آپ یوں
زبردستی کریں گے تو مجھ سے بھی اچھے کی
اُمیدِ نہیں رکھیے گا"

"آپ سب پریشاں نہیں ہوں میں جانتا ہوں
انہیں وقتی غصّہ ہے ان کا خود اتر جائے گا
اور یقین رکھیں سالار چاہ کے بھی سحر کو
نقصان نہیں پہنچا سکتے"

آغا سائیں نادیہ شاہ کے فکرمند تاثرات دیکھ
کر بولے اور وہاں سے اٹھ گئے۔

پھر سلیمان اور مراد شاہ بھی ہانیہ کے سر پر
ہاتھ رکھتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

منت اب آنسو بہانے لگی تو نادیہ اور نور شاہ
اس کے پاس ائی تھیں۔

ایک تو آج کل ویسے ہی اس کی طبیعت ٹھیک
نہیں رہتی تھی کیونکہ اس کا آخری مہینہ چل

پہنچائی تھی۔

"بانیہ نہ روئیں میری جان...و صرف غصے میں ہونے کی وجہ سے یہ سب کہہ گئے ہیں نہیں تو آپ جانتی ہیں ناں عمان آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں"

نور بیگم اس کے آنسو صاف کرتی ہیں پیار سے بولیں۔

"مم..مگر مورے..ان کے لیے..میں صرف اتنی اہمیت..رکھتی ہوں کہ ..لالا کی کی گئی بات پر..اُنھوں نے ... کیسے مجھے بیعزت کر دیا"

وہ روتی ہوئی بولی تو نادیہ شاہ نے اسے خود سے لگایا۔

"ماں صدقے اپنی بیٹی کے...بس کریں بانو۔ شوہر کی باتوں سے عزت کم نہیں ہوتی بچے

For more visit (exponovels.com)

سب جانتے ہیں وہ صرف غصے میں تھے اس لیے اتنا بول گئے...آپ یوں مت روئیں پہلے ہی سانس مشکل سے لیتی ہیں آپ"

نادیہ بیگم محبت سے بولیں پھر ان دونوں میں مشکل سے ہی اُسے خاموش کروا کر کمرے میں پہنچایا تھا۔

-----------------------,-----------------

جاری ہے ...

Do Like , Subscribe And Comment

اگلے دن ہی مراد شاہ نے سحر کو بلا کر اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

ان کی بات سن کر وہ تو بلکل فق پڑ گئی تھی۔

نادیہ شاہ بھی کمرے میں موجود نہیں تھیں وہ ہوتیں تو اسے کچھ تو حوصلہ دیتیں۔

وہ مراد شاہ کی بات سن کر کچھ بھی کہے بغیر فوراً ہی روتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی تھی۔

اور اب وہ دروازہ لوک کیے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی آنسو بہا رہی تھی۔

وہ بھلا کیسے منت کے ساتھ ایسا کر سکتی تھی اگلے جہاں منت کو کیا منہ دکھاتی کہ آپ کے مرنے کے بعد میں نے آپ کے شوہر سے شادی کر لی؟

جہاں تک بات تھی سالار شاہ کی تو سحر میں کے بھی یہ نہیں سوچ سکتی تھی۔

وہ تو ہمیشہ سے اسے بڑا بھائی ہی سمجھتی آئی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ بابا سائیں کی ہر گز انکار بھی کر پائے گی مگر وہ اقرار بھی نہیں کر سکتی تھی۔

وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ انہوں نے سالار سے بات کی بھی تھی یا نہیں۔

نادیہ شاہ بھی جان بوجھ کر اس کے کمرے میں نہیں آئی تھیں کیونکہ ان کے پاس اسے سمجھانے کے لیے الفاظ تھے ہی نہیں۔

کہتیں بھی تو کیا؟

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

وہ واقف تھیں کہ سحر جتنا بھی رو دھو لے ہو گا وہی جو آغا سائیں چاہیں گے اور اب تو سالار نے بھی رضامندی دے دی تھی۔

"بھابھی سحر کافی دیر سے کمرے میں بند ہیں کچھ اتا پتا تو کریں رو رو کر طبیعت خراب کر لیں گی وہ اپنی"

نور شاہ نادیہ بیگم سے مخاطب ہوئیں تو انہوں نے ان کی طرف دیکھا۔

"خود ہی ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔ میں جا کر کیا کر لوں گی انہیں آخر میں بھی اپنے بابا کی بات ماننی ہے تو بہتر ہے جلد مان جائیں"

نادیہ بیگم دل پر پتھر رکھ کر بولی تھیں حالانکہ ان کا دل کر رہا تھا کہ اسے سینے میں چھپا لیں۔

جو وہ چاہتی ہے اس کی سن جائے مگر وہ جانتی تھیں کہ ایسا نہیں ہو گا اس لیے ضبط کر رہی تھیں خود کو۔

"ہانیہ نہیں آئیں ابھی تک نیچے؟"

نادیہ شاہ نے ادھر اُدھر نظر دوڑاتے ہوئی کہا کیونکہ روز آنہ صبح عمان اسے نیچے چھوڑ کے ہی آفیس جاتا تھا۔

وہ خود سیڑھیاں نہیں اتر سکتی تھی تو سہارے کی ضرورت ہوتی تھی اسے۔

"ہمم عمان تو کب کے آفیس جا چکے ہیں جانے کیوں نہیں آئیں اب میں کچھ دیر تک جاؤں گی پتہ کرنے"

نور شاہ کی بات پر نادیہ بیگم نے سر ہلایا تھا۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سالار نے شام میں ہی آغا سائیں سے آکر کہا تھا کہ وہ اسی ہفتے کی نکاح کرنا چاہتا تھا اور ساتھ ہی رخصتی بھی لینا چاہتا ہے۔

اس کی بات پر سب ہی پریشان ہو گئے تھے کہاں کل تک وہ مان ہی نہیں رہا تھا اور اب اچانک سے اتنی جلدی کا کہہ رہا تھا۔

"وجہ"

آغا سائیں بلند آواز میں بولے۔

"میں آج ہی اپنا ٹرانسفر کروا رہا ہوں لاہور"

اس کی بات پر نور شاہ تڑپ اٹھیں مگر مردوں کہ بیچ وہ بول نہیں سکتی تھیں اس لیے خاموش ہو گئیں۔

"ہم نے پہلے بھی صرف آپ کی خاطر منت کو خود سے دور کیا تھا سالار شاہ، حالانکہ ہم نے آپ دونوں کا رشتہ اسی لیے ہی کیا تھا کہ ہماری بچی گھر میں ہی رہ جائے مگر آپ انہیں شہر لے گئے اور ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لیکن اب سحر کی دفعہ ہم ایسا ہر گز نہیں کریں گے آپ یا تو اپنا ٹرانسفر نہیں کروائیں اور شادی کر لیں یا سحر کو نکاح میں لے کر ٹرانسفر کروا لیں جب لاہور سے دل بھر جائے تو حویلی آجایئے گا آپ کی بیوی یہیں موجود ہوں گی"

آغا سائیں کی بات پر سالار غصّے سے کھول اٹھا یعنی وہ لوگ بھی اتنے معصوم نہیں تھے کہ ہر بات اسی کی مان لیتے۔

"آغاسائیں کل میں میں کوئی اعتراض کیا آپ کے فیصلے پر؟ نہیں ناتو آب آپ کو بھی میری بات اور اعتراض نہیں ہوناچاہیے اور ہاں اب اگر آپ کو میری بات منظور ہو تب ہی میں ان سے شادی کروں گا ورنہ مجھے کوئی چاہ نہیں ہے"

وہ سنجیدگی سے بولا تو مراد شاہ نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی اور پل میں ہی انہوں میں فیصلہ کیا تھا۔

"ٹھیک ہے جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہی ہوگا سالار۔۔۔ مگر یاد رہے دوسری اور آخری بیٹی سونپ رہا ہوں آپ کو میرا مان مت توڑیے گا"

وہ کہتے ہوئے وہاں سے نکل گئے تو نادیہ شاہ نے افسوس سے انہیں دیکھا تھا۔

"میں واقف ہُوں کہ میری تربیت ایسی نہیں

ہے کہ آپ خود سے جڑی کسی کی امیدیں توڑ

سکیں"

سلیمان شاہ کی بات اور وہ تلخیٔ سے مسکرایا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

یعنی ابھی بھی وہ اس سے اچھے کی اُمید رکھ رہے تھے اگر ان سب کو پتہ ہوتا کہ سالار کے دل میں اب کوئی احساس کوئی جذبہ کچھ بھی باقی نہیں رہا تو وہ سب کبھی بھی سحر کو اس عذاب کی طرف نہیں دھکیلتے۔

سب جا چکے تو نادیہ شاہ صوفے پر بیٹھے سالار کے پاس آئیں۔

"بیٹا میں جانتی ہوں آپ کو منت بہت عزیز تھیں اور آپ کے لیے انہیں بھولنا مشکل ہے۔ مگر سالار اویہ بھی تو دیکھیں کے آپ اپنے بابا سائیں کہ ایک ہی بیٹے ہیں کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نسل یہیں ختم ہو جائے"

نادیہ بیگم اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھتیں ہوئی بولیں تو سالار نے سیل رکھتے رخ ان کی جانب موڑا۔

"نہیں ختم ہو گی بابا یا میری نسل۔۔۔انشاءاللہ ہانیہ ہمارے خاندان کو وارث دے کر نسل بڑھا دیں گی۔ ہانیہ اور عمان دونوں کی رگوں میں وہی خون گردش کر رہا ہے جو ہماری رگوں میں ہے۔۔۔تو پھر نسل کیسے ختم ہو سکتی ہے ان کے بچوں کا بھی تو یہی خون ہو گا چچی"

وہ سنجیدگی سے بولا تو نادیہ شاہ کو حیرت ہوئی تھی یعنی کیا سوچ رکھتا تھا وہ۔

"میں جانتی ہُوں بیٹا کہ وہی خون ہو گا عمان کے بچے کا بھی۔ مگر آپ کا بھی تو حق ہے خوشیوں پر اپنی اولاد اور دوسروں کی اولاد میں بہت فرق ہوتا ہے سالار اور مجھے بتائیں زرہ کہ اس سب میں سلیمان لالا اور بھابھی کا کیا قصور ہے۔ جانتے بھی ہیں بھابھی آپ

کے لیے کتنی پریشان رہتی ہیں۔ سالار یہ مت سمجھیے گا کہ سحر میری بیٹی ہیں اس لیے میں یہ سب کہہ رہی ہوں۔ مگر یاد رکھیے کہ آپ اکیلے ساری زندگی نہیں گزار سکتے۔ آپ کو بھی ایک عورت چاہیے ہو گی جو آپ کو سنبھالے، آپ

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

کا گھر سمبھالے، آپ کے سارے کام کرے، اور سب سے بڑھ کر آپ سے محبت کرے اور جب اسلام میں بھی یہ

جائز ہے تو آپ کیوں اپنی زندگی خراب کرنا چاہتے ہیں"

نادیہ بیگم تفصیل سے اسے سمجھاتی ہوئی بولی تھیں۔

"یہ آپ سب کو لگتا ہے کہ مجھے کے عورت کی ضرورت ہے حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ مگر اب ان باتوں کا کیا

فائدہ چچی اب تو فیصلہ ہو گیا"

وہ کٹھورپن سے بولا تو نادیہ شاہ کے دل کو تکلیف ہوئی تھی۔

" صحیح کہہ رہے ہیں آپ اب ان باتوں کا کیا فائدہ۔۔۔ لیکن سالار سحر کو تکلیف دینے سے پہلے یہ ضرور سوچ لیجئے گا

کہ ہم نے اپنی بیٹی آپ کے حوالے اس لیے نہیں کی کے آپ اسے اذیت دیں اور ہاں کمرے میں جانے سے پہلے

ایک دفعہ بھابھی سے مل لیجئے گا بہت اُداس ہیں وہ"

نادیہ شاہ اپنی بات مکمل کرتیں اٹھ کھڑی ہیں تو سالار نے ایک گہری سانس کھینچی۔

پھر وہ اٹھ کر اپنے باباسائیں کے کمرے میں آیا تو سلیمان شاہ موجود نہیں تھے البتہ نور شاہ بیڈ پر اُداس سی بیٹھی تھیں۔

اسے آتے دیکھ کر ان کا چہرا کھل اُٹھا تھا وہ فوراً سے سیدھی ہو کر بیٹھیں کر اسے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

سالار ان کی پیشانی چوم کر ان کی گود میں

سر رکھتا لیٹ گیا۔

"مورے کیوں پریشان ہیں آپ؟"

وہ تھکاوٹ سے بولا تھا اتنے عرصے بعد ماں کی آغوش میں آکر جو سکون سالار شاہ کو ملا تھا وہ بیان نہیں کے سکتا تھا۔

"خود سوچیں جن ماؤں کے بیٹے یوں چودھویں کے چاند بن کر رہ جائیں وہ بھلا کیسے پریشان نہیں ہوں۔سب کے لئے وقت ہوتا ہے آپ کے پاس سوائے ماں کے لیے حویلی آتے بھی ہیں تو سلام یا حال چال سے زیادہ آپ نے کبھی مجھے مخاطب نہیں کیا۔۔۔جب آپ کی کٹھور باتیں سنتی ہوں تو دل کٹ کے رہ جاتا ہے۔مجھے تو علم بھی نہیں ہوا کہ کب میرے بیٹے اتنے ظالم،اتنے سفاک بن گئے"

وہ اس کے چہرے کو دیکھتیں تکلیف سے بولیں تو سالار نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔

"خدارا مورے مجھ سے ایسی باتیں مت کریں۔میں تو خود نہیں جانتا کہ میں ایسا کیوں بن گیا ہوں۔لیکن قسم لے لیں میں مصروف ہوتا ہوں اس لیے آپ کے پاس نہیں آپاتا مگر اب آپ نے کہہ دیا ہے تو آئندہ احتیاط کروں گا۔میں بہت بکھر گیا ہُوں مورے بہت بکھر گیا ہوں۔۔۔آپ میرے لیے دعا کیا کریں مورے کہ اللہ پاک مجھے سکون عطا فرمائیں"

وہ کہیں اور ہی کھویا ہوا بولا تو نور شاہ تڑپ کے اس اور جھکیں اور اس کی پیشانی چومی۔

"مورے کی ساری دعائیں تو ہمیشہ اپنے سالار کے لیے ہی ہوتی ہیں میرے چاند۔۔۔آپ کو سمیٹنا ہی تو چاہتے ہیں سب میری جان اسی

لیے ہی تو آپ کی شادی کروانا چاہتے ہیں مگر آپ سب کو غلط سمجھتے ہیں"

وہ اسے سمجھاتی ہوئی بولیں مگر سالار کے تاثرات اچانک ہی سخت ہوئے تھے۔

"میں اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا"

وہ سنجیدگی سے بولا تو نور شاہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"اور یہ ٹرانسفر کیوں کروا رہے ہیں آپ اس قدر اُکتا گئے ہیں ہم سے کہ اتنا دور جانے کہا فیصلہ کر لیا"

وہ اچانک یاد آنے پر خفگی سے بولیں تو وہ ان کہ ناراض ناراض چہرے کی دیکھ کر مسکرایا۔

"بھلا کوئی اپنی اتنی پیاری مورے سے اُکتا سکتا ہے کیا؟"

وہ محبت و شرارت سے ان کی طرف دیکھتا بولا تو وہ شرما دیں۔ پھر سالار نے کافی وقت ان کے ساتھ گزارا تھا۔

اور یہ ایک دو گھنٹے اس کی کافی دنوں کی تھکاوٹ کو ذیل کر گئے تھے۔

نادیہ شاہ کے کہنے پر عمان نے سحر کو کافی حد تک سمجھا کر راضی کر ہی لیا تھا۔

وہ بہت دکھی تھی مگر شاید وہ تمام گھر والوں سے ناراض تھی نہ وہ کھانا کھانے نیچے آتی اور نہ ہی باقی سارا دن۔

نادیہ شاہ کھانا کمرے میں پہنچوا دیتیں مگر

وہ خود بھی اس کے پاس نہیں گئی تھیں۔

دوسری طرف ہانیہ کی طبیعت کچھ خراب ہوئی تھی تو عمان اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا تھا۔

ڈاکٹر نے کہا تھا کہ دس دن ہی مزید لگیں گے پھر آپ لوگ خود ہی آجایئے گا ہم ہانیہ کو شفٹ کر لیں گے۔

سب نے سالار کو منانے کی کوشش کی تھی کہ بچہ ہونے کے بعد چلے جانا آپ دونوں مگر اس نے انکار کر دیا تھا کہ وہ پھر کبھی آجائیں گے۔

"بیٹا ہانیہ کی حالت دیکھی ہے آپ نے وہ چل بھی نہیں سکتیں۔۔۔وہ کیسے منیج کریں گی آپ کی شادی پر"

مراد شاہ کی بات اور سالار ان کی طرف دیکھتا کسی سے اٹھا اور کرسی کی بیک سے

اپنی شال اٹھا کر کندھوں پر پھیلائی۔

"چاچو کوئی خاص فنکشن نہیں ہونا جو ہانیہ مس کر دیں گی سادگی سے نکاح اور رخصتی ہی ہونی وہ بیٹھ کر بھی دیکھ سکتی ہیں"

وہ بھی سالار تھا اپنی بات سے ہٹنا اس کی فطرت میں ہی نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے جیسی آپ کی مرضی"

آغا سائیں نے بات ہی ختم کی تو سالار سر کو جنبش دیتا باہر کو نکل گیا۔

"سحر سے بات کی آپ لوگوں نے؟"

آغا سائیں کے پوچھنے پر عمان نے سر اثبات میں ہلایا۔

"کی آغا سائیں میں نے بات کر لی ہے اور وہ مان بھی چکی ہیں"

اس کے جواب پر وہ مطمئین ہوئے تھے۔

"شاہ سائیں کسی کو بلانا نہیں کو نکاح میں؟"

نادیہ شاہ کمرے میں داخل ہوئیں اور مراد شاہ سے کچھ فاصلے پر بیڈ اور بیٹھتیں پوچھنے لگیں۔

"نہیں کسی کو نہیں بلانا سالار کوئی جھنجھٹ نہیں چاہتے"

وہ سنجیدگی سے انہیں سالار کی خواہش کے

مطلق بتانے لگے تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"سحر سے بات ہوئی آپ کی؟"

وہ اچانک ہی یاد آنے پر ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تھے۔

"نہیں ابھی تک تو میں گئی بھی نہیں ان کے پاس وہ بھی کافی دنوں سے نیچے نہیں آرہیں۔اب سوچ رہی ہوں آج جاؤں گی"

ان کی بات پر مراد شاہ فکر مند ہوئے۔

"وہ تو بچی ہیں آپ کو ہی جانا چاہیے تھا نہ۔۔۔اب جائیں پہلے ان سے مل آئیں کل تو ویسے بھی انہوں نے چلے جانا ہے"

For more visit (exponovels.com)

وہ کہتے ہوئے اٹھ کے باہر کی طرف بڑھے تو نادیہ بیگم بھی سحر کے کمرے کی طرف آئیں۔

انہوں نے دروازہ کھولا تو سامنے وہ سوجی آنکھوں اور سرخ چہرے کے ساتھ بیڈ پر تکیے کو خود میں بھینچ کر لیٹی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ قدم لیتیں اس تک آئیں اور اس کے بلکل پاس بیٹھ گئیں۔

انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اس کی پیشانی سے بال سمیٹ کے ایک طرف کیے تو اُس نے ان کی جانب دیکھا۔

کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں شکوہ، شکایت، ناراضگی، دکھ، اذیت۔۔۔۔

نادیہ شاہ زیادہ دیر اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ پائی تھیں ایک تو اس کی آنکھیں بلکل منت جیسی تھیں تو انہیں منت کی یاد ستانے لگتی تھی اور دوسرا انہیں افسوس ہو رہا تھا

کہ وہ کیوں نہیں آئیں پہلے۔

"کیا ہوا میرے بچے کو ایسے کیوں لیٹی ہیں"

وہ محبت سے بولیں جبکہ نہ چاہتے ہوئے بھی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔

"مورے۔۔۔مجھے سالار لالا سے شادی نہیں کرنی"

وہ اٹھتی ہوئی ان سے لپٹتی اذیت ناک لہجے میں بولی تو انہوں نے بے بسی سے ایک نظر اس کے بالوں کو دیکھا پھر اس کی کمر کے گرد مضبوطی سے حصار باندھ لیا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

"کیوں میری جان۔۔۔آپ جانتی ہیں ناسالار بہت اچھے ہیں۔وہ آپ کا بہت خیال رکھیں گے"

وہ اس سے زیادہ خود کو تسلی دیتی ہوئی بولیں تو سحر نے ان کے سینے میں چہرہ چھپائے ہی نفی میں ہلایا۔

"نہیں مورے۔۔۔مجھے پھر بھی ان سے شادی نہیں کرنی۔وہ منت کے شوہر ہیں میں کیسے۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔اور میں انہیں بلکل مان لالا کی طرح سمجھتی ہُوں۔تو پلیز آپ لوگ ایسے نہیں کریں"

اب با قاعدہ وہ روتی ہوئی بولی تو نادیہ شاہ نے اسے خود سے الگ کرتے اس کہ چہرہ اپنے دوپٹے سے پونچھا۔

"بیٹا منت اب جا چکی ہیں اس دنیا سے اور آپ نے دیکھا ہے نہ سالار کو کتنے اکیلے رہنے لگے ہیں وہ۔۔۔تو کیا آپ نہیں چاہتیں کے آپ ان کی زندگی میں داخل ہو کر ان کی ہر پریشانی ان سے دور کر دیں۔۔۔ان کی زندگی خوشیوں سے بھر دیں۔سحر آپ یہ تو بلکل مت سوچیں میری جان کے آپ منت کا حق لے رہی ہیں۔آپ صرف ایک اچھی بیٹی ہیں جو اپنے بابا کے فیصلے کو بغیر کسی تردد کے دل سے قبول کرتی ہیں۔"

وہ اس کی گال سہلاتیں ہوئی بولیں تو سحر نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔

"مورے۔۔۔سالار لالا مجھ سے بہت نفرت کریں گے۔۔۔۔وہ مجھے مار دیں گے۔۔کیُونکہ میں۔۔میں منت کی جگہ لے رہی ہوں۔۔۔"

اسے یاد آیا کہ کل رات اس نے سوچا کہ وہ نیچے جا کر سب کے ساتھ کھانا کھائے مگر جیسے ہی وہ کمرے سے نکلی سامنے ہی سالار شاہ گیلری میں کھڑا فون اور کسی سے بات کر رہا تھا۔

اور اس نے اس قدر نفرت بھری نظروں سے سہر کو دیکھا تھا کہ وہ ڈر کر واپس کمرے میں بھاگ آئی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

تب سے وہ یہی سوچ سوچ کر پریشان تھی کہ سالار کے ساتھ بھی زبردستی کی جارہی ہے وہ بھی یہ شادی نہیں چاہتا۔

اس کی بات پر نادیہ بیگم کے دل میں ٹیس اٹھی مگر کیا کر سکتی تھیں۔

"نہیں میری جان۔۔۔سالار کیوں آپ سے نفرت کریں گے وہ تو آپ کو بہت محبت دیں گے اور آپ ہر گز منت کی جگہ نہیں لے رہیں منت نہیں ہے اب اس دنیا میں۔بیشک شروع شروع میں ممکن ہے سالار آپ سے اچھا رویہ مت رکھیں مگر میں جانتی ہوں میری بیٹی اتنی پیاری ہیں کہ وہ خود بہ خود موم ہو جائیں گے"

وہ واقعی اپنی دل کی بات بولی تھیں۔

جانتی تھیں مرد جتنا بھی مضبوط،پتھر دل اور کٹھور ہو عورت کے وجود کی کشش اسے موم کر ہی دیتی ہے۔

"آپ کوئی ٹینشن مت لیں انشاءاللہ سب بہتر کریں گے۔۔۔آپ خود کی تیار رکھیں ہفتے کو نکاح ہے آپ کا۔۔۔میری اتنی کھلکھلاتی بیٹی کیسے مرجھا گئی ہیں ہمم"

نادیہ بیگم محبت سے کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں تو سحر نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

"آجائیں کچھ ڈر نیچے سب کے ساتھ بیٹھیں۔۔۔ہانیہ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تو ان کہ دل بہلائیں کچھ دیر"

وہ جاتے جاتے یاد آنے پر پلٹ کر بولیں۔

"جی اچھا میں آتی ہوں کچھ دیر تک آپ جائیں"

وہ دھیما سا مسکرا کر بولی تو نادیہ شاہ بھی مسکرا کر باہر کی طرف چلی گئیں۔

آج اپنی ماں سے ہر بات شیئر کر کے وہ خود کی ہلکہ ہلکہ محسوس کر رہی تھی جیسے کوئی بوجھ اتر گیا ہو۔

کل ان دونوں کا نکاح اور رخصتی تھی تو آج حویلی میں تیاریاں چل رہی تھیں۔

سارے ملازم بھاگ دوڑ میں لگے تھے۔

سحر بہت پریشان اور دکھی تھی مگر وہ خاموش تھی۔

ہانیہ کی طبیعت بلکل ٹھیک نہیں تھی صبح سے وہ روئے جا رہی تھی کہ اس کے پیٹ اور کمر میں دردیں اٹھ رہی تھیں۔

سب ہی اس کے پاس موجود تھے سحر بھی بیڈ پر اس کا ہاتھ تھام کر بیٹھی سہلارہ تھی۔

عمان بھی ایک طرف اذیت سے ہونٹ بھینچے کھڑا بے بسی سے ہانیہ کو دیکھ رہا تھا۔

نادیہ بیگم اسے زبردستی گرم دودھ پلا رہی تھیں۔

عمان نے ڈاکٹر کو کال کی تو ان کا کہنا تھا کہ یہ نارمل ہے اب تین چار دن رہ گئے ہیں تو اتنی تکلیف تو ہو گی ہی۔

آغا سائیں اور مراد شاہ کسی کام سے شہر گئے ہوئے تھے تو وہ دونوں یہاں موجود نہیں تھے۔

سالار شاہ بھی بہن کی تکلیف میں دیکھ کر بہت پریشان سا کھڑا تھا۔

مگر وہ یہ نہیں سوچ سکا تھا کہ وہ خود تو کسی کی بہن کو تکلیف دینے کے ارادے کیے بیٹھا ہے اور اپنی بہن کو یوں دیکھ کر کیسے تڑپ اٹھا تھا۔

"سکینہ جاؤ ہانیہ کے لیے سوپ بنا کر لاؤ فوراً"

نور شاہ آگے ہو کر ہانیہ کا سر اپنی گود میں رکھتیں ایک طرف دروازے میں کھڑی سکینہ سے بولیں تو وہ تیزی سے نیچے کی طرف بھاگی۔

"مم۔۔ مورے۔۔۔۔۔ مورے۔۔۔ مجھے بہت۔۔۔۔ درد۔۔ ہو رہا۔۔ ہے"

ہانیہ سحر کا ہاتھ سختی سے جکڑتی روتی ہوئی نور شاہ سے بولی تو انہوں نے اس کے ماتھے پر پیار کیا۔

"اللہ سے دعا کریں میری بچی کہ وہ آپ کی تکلیف میں ازالہ کرے وہ ضرور آپ کی دعا سنے گا۔۔۔"

نور بیگم محبت سے ان کے بال سہلاتی ہوئی بولیں۔

سلیمان شاہ جو صوفے اور بیٹھے تھے اٹھ کر ہانیہ کے پاس آئے۔

جب سے کافی سارے نوٹ وار کر ایک طرف رکھے۔

"یہ کسی ملازمہ سے کہہ کر وقاص (ملازم) تک پہنچوا دیجئے گا وہ گاؤں کے کچھ غریب لوگوں کی صدقہ کے طور دے آئیں"

وہ ہانیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے نور شاہ سے کہتے باہر کی طرف بڑھ گئے۔

سالار کا بھی اچانک فون بجا تو وہ بھی ہانیہ کے پاس آیا اور اس کی پیشانی چوم کر باہر

نکل گیا۔

"عمان آئیں آپ انہیں سنبھالیں ہم سب نیچے جاتی ہیں۔۔۔کچھ دیر تک میں سکینہ کو بھیجوں گی وہ ان کی مالش کر

دے گی ممکن ہے کچھ آرام آجائے انہیں"

نادیہ بیگم کہتی ہوئی اٹھیں کیونکہ ان کا خیال تھا کہ شاید عمان اسے سمبھال لے گا۔

وہ سب نیچے کی طرف چلی گئیں تو عمان آہستہ سے چلتا اس کے پاس آیا اور ایک کہنی تکیے پر رکھتا۔

اس کی طرف کروٹ کے کر لیٹ گیا ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے آہستہ اہستہ اس کے پیٹ کو سہلانے لگا۔

"مان۔۔۔مجھ سے۔۔ب۔۔برداشت۔۔۔نہیں ہو۔۔۔رہا"

وہ اپنے پیٹ کو سختی سے جکڑتی ہوئی بولی

تو عمان نے اس کی طرف دیکھا۔

"ہنی۔۔۔آپ سوچیں بھی مت کہ آپ کو کہیں تکلیف ہے۔انشااللہ میری جان ابھی ٹھیک ہو جائیں گی"

وہ محبت سے بولا تو ہانیہ نے اثبات میں سر ہلایا مگر کچھ دیر بعد ہی اس کی آہ نکلی تھی۔

عمان کو اب دکھ ہو رہا تھا کہ اس کی وجہ سے اس بیچاری کو اتنی تکلیف سہنی پڑ رہی تھی۔

"ماں۔۔۔میں۔۔میں آپ کو بتا۔۔رہی ہوں۔۔۔اس کے بعد۔۔۔۔۔آپ کوئی۔۔بے بی۔۔پلین۔۔نہیں کریں گے۔۔۔میں۔۔۔میں۔۔آپ سے۔ناراض۔۔ہو۔۔جاؤں گی۔۔اگر۔دوبارہ۔۔۔آپ نے ایسا۔۔سوچا بھی تو"

وہ روتی ہوئی بولی تو عمان اس کے اوپر جھکتا اسے خود میں بھینچ گیا۔

" کبھی نہیں۔۔ کبھی بھی نہیں دوں گا اپنی جان کو اتنی تکلیف۔جیسا میری زندگی میری میٹھی سی ہنی کہیں گی وہی ہو گا"

وہ اسے تسلی دیتا شدت بھرے لہجے میں بولا تو وہ اس کے سینے پر چہرہ ٹکاتی آنسو بہانے لگی۔

"اچھا چندہ اب بس کریں اتنا روئیں گی تو مزید تکلیف ہو گی۔آپ مجھے بتائیں نام کیا سوچا ہے آپ نے ہمارے بے بی کا"

عمان اسے واپس لٹا کر محبت سے بولا تھا اس کہ مقصد بات بدلنا تھا اور ہوا بھی یہی تھا۔

آہستہ آہستہ ہانیہ اس کی باتوں میں لگتی گئی تو اس کے درد میں بھی کمی آ گئی تھی۔

پھر ملازمہ سوپ لائی تو عمان نے اسے سہارا

دے کر بٹھایا اور سوپ پلایا تھا۔

نادیہ بیگم کی کال آئی تھی کہ سے ملازمہ کو مالش کے لیے بھیجیں تو عمان نے انکار کر دیا تھا۔

ایک توہانیہ کی تکلیف اب پہلے سے کم تھی دوسرا وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ کوئی عورت بھی اس کی بیوی کا جسم دیکھے یا اسے ہاتھ لگائے۔

کچھ دیر پہلے ہی سحر نے اپنے تمام جملہ حقوق سالار شاہ کے نام کیے تھے۔

نکاح سادگی سے لاؤنج میں ہی طے پایا تھا۔

سحر نے ہلکے سے کام والا مہروش پاؤں تک جاتا فراک پہنا اور سر پر بھی سادگی سے دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔

میک اپ کے نام پر اس کا ارادہ کچھ کرنے کا نہیں تھا مگر نور اور نادیہ شاہ نے کہا تھا کہ بیشک مہمان کم آرہے ہیں۔

مگر دیکھنے والے کچھ غلط نہ سوچ لیں اس لیے اس نے ہلکی سے پیچ لپسٹک اور مسکارا ہی لگایا تھا بس۔

وہ سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی مگر سالار شاہ نے تو ایک کے بعد دوسری نظر بھی اس پر ڈالنی ضروری نہیں سمجھی تھی۔

جب ان دونوں کے نکاح کی بات اقراء شاہ کو پتہ چلی تو ایک بہت مایوس ہوئی تھیں۔

وہ حویلی بھی ناراض ناراض سی آئی تھیں

کہ انہوں نہیں ہمیشہ سے ہی سحر کو افراہیم کے لیے سوچ رکھا تھا۔

ان کی خواہش جب سالار کو پتہ چلی تو اسے وہ دن یاد آیا تھا جب افراہیم نے سحر سے بدتمیزی کی تھی۔

لال حویلی　　دی بیسٹ ناولز

اس کا خون کھول اٹھا تھا کہ اگر سحر کا رشتہ اس سے نہ ہوتا تو یقیناً اس کے آغا سائیں زبردستی بھی سحر کو افراہیم کو ہی سونپتے آخر اکلوتی بیٹی کا اکلوتا بیٹا تھا۔

بیشک سالار کو سحر اب بلکل بھی اچھی لگ رہی تھی مگر تھی تو اس کے خاندان کی اس کی عزت۔

بیشک وہ خود اسے زندہ ہی جلا دے کسی اور کو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ اس کی بیوی کو دیکھے بھی صحیح۔

اور افراحیم نے جو کچھ کیا تھا وہ تو پھر بد تمیزی کی آخری حد تھی۔

سالار جانتا تھا سحر معصوم ہے اس لیے اس نے تب سحر کو کچھ نہیں کہا تھا۔

مگر اب جانے کیوں اسے سحر بھی غصّہ آ رہا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ کہتا تھا باہر کے لوگوں سے ان کے گھر کی عورتیں پردہ پریں۔

وہ کرتی تو تھیں مگر اقراء شاہ کے شوہر اور بیٹے سے نہیں کرتی تھیں وہ بھی صرف کے صرف آغا سائیں کی وجہ سے کیونکہ انہیں یہ منظور نہیں تھا کہ ان کے نواسے کو غیروں جیسا سمجھا جائے۔

افرہیم تو آج غم و غصے کے باعث آیا ہی نہیں تھا اقراء شاہ اپنے شوہر کے ساتھ آئیں تھیں

اور اب ان کے شوہر نکاح ہوتے ہی جا چکے تھے۔

وہ بھی منہ پھلا کر ایک طرف بیٹھی تھیں نہ کسی سے بات کر رہی تھیں اور نہ ہی کسی رسم میں شامل ہو رہی تھیں۔

ہانیہ کو عمان اٹھا کر نیچے لایا تھا اور اب وہ اسی کے آسرے سے صوفے پر بیٹھی تھی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سحر اور سالار کو ایک صوفے پر ساتھ بتایا گیا تھا اس وقت دونوں کے تاثرات میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

سالار بے زاری سے بیٹھا تھا کہ کب یہ بے تکی رسمیں ختم ہوں اور وہ یہاں سے جائے۔

جبکہ سحر مشکل سے ہی آنسو باہر آنے سے روک رہی تھی وہ ہر گز سالار شاہ کے ساتھ لاہور نہیں جانا چاہتی تھی۔

مگر ہائے رے قسمت اسے جانا ہی تھا۔

رخصتی کا وقت آیا تو بھی سحر کا ایک آنسو بھی نہیں گرا تھا۔

سب ہی خوش ہونے کے بجائے پریشان ہوئے تھا کہ وہ کیوں نہیں رو رہی وہ لوگ یہ نہیں چاہتے تھے کہ سحر نہ روئے اور خود کو پتھر دل بنالے۔

وہ تو چاہتے تھے بیشک وہ رولے مگر اپنا غم وغصّہ تو نکال لے۔

سحر کی سب ملے تھے مراد شاہ بھی واپس اس چکے تھے تو انہوں نے بھی اسے بہت پیار کیا تھا۔

سالار کو اس وقت منت کی یاد ائی تھی کہ جب اس کی رخصتی ہوئی تھی تو وہ کا طرح روتی تھی۔

کیسے وہ مراد شاہ کو جکڑ گئی تھی اور وہ اس کے ساتھ آنے سے بار بار انکار کر رہی تھی رو رہی تھی مگر وہ اسے لے کر ہی گیا تھا۔

کاش وہ اسے اپنے ساتھ لے کر نہ گیا ہوتا۔

کاش۔۔۔۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سحر آکر ہانیہ سے بھی ملی تو اس نے اس کے ماتھے پر پیار کرتے اسے بہت سی دعائیں دی تھیں۔

وہ سمجھ سکتی تھی سحر کی حالت مگر کیا کر سکتی تھی اب تک سب کچھ ہو چکا تھا۔

پھر سب کی دعاؤں کے حصار میں وہ سالار کے ہمراہ حویلی سے نکلتی چلی گئی تھی۔

ان دونوں نے یہاں سے اسلاماباد جانا تھا کیونکہ وہ ان کے گاؤں سے قدرے قریب تھا۔

پھر اسلاماباد کے ایئرپورٹ میں ان کی فلائٹ تھی جو لاہور جانی تھی۔

سالار کو گورنمنٹ کی جانب سے وہاں بھی بنگلہ، گاڑی اور پانچ ملازم فراہم کیے گئے تھے۔

مگر سالار اپنی ایک گاڑی اور چار گاڑیوں سمیت بارہ گارڈز بھی ساتھ لے کر جا رہا تھا۔

سارا سفر خاموشی میں ہی کٹا تھا سالار اپنے موبائل میں گم رہا تھا اور سحر شیشے سے باہر دیکھنے میں۔

وہ بہت حیران تھی کہ آج تک جس شخص کو وہ لالا کہتی آئی ہے اب اچانک سے رشتہ کیسے بدل چکا تھا۔

۔

۔

۔

اسلاماباد پہنچ کر ان دونوں نے ایک اچھے سے ہوٹل سے کھانا کھایا اور پھر وہ جہاز میں سوار ہوئے۔

انہیں اسلاماباد سے لاہور اور پھر لاہور سے اپنے گھر پہنچنے تک پانچ گھنٹے لگے تھے۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

وہ کاوقت گھر پہنچے تب رات کے ایک بج رہے تھے۔

انہوں نے گھر کا تفصیلی جائزہ نہیں لیا تھا مگر جتنا سحر نے گھر دیکھااسے گھر بہت بہت پسند آیا تھا۔

اس نے باقی جائزہ صبح لینے کاارادہ کیا کیونکہ ابھی وہ بہت تھک چکی تھی۔

وہ سیکنڈ فلور پر ائے تو سالار ایک کمرے کادروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

سحر کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کدھر

جائے۔

سالار کے پاس جاتی تو یقیناًوہ اسے بیعزت کر کے کمرے سے نکال دیتا۔

مگر پھر بھی وہ اسی کمرے میں آئی تھی کیونکہ دروازہ ابھی لوک نہیں کیا گیا تھا۔

وہ اندر آئی تو سالار بیڈ پر بیٹھا اپنے بوٹ اُتار رہا تھا۔

"مم۔۔میں کدھر۔۔جاؤں؟"

وہ انگلیاں چٹخاتی نظریں جھکا کے آہستہ آواز میں بولی تو سالار نے نظریں اٹھا کر نفرت سے اسے دیکھا۔

"اس بکواس کا مقصد ہاں۔۔۔تمہیں اتنا بھی نہیں پتہ کہ میاں بیوی ایک ہی کمرے میں رہتے ہیں۔پھر چاہے ان میں نفرت ہی یا محبت"

اس نے آخری لفظ کہا تو اسے کی انکھوں میں منت کا عکس آیا تھا۔

اس کے اس قدر نفرت بھرے سخت الفاظ سن کر تو سحر کا سانس ہی سینے میں اٹک گیا۔

اب ایک کرتی تو کیا کرتی اس کے پاس سوتی تو جانے وہ کیا کرتا اور نہ سوتی تو ممکن تھا پھر سے غُصہ ہو جاتا۔

مگر وہ ہمت کرتی بیڈ تک آئی کیونکہ سالار اب بیڈ سے اٹھتا سوٹ کیس میں سے اپنے کپڑے لے کر واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ جلدی سے بیڈ پر لیٹی اور کمبل کو اچھے سے خود پر پھیلا کر آنکھیں سختی سے بند کر گئی۔

حالانکہ دل کر رہا تھا کہ وہ نہا کر کپڑے بدلے مگر اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ سالار شاہ کی نفرت بھری نظریں مزید خود پر برداشت کرے۔

وہ یہ بھی تو سوچتا کہ اس سب میں اس کی کوئی مرضی نہیں تھی اس کے ساتھ بھی زبردستی کی گئی تھی۔

اس کے رویئے کو یاد کرتے بند آنکھوں سے بھی سحر کے دو آنسو ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہوئے تھے۔

اسے اپنی مورے کی باتیں یاد آئی تھیں کہ انہوں نے کہا تھا وہ شروع شروع میں اچھا رویہ بھی رکھے گا مگر کچھ وقت بعد بہتر ہو جائے گا۔

سحر بھی خود کو تسلی دیتی نیند کی وادیوں میں گم ہوتی چلی گئی۔

سالار باہر آیا تو ایک بے زار نظر اس پر ڈالتا وہ بھی اپنی طرف لیٹ گیا تھا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

صبح کے پانچ بجے سالار شاہ کا لگایا الارم بجا تو اس کی نیند ٹوٹی تھی۔

اس نے الارم بند کیا اور پھر دونوں ہاتھ بالوں میں پھیرتے کچھ سوچنے لگا۔

کچھ دیر یونہی اوزاری سے لیٹے رہنے کے بعد وہ کمبل خود سے ہٹاتا بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ابھی وہ واشروم کی طرف بڑھتا کہ اس کی نظر بیڈ پر پڑے وجود پر گئی تھی۔

وہ تو بھول ہی چکا تھا کہ سحر بھی اسی کے ساتھ تھی۔

اسے دیکھتے ہیں سالار کی آنکھیں سرخ ہوتیں قہر برسانے لگیں۔

یعنی اس کا سکون برباد کر کے کتنے آرام سے سوئی ہوئی تھی وہ۔

سالار نے تیزی سے قدم اس کی طرف لیے کے قریب آکر جھٹکے سے کمبل کھینچ کے اس سے علیدہ کیا۔

اس نازک سے وجود نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں تو سامنے سالار کو غصّے میں خود کو گھورتے پا کر وہ خوفزدہ ہوتی فوراً سے اٹھ بیٹھی۔

مگر جب نظر اپنے وجود پر گئی تو اس کا دل کیا شرم سے ڈوب مرے۔

گلے سے قمیض ٹھیک کرتے اس نے فوراً

سے بیڈ سے دوپٹا اٹھا کر اپنے گرد لپیٹا۔

"کک۔۔کیا ہوا؟"

وہ اسے ابھی بھی خاموشی سے خود کو

گھورتا محسوس کر کے آہستہ آواز میں بولی۔

سالار نے نفرت سے اس کے معصوم چہرے کو دیکھا تھا اسے اس وقت اس چہرے کے پیچھے مکاری دکھ رہی تھی۔

"یہ میرا گھر ہے اور تم یہاں رہتی ہو تو تمہیں میرے قوانین کے حساب سے ہی رہنا ہے نہ کہ اپنے اس آلسی پن کے ساتھ۔اٹھو وضو کر کے نماز ادا کرو۔آج تو میں نے اٹھا دیا ہے کل سے تم خود اس وقت اٹھ جانا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"

وہ دھمکی دیتا بولا اور خود کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"یااللہ بچ گئی"

وہ سینے پر ہاتھ رکھتی اپنی پتھلی دھڑکنوں کی سمبھالنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی۔

پھر اس کا حکم یاد آنے پر جلدی سے اٹھتی واشروم میں وضو کرنے گئی۔

بات یہ نہیں تھی کہ پہلے کبھی اس نے نماز نہیں پڑی تھی۔

بس اس کی نیند وقت پر نہیں کھلتی تھی تو پہلے منت اور اس کے بعد نادیہ شاہ ہی اسے صبح نماز کے لیے جگاتی تھیں۔

وہ نماز ادا کر کے دوبارہ سو گئی تھی البتہ سالار کپڑے بدل کر لون میں ایکسر سائز کے لیے جا چکا تھا۔

اس نے کل سے پھر جوب پر جانا تھا اور دوسری طرف سب کا اسرار تھا کہ وہ بزنس کو بھی دیکھے۔

تو اس لیے اسے آج بزنس کی کچھ ٹیپس کے لینے اپنے ایک دوست سے بھی ملنے جانا تھا۔

وہ ایکسرسائز کر کے کمرے میں آیا تو ناگواری سے اسے پھر سے سوتے دیکھا۔

دل تو کیا اٹھا کے اسے سوئمنگ پول میں پھینک ائے کہ محترمہ کی ساری نیندیں اڑ جائیں۔

مگر اگر وہ سر جھٹکتا اپنے کپڑے لیے واشروم میں گیا اور شاور لے کر وہ باہر آیا تھا۔

بال اچھے سے بنا کر اس نے کافی سارا پرفیوم خود پر چھڑکا اور ایک اچٹکتی سی نگاہ اس اور ڈال کر وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔

آج سالار اور سحر کو حویلی سے گئے تین دن ہو چکے تھے۔

نادیہ شاہ دن میں پانچ بار تو ضرور سحر سے بات کرتی رہی تھیں۔

ابھی تک تو اس نے کوئی شکوہ نہیں کیا تھا سالار کے مطلق اس لیے نادیہ بیگم قدرے مطمئین تھیں۔

مگر رات سے ہانیہ کی طبیعت بہت خراب تھی۔

وہ سنبھلنے میں ہی نہیں آ رہی تھی۔

عمان بھی بہت پریشان تھا ساری رات ان سب نے جاگ کر گزاری تھی۔

صبح ہی عمان نے ڈاکٹر کو کال کر کے اس کی

حالت بتائی تو انہوں نے کہا تھا آپ آج ہی آ جائیں شاید آپریشن آج یہ کل میں ہی ہو جائے۔

اب ساری پیکنگ ہو چکی تھی، پیکنگ سے مراد ہانیہ کے کچھ کپڑے اور ضرورت کی دوسری چیزیں۔

ہانیہ اب آنے والے وقت کا سوچ کر ہی ڈر رہی تھی عمان نے اس کا دل بہلانے کی بہت کوشش کی تھی۔

مگر وہ اس کی ایک بات بھی نہیں سن رہی تھی۔

جب اس سے ملنے مراد شاہ، سلیمان شاہ اور اغا سائیں ائے تو اسے روتا دیکھ کر ان تینوں نے اسے محبت سے خاموش کروایا تھا۔

مراد شاہ کی خوشی تو ان دنوں دیکھنے والی

تھی، دادا بننے کی خوشی میں انہوں نے ایک مرتبہ پھر پورے گاؤں میں مٹھائی اور غریبوں میں راشن بھجوایا تھا۔

سلیمان شاہ نے سالار کو کال کر کے کہا تھا کہ وہ سحر کو لے کر گاؤں آ جائے چاہے صرف ایک دن کہ لیے ہی صحیح مگر بھانجے کو دیکھ تو لے۔

جس پر سالار نے کہا تھا کہ وہ مصروف ہے تو ممکن نہیں۔

نادیہ بیگم نے سحر کو بھی بتایا تھا کہ ہم آج ہاسپٹل جا رہے ہیں ہانیہ کا آپریٹ بھی ہو سکتا ہے آج۔

تو اس نے بغیر کچھ کہے کال کاٹ دی تھی، وہ بھی بھتیجے کو دیکھنے کے لیے تڑپ رہی تھی مگر سالار کی وجہ سے مجبور تھی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

نادیہ شاہ کا دل جیسے کٹ کر رہ گیا تھا انہیں یاد تھا کہ وہ کتنی خوش تھی عمان اور ہانیہ کے بچے کے لیے۔

اس نے تو کہا تھا بچے کو سب سے پہلے گود بھی وہ لے گی، اسے سب سے پہلے کس بھی وہ کرے گی اور اس کا نام بھی وہی رکھے گی۔

مگر قسمت کی ستم ظریفی کچھ یوں تھی کہ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

عمان، ہانیہ، اور نادیہ بیگم ہی فلحال ہسپتال جا رہے تھے۔

اگر ڈاکٹر آج آپریٹ کا کہہ دیتیں تو نور شاہ بھی سلیمان شاہ کے ساتھ چلی جاتیں۔

وہ بھی اس موقع اور بیٹا اور بہو کو نہ پا کر دکھی تھیں مگر سالاران کی کال ہی نہیں پک کر رہا تھا۔

آغا سائیں نے ان سے کہا تھا کہ وہ ہانیہ کے کچھ کپڑے گاؤں کی ضرورت مند عورتوں کو بھجوا دیں بدلے میں انہیں ہانیہ کے لیے دعا کا کہا جائے۔

تو وہ اوپر ہانیہ کے کمرے میں چلی آئیں تاکہ اس کے کچھ کپڑے نکال کر ملازمہ کو دے سکیں۔

"مسٹر عمان شاہ آپ کی وائف آپریٹ کے لیے

بلکل پرفیکٹ حالت میں ہیں تو ہمیں آج ہی آپریٹ کرنا چاہیئے۔۔۔آپ جا کر انہیں کسی طرح ریلیکس اور مینٹلی پریپیر کرنے کی کوشش کریں تاکہ ڈیورنگ آپریشن انہیں کوئی سٹریس ڈسٹرب نہیں کرے۔میں ڈاکٹرز سے بات کرتی ہُوں"

ڈاکٹر نے ہانیہ کو چیک کر کے عمان کی اپنے کیبن میں بلایا تھا تاکہ کھل کر اس سے بات کر پائیں۔

ان کی بات پر عمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ڈاکٹر پرابلم یہ ہے کہ ہانیہ بہت خوفزدہ ہیں۔میں انہیں کافی سمجھا چکا ہوں مگر وہ مینٹلی سٹریسڈ ہیں۔"

عمان نے فکرمندی سے کہا تو ڈاکٹر اس کی پریشانی پر دھیما سا مسکرا دیں۔

"اٹس آل رائٹ مسٹر۔آپ پریشان مت ہوں اس موقع پر ہر لڑکی کی فیلنگز یہی ہوتی ہیں۔بہر حال آپ سے جتنا ہو سکے انہیں پرسکون کرنے کی کوشش کریں باقی ہم دیکھ لیں گے"

انہوں نے نرمی سے اسے تسلی دی تو وہ سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ کمرے میں آیا تو ہانیہ نادیہ شاہ کا ہاتھ تھامے لیٹی تھی جبکہ اس کا وجود آف وائٹ کمبل میں چھپا تھا۔

چہرہ سوجا سوجا سا تھا اور ممتا کے احساس سے چہرے پر اس قدر گلابی پن تھی کہ عمان کو وہ بہت پیاری لگی۔

اگر نادیہ بیگم کمرے میں نہیں ہوتیں تو یقیناً وہ کوئی گستاخی کر گزرتا۔

"ماں کیا کہا ڈاکٹر نے آپ سے؟"

اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ وہ فوراً بےچینی سے بولی تو عمان اذیت سے ہونٹ بھینچ گیا۔

اس کے بس میں ہوتا تو وہ ہانیہ کی ساری تکلیفیں خود پر جھیل لیتا مگر یہ ممکن نہیں تھا۔

"کچھ ہی دیر میں آپریٹ ہے آپ کا میں چاچو کو بتادوں تاکہ وہ لوگ بھی آجائیں"

اس نے کہتے ساتھ ہی سیل نکال کر سلیمان شاہ کو کال کی اور ان سب کو آنے کا کہہ کے وہ بھی ہانیہ کی بیڈ کے قریب رکھے صوفے پر آکر بیٹھا۔

"تائی۔۔۔پلیز ابھی نہیں۔۔ مم۔میں"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے نادیہ شاہ کو دیکھتی بولی تھی۔

"ہانیہ آپ یونہی پریشان ہو رہی ہیں بچے۔۔۔آپ کی مورے اور میں نے بھی تو آپ لوگوں کو پیدا کیا ہے چندہ۔۔۔یقین کریں آپ کو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ہاں ذرا تکلیف ہوگی مگر ہم اپنی گڑیا کا بہت خیال رکھیں گے تو زخم جلدی سے ٹھیک ہو جائے گا اور جلد آپ دوبارہ پہلے جیسی ہو جائیں گی۔"

نادیہ شاہ اس کے بال چہرے سے ہٹاتے ہوئے محبت سے اسے سمجھاتی ہوئی بولیں تو اس نے بچوں کی طرح نفی میں سر ہلایا۔

البتہ آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہتے تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔

"ہانیہ۔۔۔"

عمان کے لہجے میں وارننگ تھی جبکہ انکھوں میں بھی سختی تھی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

ہانیہ نے اس کی طرف دیکھا اور پھر وہ

اچانک ہی ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اسے یوں روتے دیکھ نادیہ بیگم اور عمان پریشانی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمان اس پر جھکا اور زبردستی اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹا کر انہیں مضبوطی و نرمی سے اپنے ہاتھوں میں تھاما۔

"آپ اللہ پر یقین رکھیں میری جان آپ کو اور ہمارے بچے دونوں کو کچھ نہیں ہوگا اور نہ ہی آپ کو کسی قسم کی تکلیف ہوگی آپ اس طرح روئیں گی تو سوائے آپ کی طبیعت خراب ہونے کے اور کچھ نہیں ہونا"

عمان محبت سے بولا تو ہانیہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔

"مگر۔۔مان"

اس نے کچھ کہنا چاہا تھا۔

"اگر مگر کچھ نہیں اب بس آیت الکرسی پڑھ لیں کچھ ہی دیر میں نرس آجائیں گی آپ کو لینے"

عمان نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"نرس۔۔نرس۔۔کیوں۔۔آپ میرے ساتھ جائیں گے۔۔۔میں اکیلی بلکل نہیں جاؤں گی۔۔۔پلیز مان۔۔"

وہ اس کہ کلر جکڑتی ہوئی بولی تو عمان میں تکلیف سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"ٹھیک ہے میں آؤں گا آپ کے ساتھ اب بلکل نہیں رونا آپ نے۔ چچی آنے والی ہیں وہ بھی آپ کو روتا دیکھ پریشان ہو جائیں گی"

عمان نے آہستہ سے اسکے ہاتھوں کو اپنے کالر

سے نکال کر کہا تو اس نے سر ہلا یا تھا۔

عمان جانتا تھا اس کا ہانیہ کے ساتھ اپریشن تھیٹر میں جانا علاؤ نہیں مگر اس نے صرف ہانیہ کا دل رکھنے کے لیے کہہ دیا تھا۔

پھر کچھ ہی دیر میں مراد، سلیمان اور نور شاہ بھی ہاسپٹل پہنچ گئے تھے۔

سب نے ہانیہ کو بہت پیار کیا نور اور نادیہ بیگم تو وہیں قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگیں اور سورتیں پڑھ پر ہانیہ کو پھونک دیتیں۔

سب کو ہی سالار کر سحر کی غیر موجودگی بہت محسوس ہو رہی تھی مگر سالار کی ضد کے آگے سب بے بس تھے۔

جب نرس ہانیہ کو لینے آئیں تو سب ہی اس کے ساتھ آپریشن تھیٹر کے دروازے تک گئے تھے۔

عمان نے ہانیہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے سہارا دے رکھا تھا۔

جیسے ہی وہ گلاس ڈور کے سامنے آئے نرس نے آگے ہو کر ہانیہ کو عمان سے تھام لیا۔

عمان نے رخ موڑ لیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اب وہ پھر سے ہنگامہ کرے گی۔

اس نے جیسے ہی قدم آگے بڑھائے ہانیہ کی درد بھری آواز نے اس کے قدم روک لیے تھے۔

"مان۔۔"

اس نے نرس کی جھٹکتے اسے پکارا تھا۔

عمان ضبط کھوتا جھٹکے سے مڑا اور اس کے قریب آیا۔

وہ جواب بغیر کسی کے آسرے کے کھڑی تھی اچانک لڑکھڑائی عمان نے تیزی سے اسے تھاما اور بغیر کسی کا خیال کیے

اسے سینے میں

بھینچ لیا۔

ان دونوں کو دیکھ کر نور بیگم کی آنکھیں بھر اا ٹھی تھیں۔

عمان کے سینے سے لگتی وہ شدت سے رونے لگی تو نرس فوراً ڈاکٹر کو بلانے چلی گئی تھی کیونکہ اب اس کرنا ٹھیک نہیں

تھا۔

"پلیز۔۔۔میری جان مجھے اتنا بے بس نہیں کرو"

عمان اس کی کمر کو مضبوط حصار میں لیتا بولا تو اس نے مزید خود کو عمان میں چھپایا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا"

وہ روتی ہوئی بولی ابھی نور یا نادیہ بیگم آگے بڑھتیں کے نرس کے ہمراہ ڈاکٹر بھی تیزی سے ان تک آئیں۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

انہوں نے آکر ہانیہ کو عمان سے الگ کیا اور اسے خود سے لگایا۔

"آپ سب روم میں جائیں میں سمبھال لوں گی اس چھوٹی سی ڈول کو"

ڈاکٹر محبت سے بولیں وہ واقعی اس وقت ہاسپٹل کے وائٹ سوٹ میں چھوٹی سی گلابی گڑیا ہی تو لگ رہی تھی۔

"نہیں۔۔مان۔۔ کہیں نہیں جائیں گے۔مان میرے ساتھ اندر۔۔۔آئیں گے ناں آپ"

وہ عمان کی طرف دیکھتی بولی تو عمان کے اشارہ کرنے پر ڈاکٹر نے اسے مزید مضبوطی سے تھاما اور نرس نے بھی دوسری طرف سے اسے سہارا دیا۔

"آپ پریشان مت ہوں۔۔۔آپ کے مان سے زیادہ خیال رکھوں گی میں آپ کا اب چلیں اندر آئیں"

ڈاکٹر نے محبت سے کہا مگر ہانیہ کی سوئی عمان پر ہی ٹکی تھی۔

ابھی وہ کچھ کہتی کی اچانک اس کے پیٹ میں درد کی لہر اٹھی تھی۔

وہ پیٹ جکڑ کر زوردار چیخی تو سب گھر والے پریشانی سے اس تک آئے۔

"اب مزید ٹائم نہیں ہے ہمارے پاس پلیز آپ انہیں اندر لیٹا دیں"

ڈاکٹر اس کی حالت کے پیش نظر عمان سے بولیں تو اس نے جلدی سے آگے بڑھتے اسے بازووں میں بھرا اور اندر جا کر ایک بیڈ پر اسے نرمی سے لٹا دیا۔

اس کی چیخیں عروج پر تھیں تو سب ڈاکٹرز اس تک آئیں۔

عمان باہر آیا اور ایک بینچ پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گیا۔

باقی سب بھی اس کے پاس بیٹھے تھے۔

اب بس سب کے ہونٹوں پر ہانیہ اور بچے کی خیریت کی دعائیں تھیں۔

وہ ابھی گھر پہنچا تھا اور وہ اپنے کمرے میں موجود کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا البتہ سحر واشروم میں شاور لے رہی تھی۔

اس دن کے بعد ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی نہ ہی سالار نے اسے مخاطب کیا اور نہ سحر کو کوئی ضرورت پیش آئی تھی۔

دونوں ایک ہی گھر ایک ہی بنگلے میں اجنبیوں کی طرح رہ رہے تھے سالار اب روز آنہ ہی پولیس اسٹیشن جاتا تھا کیونکہ اس کا ایک خاص کیس چل رہا تھا۔

کچھ دیر بعد سحر ڈارک براؤن گھٹنوں تک شرٹ اور نیچے ہم رنگ سٹریٹ ٹراؤزر پہنے، کندھوں پر مہرون شال اوڑھے باہر آئی تھی۔

اس کی نظر سالار پر پڑی جو اپنے کام میں مگن تھا اور ایک نظر اس پر ڈالنا بھی گوارہ نہیں کی تھی۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے ائی اور اپنے بالوں کو ڈرائے کرنے لگی۔

ڈرائر کے شور پر سالار نے نہ گواری سے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا جو براوؤن ڈریس میں بے پناہ دمک رہی تھی۔

"بند کرواسے اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ابھی کے ابھی"

وہ غصّے سے چلایا تو سحر کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔

اس نے جلدی سے ڈرائر اپنی جگہ پر رکھا اور باہر کی طرف چلی گئی تو سالار بھی دوبارہ سے فائل پڑھنے لگا تھا۔

جب اچانک اس کہ سیل رنگ ہوا تو سالار شاہ نے سیل اٹھا کر بغیر نمبر دیکھے کان سے لگایا۔

"سالار بیٹا مبارک ہو۔ہانیہ نے ایک پیارے سے بیٹے کو جنم دیا ہے"

سلیمان شاہ کی آواز پر وہ فائل ایک طرف رکھتا مسکرا دیا تھا۔

بہن کی خوشی اسے بہت عزیز تھی مگر وہ جانتا تھا کافی مہینوں سے وہ اپنے رشتوں پر توجہ نہیں دے رہا تھا۔

جو کہ سراسر غلط تھا۔

"خیر مبارک باباسائیں۔۔۔ہانیہ کیسی ہیں؟"

اس نے فکر مندی سے پوچھا تھا کیونکہ وہ پہلے بھی اسے آگاہ کر چکے تھے کہ ہانیہ بہت رو رہی ہے۔

"ابھی روم میں شفٹ کر رہے ہیں پھر ہی ہم مل سکیں گے۔ویسے ڈاکٹر نے کہا ہے وہ ٹھیک ہیں۔"

انہوں نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

"جی بہتر"

وہ بولا تھا۔

"بیٹا کوشش کریں آپ سحر کو لے کر آجائیں کیسز تو آپ کے زندگی بھر چلتے رہیں گے۔ مگر آپ کی بہن ہیں ہانیہ انہیں اچھا نہیں لگے گا کہ ان کی خوشی میں آپ نہیں موجود ہوں۔۔۔اور سحر بھی ملنا چاہتی ہوں گی سب سے اور اپنے بھتیجے کو بھی دیکھنا چاھتی ہوں گی ان کی بھی بہت خواہشات تھیں بچے کو لے کر۔"

سلمان شاہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو سالار نے جی کہتے کال کٹ کر دی تھی۔

اس نے پل کو سوچا تھا کہ سحر کو ساتھ لے جائے یا نہیں اور فوراً ہی فیصلہ کرتے وہ فائل سائڈ ٹیبل پر رکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔

باتھ لے کر اسے بلیک شلوار قمیص پہنا اور کندھوں پر وائٹ شال پھیلا لی۔

پاؤں میں براؤن پشاوری چپل اور خلائی میں بلیک رولیکس کی واچ۔

خود پر اچھے سے پرفیوم چھڑک کر وہ والیٹ اور گاڑی کی کیز لیتا کمرے سے نکلا تھا۔

وہ لاؤنج سے گزرنے لگا تو نظر صوفے پر بیٹھی سحر پر گئی جو صوفے پر پاؤں اوپر کیے، گھٹنوں کے گرد باز و لپیٹ کر بیٹھی تھی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

اس کے ساتھ کچھ فاصلے پر گاؤں سے آئی ملازمہ شبنم بیٹھی تھی جو عمر میں اس سے سال بھر ہی بڑی تھی۔

یہاں آکر اکیلے ہونے کی وجہ سے سحر کافی وقت شبنم کے ساتھ ہی گزارتی تھی۔

سالار چاہتا تو ہمیشہ کی طرح اسے بغیر بتائے باہر جاسکتا تھا مگر صرف اسے جلانے کی خاطر وہ رک گیا اور رخ اس کی طرف کیا۔

وہ دونوں جو باتیں کر رہی تھیں اسے دیکھ کر خاموش ہو گئیں، شبنم تو اسے دیکھ کر احترام میں کھڑی ہو چکی تھی.

"میں ہانیہ اور بے بی سے ملنے ہاسپٹل جا رہا ہوں۔۔۔ ممکن ہے رات حویلی ہی رک جاؤں تو انتظار مت کرنا"

وہ طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہتا اس کو اذیت پہنچا رہا تھا۔

اس نے آخری جملہ اس قدر تمسخر سے کہا تھا کہ سحر کو لگا اس نے اسے دہکتی بھٹی میں جھونک دیا ہو۔

اس نے خاموشی سے بغیر ایک بھی لفظ کہے نظریں جھکا لیں تو سالار بس اس کی آنکھوں میں امڈتے آنسو ہی دیکھ پایا تھا جو اسے پر سکون کرنے کے لیے کافی ہونے چاہئیں تھے۔

مگر جانے کیوں سالار کو ان آنکھوں میں آنسو نہیں اچھے لگے تھے۔

شاید اس وجہ سے کہ اس کی آنکھیں منت

جیسی تھیں۔

لیکن پھر وہ سر جھٹکتا باہر کی طرف بڑھ گیا تو سحر اچانک ہی گھٹنوں میں چہرہ دیئے رو دی تھی۔

کیا کرتی آخر کس قدر ضبط کرتی۔۔۔وہ زندگی میں کبھی ایک دن بھی حویلی سے باہر اپنی مورے کے بغیر نہیں رہی تھی۔

وہ بہت کم عمر تھی تو کبھی کسی نے اس کی شادی وغیرہ کا ذکر بھی نہیں کیا تھا اس لیے اس کے دماغ میں یہ چیز رہتی تھی کہ اس نے تو ہمیشہ اپنی حویلی ہی رہنا ہے۔

مگر اب چار دن ہو چکے تھے اسے سب سے الگ ہوئے۔

سالار جو بچپن میں بیشک اس سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا مگر وہ اسے جب بھی مخاطب کرتا بے حد محبت سے مخاطب کرتا تھا۔

اگر اُس نے اسے ہمیشہ لالا کہا تھا تو سالار شاہ بھی تو اسے بچے کہہ کر پکارتا تھا اور اب۔۔۔۔اب تو وہ اسے تم کہہ کر پکارنے لگا تھا اس کا نام تک لینا بھی دور کی بات تھی۔

اس کے پاس اپنا سیل تھا اس لیے اس کی کو بھی حویلی والوں سے بات ہوئی تھی۔

نادیہ بیگم نے اسے کہا تھا کہ وہ مراد شاہ کہیں گی کہ وہ سالار سے بات کریں تا کہ سالار اور سحر دونوں آکر ایک دفعہ ان سب سے بھی مل لیں اور بچے سے بھی۔

اس لیے سحر کو کچھ کچھ تسلی تھی کہ وہ اسے بھی لے جائے گا مگر اب اس کی اُمید ٹوٹ چکی تھی۔

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اس سب میں

اس کا کیا قصور تھا؟

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

منت کی ڈیتھ ہوئی تو وہی جانتی تھی اس نے کیسے خود کو سمبھالا تھا۔

آج بھی منت کو یاد کرتے ہی اس کی آنکھیں سے آنسو بہنے لگتے تھے۔

جب وہ منت کی یادوں سے پیچھا چھڑا کر واپس اپنی زندگی کی طرف لوٹی تو مراد شاہ نے اس پر یہ بم گرایا تھا۔

وہ ابھی شادی کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی، وہ ابھی انیس برس کی بھی نہیں ہوئی تھی۔

اور دوسرا بڑا مسلہ تھا کہ شادی سالار سے کرنی تھی۔

جسے ہمیشہ اس نہیں لالا کہا ہی نہیں مانا بھی تھا اور سالار بھی کون اس کی جان سے

عزیز بہن کا شوہر۔

اس نے یہ ہر گز نہیں سوچا تھا کہ وہ منت کو اس کے حقوق دے چکا ہو گا یا وہ منت سے محبت کرتا ہوں گا یا اس قسم کا

کچھ بھی۔

اسے صرف یہ دکھ تھا کہ وہ منت کے ساتھ غلط کر رہی ہے۔

اسے کسی بھی حال میں اپنی بہن کے شوہر سے شادی نہیں کرنی تھی۔

مگر وہ تو چلو لڑکی تھی اور اس نے بھی ہر مشرقی لڑکی کی طرح اپنے والدین کے فیصلے کے آگے سے جھکا دیا تھا۔

مگر اب اس میں اس کا کیا قصور کے سالار شاہ نے بھی اقرار کر لیا۔

وہ تو یہی سوچتی رہی تھی کہ سالار فوراً ہی

انکار کر دے گا اور بات ختم ہو جائے گی۔

مگر سالار کے اقرار نے اس کی یہ آخری اُمیدِ بھی توڑ دی۔

پھر سالار کی ضد پر اُس کے ساتھ رخصت بھی کے دیا گیا۔

یہاں آکر بیشک سالار اسے بیوی ہونے کی حیثیت سے محبت و عزت مت دیتا صرف کزن، اپنا خون ہونے کی وجہ سے ہی تھوڑی عزت دے دیتا۔

وہ جانتی تھی سالار سمجھتا ہے کہ اس نے اپنی چاہت سے اقرار کیا تھا اس سے شادی کے لیے۔

مگر وہ اسے سمجھا نہیں سکتی تھی کے وہ مجبور تھی وہ کوئی بہت باپ کی بہت لاڈلی نہیں تھی کہ کہہ دیتی بابا سائیں میں شادی نہیں کروں گی تو وہ مان لیتے۔

ابھی تک اس نے کسی سے کوئی شکوہ نہیں کیا تھا گھر سے کسی کی کال آتی بھی تو وہ کوشش کرتی تھی روئے نہیں۔

اور سب کے پوچھنے پر بھی وہ یہ نہیں بتاتی تھی خ سالار اور اس کا رشتہ کیسا چل رہا ہے۔

وہ اب تک چپ کی رہی تھی مگر آج وہ بھی ہاسپٹل جانا چاہتی تھی۔

اس کے لالا کا پہلا بچہ ہوا تھا اور اسے اس کے آس بھی نہیں لے جایا گیا تھا۔

کوئی اس قدر بے رحم کیسے ہو سکتا ہے؟

اسے اس کی حویلی اور حویلی والوں سے تو الگ کر ہی دیا تھا سالار شاہ نے کیا ہو جاتا جو

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

وہ چند گھنٹوں کے لیے اسے ہاسپٹل لے کر چلا جاتا اور وہ بھی اپنا بھتیجا دیکھ لیتی۔

اور جاتے وقت بھی کیا کہہ کر گیا تھا کہ ممکن ہے میں رات حویلی ٹھہر جاؤں انتظار مت کرنا۔

کس چیز کا انتظار کرتی؟

اس کی نفرت بھری نگاہوں کا یا خود سے بے زار تاثرات کا؟

ہاں سالار شاہ اپنے قوانین کا بہت پکا تھا یہ تو جانتا تھا کہ میاں بیوی ایک بستر میں سوتے ہیں وہ واقف تھی وہ یہ بھی صرف اسے تکلیف دینے کے لیے کرتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سحر اس سے خوف کھاتی ہے اور اس کے قریب سانس بھی نہیں لے پاتی صرف اور صرف اسی لیے سالار شاہ نے اسے اپنے بیڈ پر سونے کا حکم دے رکھا تھا۔

مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ بیوی کے اور بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں جو شوہر ہی پورے کرتا ہے۔

وہ یہ ہر گز ہر گز نہیں چاہتی تھی کہ سالار
اسے اس کے جائز حقوق دے وہ بلکل بھی طلبگار نہیں تھی۔

مگر وہ کم از کم اسے تھوڑی عزت تھوڑی ہی صحیح مگر محبت تو دے ہی سکتا تھا۔

نا جانے اب سالار شاہ کے اصول کدھر کھو گئے تھے۔

۔

۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

۔

شبنم اسے روتے دیکھ بوکھلا کر اس تک آئی تھی جو بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی۔

"بی بی روئیں مت۔۔۔۔۔صاب وقت کے ساتھ خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے"

وہ بھی اتنے دنوں میں دیکھ چکی تھی سالار اور اس کے درمیان دوریاں اور سالار کی بے رخی اس لیے اسے تسلی دیتی ہوئی بولی۔

"مم۔۔۔مجھے روم سے میرا۔۔۔ سیل لا۔۔دیں شبنم۔۔۔پلیز"

وہ آنسوؤں سے تر سرخ چہرہ اوپر کرتی ہوئی بولی تو شبنم اثبات میں سر ہلاتی اور کی طرف بھاگی۔

اس نے جلدی سے اس کا سیل لا کر اسے تھمایا اور خود کچن میں چلی گئی تو سحر نے کپکپاتے ہاتھوں سے عمان کا نمبر ڈائل کیا۔

کال ریسیو ہوئی تو عمان کی آواز سنتے ہی اس کے لبوں سے سسکی نکلی تھی۔

عمان بہن کی سسکی پر تڑپ اٹھا۔

"سحر لالا کی جان کیا ہوا آپ کو۔۔۔۔آپ رو رہی ہیں؟ کیا سالار نے کچھ کہا ہے میرے بچے کو؟"

وہ فکر مندی سے بولا تھا بس نہیں چل رہا تھا کہ فون سے نکل کر اسے خود میں بھینچ لیتا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

"وہ اکیلے۔۔۔ہاسپٹل کے لیے چلے۔۔گئے لالا۔۔ مم۔۔مجھے نہیں لے کر گئے۔۔ میں۔۔ملنا چاہتی تھی آپ سب سے۔۔اور۔۔اور میں بھی۔۔۔بے بی۔۔دیکھنا چاہتی تھی۔۔اسے۔۔۔۔ک۔۔کس بھی تو۔۔کرنا تھی مجھے"

وہ روتی ہوئی بولی تو غصّے سے عمان کی گردن اور بازوؤں کی رگیں تن اٹھیں۔

"آپ آنسو صاف کریں اور فوراً جا کر تیار ہوں۔۔۔میں ابھی اپنی گڑیا کی لینے آرہا ہوں۔۔

۔اور ہاں ابھی تک کسی نے کس نہیں کیا بے بی کو وہ نرسری میں ہے۔۔اور ناں ہی کوئی کرے گا یہ میرا وعدہ ہے اپنی سحر سے کہ سب سے پہلے اسے آپ ہی کس کریں گی"

عمان نے محبت سے کہا تو ان نے ایک ہاتھ سے آنکھیں رگڑتے آنسو صاف کیے۔

"مم۔۔مگر لالا۔۔ہانیہ۔۔آپی۔آپ۔۔۔۔۔آپ۔۔کی ضرورت ہوگی اُنہیں۔۔۔آپ ڈرائیور کو بھیج دیں ناں"

وہ صوفے سے اٹھتی ہوئی بولی تو عمان نے انکار کر دیا تھا کہ وہ خود ہی آئے گا۔

سحر اب سب کچھ بھولتی تیاری کرنے میں لگی تھی۔

سالار ہاسپٹل پہنچا تو اسے یہ خبر ملی تھی کہ عمان سحر کو لینے کا چکا ہے۔

سلیمان شاہ اور نور شاہ تو اس سے ناراضگی کا اظہار کرتے بات نہیں کر رہے تھے۔

البتہ مراد اور نادیہ شاہ نے بھی سلام کے علاوہ اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

لال حویلی　　دی بیسٹ ناولز

مگراسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھااسے فلحال انتہائی غصّہ تھا کہ سحر نے عمان کو کال کی کیوں۔۔۔اس میں اتنی ہمت ائی بھی تو کیسے ؟

روم میں پیشنٹ کے لیے ایک ڈبل بیڈ تھااوراس کے ساتھ بے بی کے لیے ایک کاٹ رکھی تھی۔

عمان نے روم وی آئی پی بک کروایا تھاتو وہ عام کمروں کی نسبت کافی کشادہ تھا۔

تین صوفے اورایک ٹیبل بھی موجود تھی۔

اس کے علاوہ ایک کبرڈاور میٹریس بھی رکھا تھا۔

نادیہ اورنور شاہ ایک صوفے پرانتہائی تھیں۔۔۔اسی طرح مراداور سلیمان شاہ بھی ساتھ بیٹھے تھے۔

جبکہ سالارالگ صوفے اور بیٹھابظاھر موبائل یوز کرتااپناجیسا کنٹرول کرنے کی کوشش کررہا تھا۔

کچھ ہی دیر بعدایک نرس اوردولڑکے سٹریچر روم میں لیے جس پرہانیہ لیٹی تھی۔

اسے ہوش آچکا تھااس لیے آنکھیں کھلی تھیں مگر چہرے پرتکلیف بھرے تاثرات واضح تھے۔

سالار نے تیزی سے آگے بڑھتے اسے نرمی واحتیاط سے بانہوں میں بھرتے بیڈپر منتقل کیاتو وہ سٹریچر واپس لے گئے۔

سالار نے اس کی پیشانی چومی اوراس کے قریب چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

For more visit (exponovels.com)

سب بڑے بھی اس کے پاس آئے اور اسے پیار دیا مراد شاہ نے ملازمین سے پورے ہسپتال میں مٹھائی بٹوادی تھی۔

نور شاہ نے اسے بہت پیار کیا تھا مگر وہ تکلیف کی وجہ سے خاموش تھی۔

اس کی نظریں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں جو سب ہی پہچان چکے تھے۔

"عمان سحر کو لینے گئے ہیں۔۔۔آپ کے لالا کو تو اپنی زمہ داری۔۔"

نور بیگم نے اس کی مشکل آسان کرنے کی خاطر اسے آگاہ کیا۔

مگر وہ جب آگے بتانے لگیں تو نادیہ بیگم نے انہیں اشارے سے منع کر دیا تھا وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ہانیہ پریشان ہو جائے۔

ہانیہ نے بات سن کر آہستہ سے سر ہلایا اور آنکھیں سالار کی طرف کر گئی۔

"درد تو نہیں ہو رہا کہیں؟"

سالار کے سوال پر اس نے ہونٹ بھینچتے سر نفی میں ہلا یا۔

وہ بولنے کی ہمت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

"سلیمان ہم نکلیں اب حویلی کے لیے۔۔۔۔بچہ

رات حویلی ہی آئے گا تو دیکھ لیں گے اس وقت وہاں مہمانوں کو بھی تو دیکھنا ہے"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

مراد شاہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو سلیمان شاہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے پھر دونوں ہانیہ کو پیار دیتے وہاں سے باہر چلے گئے تھے۔

نرس نے آکر ہانیہ کو طاقت کے لیے ایک ڈرپ لگائی تو وہ تکلیف سے رونے لگی تھی۔

پھر ان تینوں نے اسے چپ کروایا تو وہ بمشکل ہی خاموش ہوئی تھی۔

بیشک خون کافی بہہ گیا تھا مگر وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

آج تو چہرہ پہلے سے بھی زیادہ چمک رہا تھا ہاتھ سوجے ہوئے تھے اور جسم کا بھی یہی حال تھا وہ پریگنینسی سے پہلے کی نسبت بھری بھری لگ رہی تھی شاید سویلینگ کی

وجہ سے۔

وہ بچہ دیکھنا چاہ رہی تھی مگر ڈاکٹر نے کہا تھا کہ مزید دو گھنٹے اسے نرسری میں ہی رکھا جائے گا۔

سالار کچھ دیر مزید بیٹھا پھر بعد میں آنے کا کہہ کر وہ حویلی کہ لیے نکل گیا تھا۔

عمان نے سالار کے گھر کے خاص ملازم کو کال کر کے ایڈریس لیا تھا۔

اس نے اسلامباد سے فلائٹ لی تھی پھر لاہور پہنچ کر وہ ریش ڈرائیو نگ کرتا ان کے بنگلے تک پہنچا تھا۔

اس نے لاؤنج میں قدم رکھا تو سحر ڈارک گرین شلوار قمیض پر خاکی چادر اوڑھے بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھتے تیزی سے آگے بڑھے تھے۔

عمان نے اسے خود میں مضبوطی سے بھینچ لیا اور اس کے بالوں پر ہونٹ رکھے۔

"لالا نے بہت مس کیا اپنے بچے کو"

وہ محبت سے بولا تو سحر نے اس کے سینے میں مزید چہرہ چھپایا تھا۔

اتنے دنوں بعد مل رہائی تھی وہ اپنے گھر کے کسی فرد سے تو خود کو رونے سے بمشکل ہی بعض رکھ رہی تھی۔

"اچھا بس۔۔۔آئیں گاڑی میں بیٹھیں"

عمان اسے خود سے الگ کرتا بولا تو وہ بھی قدم بڑھ گئی۔

پھر رستے میں ان دونوں کے درمیان ہلکی پھلکی باتیں ہوتی رہی تھیں۔

عمان نے ہاسپٹل پہنچ کر گاڑی پارک کی اور سحر کا ہاتھ تھمتا اندر کی طرف بڑھا۔

اس ساری کارروائی میں اسے چار گھنٹے تو لگ ہی چکے تھے اور اب وہ ہانیہ اور اپنے بچے کو دیکھنے کو بیتاب تھا۔

پارکنگ میں سالار کی گاڑی بھی موجود تھی مطلب وہ بھی یہیں موجود تھا۔

عمان کے ہمراہ وہ ہانیہ کے روم میں داخل ہوئی تو سالار جو صوفے اور بیٹھا تھا اس نے کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا۔

مگر اس کا دھیان تو صرف اپنی مورے پر تھا وہ دوڑتی ہوئی ان تو گئی تو نادیہ شاہ نے بھی اٹھتے ہوئے اسے خود میں سمو لیا۔

پھر کافی دیر وہ ماں بیٹی یُو نہی کھڑی رہیں تھیں۔

اس کے بعد وہ باقی سب سے ملی پھر ہانیہ کے پاس بیٹھ گئی جواب دھیما سا مسکرا کر اسی کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک ہیں؟"

اس نے ہانیہ کا ہاتھ تھام کر سوال کیا تو اُس نے سر ہلایا۔

عمان سب کے سامنے ہانیہ سے گرم جوشی سے نہیں مل پایا تھا اس لیے اب نادیہ شاہ کے قریب بیٹھا اسے ہی محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

البتہ سالار شاہ وہاں نہ ہونے کے برابر ہی تھا نہ اس سے کسی نے بات کی تھی اور ناں ہی وہ کسی سے بات کر رہا تھا۔

وہ یہاں موجود تھا تو صرف اور صرف ہانیہ کی وجہ سے۔۔۔

مگر اب سحر کو یوں مسکراتے ہانیہ سے باتیں کرتے دیکھ اس کہ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کہ گلا ہی دبا دے۔

عمان نے بھی سالار کی مخاطب نہیں کیا تھا کیونکہ اسے بھی اپنی بہن بے حد عزیز تھی۔

"مورے آج شام ملازمہ سے کہہ کر سحر کا کمرہ صاف کروا دیجئے گا یہ حویلی ہی رکیں گی"

عمان نے جان بوجھ کر بلند آواز میں کہتے سالار کو ہی سنایا تھا۔

اس کی بات پر نادیہ شاہ نے سر ہلایا تھا جبکہ سحر بھی خاموش ہو گئی تھی وہ نہیں جانتی تھی اب سالار شاہ کیسا ریکٹ کرے گا۔

"اور یہ فیصلہ کرنے کا حق آپ کو کس نے دیا"

سالار غصّے سے کھڑا بولا تو عمان بھی کھڑا ہوا۔

ان دونوں کو یوں دیکھ کر چاروں خواتین خوفزدہ ہوئی تھیں کیُونکہ دونوں ہی بہت بپھرے ہوئے لگ رہے تھے۔

"شاید آپ واقف نہیں ہیں سالار شاہ آپ کی بیوی ہونے سے پہلے یہ میری بہن ہیں تو میں جیسا چاہوں گا وہی ہو گا"

عمان بھی دھاڑا تھا ہانیہ نے بے بس نظروں سے دونوں کو دیکھا تھا۔

"یقیناً اتنا آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ایک شادی شدہ لڑکی پر شوہر کا زیادہ حق ہوتا ہے یا بھائی کا"

سالار بھڑک کر بولا تو عمان نے خون آشام نظروں سے اس کی انکھوں میں دیکھا۔

"آپ کو لگتا ہے کہ آپ شوہر سمجھے جانے کے قابل ہیں؟"

عمان انگلی سے اس کی طرف اِشارہ کرتا بولا تو سالار نے غصّے سے اسے دیکھا۔

"کوئی سمجھے یا نہیں مجھے فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں بھی جانتا ہوں کر آپ بھی کہ میں سحر کا شوہر ہوں"

وہ جبڑے بھینچ کر گیا ہوا تھا۔

"جی ابھی تک تو ہم سب جانتے ہیں مگر آپ چاہیں یا نہیں جلد ہی آپ کو انہیں اس رشتے سے آزاد کرنا ہو گا"

عمان کی بات پر نادیہ اور نور شاہ نے بھی تڑپ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

بیشک وہ لوگ سالار سے ناراض تھیں مگر وہ ہر گز ایسا نہیں چاہتی تھیں کہ ان کے بچوں کی زندگیاں ایک دفعہ پھر سے برباد ہوں۔

"شاید آپ اس بات اسے واقف نہیں ہیں عمان شاہ کہ سالار شاہ مر تو سکتا ہے مگر خود سے جڑی چیز سے دستبراد نہیں ہو سکتا چاہے مجھے اس چیز سے نفرت ہی کیوں نہ ہو"

سالار تنے ہوئے چہرے سے بولا تو عمان نے تمسخر سے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"مان۔۔۔ سالار بیٹا کیا ہو گیا ہے آپ دونوں کو۔ خوشی کے موقع پر کیوں جھگڑ رہے ہیں آپ۔ ہانیہ بھی پریشان ہی رہی ہیں کچھ تو خیال کریں"

ابھی عمان نے لب کھولے ہی تھے کہ نادیہ شاہ نے ان دونوں کو جھڑ کا۔

عمان مٹھیاں بھینچتا باہر نکل گیا تھا اور سالار بھی ایک نفرت بھری نگاہ سحر پر ڈالتا ہانیہ کو پیار کر کے حویلی کے لیے نکل گیا۔

ہانیہ اور سحر دونوں ہی اُداس اور خاموش سی ہو گئی تھیں۔

دونوں ہی کوئی لڑائی نہیں چاہتی تھیں۔

سحر اس وقت یہی سمجھ رہی تھی کہ اس کی وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے نہ وہ ہوتی نا اس کے لالا اور سالار یوں منہ ماری کرتے۔

نور شاہ نے سحر کو خود سے لگا کر پیار کیا تو وہ زبردستی دھیما سا مسکرا دی۔

"بے بی کب ملے گا ہمیں؟"

کچھ دیر بعد جب وہ سب کی باتوں سے پھر سے نارمل ہوئی تو اس نے بیتابی سے سوال کیا۔

اس کے بچوں جیسے لہجے اور وہ تینوں مسکرا دیں۔

جبکہ ہانیہ کے گال شرم سے دہک اٹھے تھے۔

"ڈاکٹر نے کہا تھا چھ بجے مل جائے گا اب تو چھ بج بھی گئے ہیں جانے جب دیں گے"

نور بیگم گھڑی کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں تو اس نے سر ہلا تا۔

۔

۔

۔

ہانیہ اُس وقت عمان کی غیموجودگی شدت سے محسوس کر رہی تھی وہ چاہتی تھی کہ بے بی وہ سب ساتھ میں دیکھیں۔

مگر وہ غصّے میں جانے کہاں چلا گیا تھا۔

خیر ایسا بھی کیا غصّہ کہ اپنے کچھ گھنٹوں کے بچے کو ہی بھول گیا؟

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

ابھی وہ لوگ باتیں ہی کر رہی تھیں جب کمرے میں عمان داخل ہوا،اس کی بانہوں میں اسکائی بلیو کمبل میں چھپا نازک ساوجود دیکھ کر سب خوشی سے اس تک آئی تھیں۔

عمان کے چہرے پر اس وقت بہت پر سکون اور دلکش مسکراہٹ تھی۔

ہانیہ کا بھی بس نہیں چل رہا تھا کے طرح اٹھ کر اپنے جسم کے ٹکڑے کو خود میں بھینچ لے۔

"مورے۔۔۔دیکھیں یہ کتنا کیوٹ ہے۔بلکل مجھ پر گیا ہے"

سحر جلدی سے اسے گود میں لیتی محبت سے اس کا گلابی چہرہ دیکھتی ہوئی بولی تو عمان نے مسکرا کر اسے خود سے لگایا۔

"ہمم یہ بلکل میری گڑیا کی طرح کیوٹ ہے"

عمان کے لہجے میں بہن کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

سحر نے جلدی سے جھکتے اس کی ایک گال پر ہونٹ رکھے پھر دوسری پر۔

یعنی اس کی خواہش مکمل ہو چکی تھی وہ بے بی کو سب سے پہلے کس کر چکی تھی۔

اسے اتنے دنوں بعد یوں اتنا خوش دیکھ کر سب ہی پر سکون ہوئے تھے نہیں تو منت کی موت کے بعد وہ یوں اتنا بولنا، ہنسنا چھوڑ چکی تھی۔

عمان نے محبت سے ہانیہ کی طرف دیکھا جو سحر کی بانہوں میں موجود اپنے بچے کو ہی دیکھ رہی تھی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

عمان کے دیکھنے پر اس نے بھی عمان کی طرف دیکھا تو عمان نے چُپکے سے اسے فلائنگ کس کی جسے دیکھ وہ اسے گھور کر رہ گئی۔

"سحراب ہانیہ کو بھی دیں بچے۔۔۔وہ بھی اپنا بیٹا دیکھنا چاہتی ہیں"

نادیہ شاہ سحر سے بولیں جواب بچے کو خود سے لگائے کھڑی تھی۔

ان کی بات پر اس نے فوراً سے آگے بڑھ کر بچے کی ہانیہ کی گود میں دیا تھا۔

پھر نادیہ شاہ کے اشارہ کرنے پر وہ تینوں کمرے سے باہر نکل گئیں تو عمان بھی بیڈ تک آیا اور ہانیہ کے بلکل قریب بیٹھ کر اپنا بازو اس کے شانے پر پھیلایا۔

"سوری میں جلد آپ کے پاس نہیں آسکا"

عمان نے آہستہ آواز میں کہا تو اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

پھر عمان نے بے بی کے چہرے سے کمبل ہٹایا تو دونوں ہی جذباتی ہوئے تھے۔

ہانیہ تو بس اُسے دیکھے جا رہی تھی۔

اچانک اس نے جھک کر اپنے لب اس کی بند آنکھوں پر رکھے پھر آہستہ آہستہ نہایت نرمی سے اس نے بچے کا سرا چہرہ چوم ڈالا تھا۔

وہ اس سے الگ ہوئی تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے جنہیں دیکھ عمان نے جلدی سے انہیں اپنی انگلیوں کے پوروں پر چنا۔

"مم۔۔۔ماں۔یہ۔۔بہت پیارا ہے"

ہانیہ اس کی طرف دیکھتی بے حد چاہ سے بولی تو عمان نے اس کو پیشانی چومی۔

"مگر میری چندہ سے تھوڑا سا کم"

وہ محبت سے ہانیہ کا گلابی چہرہ دیکھتا بولا تو وہ دلکشی سے مسکرائی۔

"آپ نے نام سوچا؟"

عمان کے سوال پر ہانیہ نے اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے عمر نام بہت پسند ہے۔میں نے ہمیشہ سے سوچا تھا کہ میں اپنے بیٹے کا یہی نام رکھوں گی"

وہ چہکتی ہوئی بولی تو عمان مسکرایا۔

پھر عمان نے بے بی کو اس کی بانہوں سے لیا اور اپنے سینے سے لگایا۔

"چلیں پھر ہمارے بے بی کا نام عمر عمان شاہ ہوا"

عمان کے لہجے میں بے پناہ محبت تھی۔

"ویسے یہ سچ میں سحر پر گیا ہے ناں ماں۔۔۔آنکھیں تو آپ تینوں بہن بھائیوں کی سیم تھیں اس لیے اس کی بھی سے لوگوں جیسی ہیں مگر ہونٹ اور چہرے کی شیپ بلکل سحر جیسی ہے"

وہ عمر کی پھر سے عمان سے لیتی ہوئی بولی تو عمان منت کی یاد کرتا افسردہ ہوا کاش وہ بھی ان کے ساتھ ہوتی۔

مگر وہ اس کا ذکر کر کے ہانیہ کو اُداس نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے خاموش رہا۔

"اچھا اب آپ کو ریسٹ کی ضرورت ہے تو آپ لیٹی رہیں میں اسے ماما اور تائی کو دیتا ہوں"

عمان نے اٹھتے ہوئے کہا تو ہانیہ نے منہ بسورا۔

"نہیں ناں۔۔۔اسے ابھی میرے پاس ہی رہنے دیں ابھی تو ملا ہے"

وہ ضدی لہجے میں بولی تو عمان نے اسے گھورا اور عمر اس سے لیا۔

"ارگیومنٹ کیا کریں ہانیہ۔۔۔آپ کا زخم ابھی تازہ ہے تو آپ کو آرام کرنا چاہیے۔باقی ساری زندگی اس نہیں آپ کے پاس ہی ہونا ہے"

عمان کی بات پر وہ خاموش ہوگئی تو عمان عمر کی اس کی کاٹ میں لٹا کر اس تک آیا کر اسے سہارا دے کر پیچھے تکیے پر لٹایا پھر اس پر کمفرٹر درست کرتا وہ کمرے سے نکلا۔

وہ تینوں بینچیز پر بیٹھیں کوئی بات کر رہی تھیں۔

"آپ لوگ اندر جائیں میں ڈاکٹر سے بات کر آؤں"

وہ کہتا ہوا ڈاکٹر کے روم میں چلا گیا تھا البتہ باقی تینوں اندر چلی گئیں۔

کل شام ہی وہ تین دنوں بعد سب حویلی آئے تھے۔

سالار، مراد، سلیمان شاہ اور آغا سائیں وہیں آکر عمر سے ملتے رہے تھے۔

ہانیہ اس وقت کمرے میں آرام کر رہیں تھی جبکہ باقی سب عمر کے ساتھ نیچے موجود تھیں۔

سالار آج پہلی دفعہ ایک میٹنگ کرنے کے لئے آفیس گیا تھا جبکہ باقی تمام مرد حضرات مردان خانہ میں مہمانوں کی وقت دے رہے تھے۔

"نہ جانے اب سالار کیا کہیں گے۔۔۔کو انہوں نے شاہ سائیں کو کہا ہے کہ آج وہ لاہور کے لیے نکلیں گے۔یقیناً وہ سحر کی ساتھ لے جانے کہ کہیں گے جو عمان کو قبول نہیں"

نور بیگم کی بات پر نادیہ شاہ اور سحر نے ان کی طرف دیکھا۔

"ہمم مراد سائیں بات کریں گے عمان سے کہ بہن کا گھر خراب مت کریں۔وہ شوہر ہیں سحر کے۔ان کا حق ہے کہ وہ اپنی مرضی کریں"

نادیہ شاہ عمر کو چمچ سے پانی پلاتی ہوئی سنجیدگی سے بولیں تو سحر نے خفیف نظروں سے انہیں دیکھا مگر بولی کچھ نہیں۔

"مگر سالار کو بھی سوچنا چاہیئے کہ عمان کس قدر محبت کرتے ہیں ہانیہ سے ایک آنچ بھی نہیں آنے دیتے انہیں تو سالار کا بھی حق بنتا ہے کے وہ عمان کی بہن سے بھی ویسا ہی سلوک کریں۔اتنی معصوم سے چھوٹی سی بچی دی ہے ہم نے سالار کی مگر ان میں تو جیسے محبت، احساس جیسے جذبات ہو ختم ہو گئے ہیں۔اچھی خاصی یہاں جوب کرتے تھے مگر صرف سحر کی تکلیف دینے کے لیے لاہور شفٹ ہو گئے۔۔۔مگر خیر ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ ان دونوں کے درمیان سب ٹھیک کر دے"

نور شاہ کی بات پر نادیہ شاہ نے بھی انشاءاللہ بولا رہا البتہ سحراب اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

وہ ہر گز سالار کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی۔

وہ ایسا بھی نہیں چاہتی تھی ان دونوں کا رشتہ ختم ہو وجہ صرف اور صرف اس کی اور اس کے بابا اور لالا کی عزت تھی۔

وہ جانتی تھی لوگ باتیں بنائیں گے کہ ایسی کیا کمی تھی اس میں کہ سالار نے اپنا خون ہونے کے باوجود اسے چھوڑ دیا۔

مگر جو بھی ہو وہ سالار کے ساتھ رہنے کا بھی بھی سوچ سکتی تھی۔

خاص کر حویلی سے باہر کیونکہ یہاں پھر بھی اسے کچھ سہارا ہوتا تھا مگر لاہور جا کر تو وہ صرف اسی بے رحم کے رحم و کرم پر ہوتی تھی۔

وہ کمرے میں آئی اور ہاتھ لے کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

کچھ دیر اپنی زندگی کے مطلق سوچتے رہنے کے بعد وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی تھی۔

سالار شاہ نے قدم آغا سائیں کے کمرے میں رکھے تو وہاں مراد شاہ کو بھی موجود دیکھ کر وہ حیران ہوا۔

یعنی پھر سے اسے نصیحتیں کی جانے والی تھیں۔۔۔

وہ بیزار سے چہرہ لیے اندر داخل ہوا اور سلام کرتا آغا سائیں کے ساتھ والے صوفے پر ٹک گیا۔

"سالار آپ سحر سے رشتہ قائم رکھنا بھی چاہتے ہیں یا نہیں؟"

آغا سائیں سنجیدگی سے بولے تو سالار نے ان کی جانب دیکھا۔

پہلے زبردستی اسے سالار کے سر باندھ کر اب وہ کیسے آرام سے اس کی رائے لے رہے تھے۔

"آغا سائیں اب اس سوال کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔کیونکہ اب میں چاہ کر بھی انہیں خود سے الگ نہیں کر سکتا کیونکہ ان کا نام مجھ سے جڑ چکا ہے اور میں خود سے جڑی چیزوں کو آزاد نہیں کیا کرتا"

وہ بھی ازحد سنجیدہ لہجے میں بولا تو مراد شاہ نے آبرو اچکا کر اس کی جانب دیکھا۔

"سحر کوئی بے جان چیز نہیں ہیں سالار شاہ وہ جیتی جاگتی انسان ہیں"

وہ تھوڑے سخت لہجے میں بولے تو سالار طنزیہ مسکرایا۔

"یہی بات آپ لوگوں کو شادی سے پہلے سوچنی چاہیے تھی جب آپ زبردستی ان پر اپنا فیصلہ تھونپ رہے تھے۔

جب آپ نے ان کے والد ہونے کے باوجود انہیں بے جان چیز سمجھا تو مجھ سے کیا اُمید رکھ رہے ہیں؟"

اس نے جیسے اُنہیں آئینہ دکھایا تھا۔

مراد شاہ نے غصّے سے اسے دیکھا جو ان کی عزت و احترام ہی بھول گیا تھا۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

"سالار آپ کی خواہش تھی کہ آپ سحر کو ساتھ شہر لے جائیں گے جو ہم نے قبول کرلی۔۔۔ مگر ان کچھ دنوں میں ہی سحر کے ساتھ آپ کا رویہ دیکھ کر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ سہراب آپ کے ساتھ شہر نہیں جائیں گی۔ بیشک آپ انہیں اس رشتے سے آزاد مت کریں مگر ہم اپنی بچی حویلی سے باہر نہیں بھیجیں گے اور یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے"

آغا سائیں کی پر رعب آواز پر سالار نے مٹھیاں بھینچتے خود کی قابو کرنا چاہا۔

"آغا سائیں گستاخی معاف مگر اب وہ میری بیوی ہیں تو جو میں چاہوں گا وہی کروں گا آپ ہمارے لیے کوئی فیصلہ لینے کا حق نہیں رکھتے"

وہ بد تمیزی سے بولا تو مراد شاہ نے غصّے سے اسے گھور کر دیکھا جبکہ اہانت کے احساس اور غصّے کی وجہ سے آغا سائیں کا چہرہ بھی سرخ ہوا۔

"آپ بڑوں کا احترام بھی بھول گئے ہیں سالار؟"

مراد شاہ کرخت آواز سے بولے تو سالار نے ان کی جانب دیکھا۔

"ہی نہیں چاچو میں کوئی احترام بھی بھولا۔۔۔ مگر میں احترام میں آپ لوگوں کو اپنا حق نہیں چھیننے دے سکتا"

وہ دوبارہ اسی طرح بولا تو مراد شاہ نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"سالار شاہ بتایئے آپ کو ہمارا فیصلہ منظور ہے یا ہم آپ کو اپنی جائیداد سے عاق کے دیں؟"

آغا سائیں نے ہمیشہ کی طرح اسے دھمکی دی تو سالار نے غصّے سے سرخ ہوتی آنکھوں کو سختی سے بند کرتے خود کی قابو کرنے کی کوشش کی۔

دل تو کر رہا تھا کہ جا کر اس عذاب کی جڑ یعنی سحر کا گلا دبا دے۔

کیا کچھ نہیں ہو رہا تھا اس کی زندگی میں صرف اُس ایک چھٹانک بھر کی لڑکی کے لیے۔

وہ جانتا تھا کہ آغا سائیں بھی اسی کی طرح غصّے کے بہت تیز ہیں تو جو وہ کہہ رہے ہیں وہ کر گزریں گے اسی لیے وہ کوئی نقصان مول نہیں لے سکتا تھا۔

"رکھیں اپنے پاس ہی اپنی چہیتی کو۔۔۔"

وہ غصّے سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

پیچھے مراد شاہ مسکرا کر آغا سائیں کو دیکھا تھا۔

"آپ کا تیر بلکل نشانے پر لگا ہے"

وہ انہیں داد دیتے بولے تو آغا سائیں فخر سے مسکرائے۔

"ہمارا تیر کبھی نشانے سے چوکتا نہیں ہے مراد شاہ"

انہوں نے غرور سے کہا پھر کمرے میں دونوں باپ بیٹے کا قہقہہ گونجا تھا۔

"مورے اب لائیں عمر مجھے دیں ناں۔۔۔"

سالار نے جیسے ہی لاؤنج میں قدم رکھا اُس کے کانوں میں سحر کی بچکانہ سی آواز گونجی۔

اس کا موڈ پہلے ہی بہت خراب تھا اس لیے اب وہ مزید یہاں ٹھہر کر خود کو پاگل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس نے بغیر رکے قدم اوپر کی طرف بڑھائے تھے۔

جبکہ نور اور سحر شاہ نے اس کی جانب دیکھا تھا جس کا چہرہ جانے کیوں از حد تنا ہوا لگ رہا تھا۔

"اب پھر سے جانے انہیں کیا ہوا ہے؟"

نور شاہ تاسف سے بولیں تو سحر نے بھی سر جھٹکا اور عمر کو نادیہ شاہ کی گود سے لیا۔

جبکہ اب نادیہ، نور اور ہانیہ شاہ تینوں ہو فکر مند نظر آ رہی تھیں۔

سحر بظاھر لاپرواہ نظر آ رہی تھی جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے مگر دل اس کا بھی اُداس ہو چکا تھا۔

کیسے اس کی وجہ سے سالار کی زندگی خراب ہو چکی تھی یہاں تک کے سارے گھر والوں سے بھی اس کا تعلق دن بہ دن خراب ہو رہا تھا۔

"سحر جائیں بیٹا دیکھیں انہیں کیا ہوا ہے غصے میں کیوں ہیں"

نادیہ شاہ کی بات پر اس نہیں چونک کر انہیں دیکھا۔

"مگر۔۔ مم۔۔ مورے آپ جانتی۔۔ ہیں ناں وہ مجھے۔۔ پسند نہیں کرتے"

اس نے احتجاج کیا تو نادیہ بیگم نے اسے تھوڑی سخت نظروں سے دیکھا۔

"پسند کریں یا نہ کریں مگر آپ کے شوہر ہیں وہ۔۔۔ تو آپ کو یوں لاپرواہی نہیں برتنی چاہیے"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

انہوں نے اسے سمجھایا تو اُس نے نہ چاہتے ہوئے بھی عمر کو ہانیہ کی گود میں بٹھایا اور ایک آخری نظر ان سب پر ڈالتی آہستہ آہستہ اوپر کی جانب بڑھنے لگی۔

دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا مگر اب وہ واقعی سالار سے بات کر لینا چاہتی تھی۔

کیُونکہ اس سب کے وجہ بھی تو وہی تھی نا۔

اس نے سالار کے روم تک پہنچ کر دروازہ ناک کیا تو خاموشی ہی رہی تھی۔

سالار نے اندر آنے کا نہیں کہا تھا مگر وہ آہستہ سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی لیکن اندر ایک بدبودار دھویں نے اس کا استقبال کیا تھا۔

سامنے ہی وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔

ایک بازو پیچھے پھیلا رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں سگرٹ جلا تھا جس کا دھواں کمرے میں پھیلا تھا۔

سحر کی الرجی تھی دھویں سے اس لیے ضبط کے چکر میں کچھ ہی لمحات میں اس کا ناک اور گالیں سرخ ہو چکی تھیں البتہ آنکھیں میں بھی چبھن کی وجہ سے پانی آیا تھا۔

سالار نے قدموں کی چاپ پر سر اٹھایا تو اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر اس نے کاٹ دار نظریں اس کے خوبصورت چہرے پر گاڑھیں۔

وہ اب آ تو چکی تھی مگر اس کہ دل کر رہا تھا واپس بھاگ جائے۔

وہ تو اس کی سخت نظروں پر ہی زیر ہو جاتی تھی۔۔۔اس سے بات کیا خاک کرتی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

"م۔۔مجھے مورے نے بھیجا ہے کہ آپ سے وجہ پوچھوں کہ آپ غُصہ کیوں ہیں"

وہ وہیں سے ہی نظریں جھکائے بولی تو سالار نے گھور کر اسے سر سے پاؤں تک دیکھا پھر سگرٹ کو بجھا کر ائش ٹرے میں پھینکا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سہر کو اس سے الرجی ہے اس کا سانس رک سا جاتا تھا زیادہ دھویں میں۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے علاوہ میرے غصّے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔۔۔"

وہ لفظوں کو چبا چبا کر بولا تو سحر کی آنکھوں میں پانی آیا وہ پہلے ہی خود کو قصوروار سمجھ رہی تھی اب سالار کی بات سے مزید دکھی ہوئی۔

اس نے بہت کوشش کی کہ آنسو نہ گرے مگر اچانک ہی ایک آنسو موتی کی صورت میں ٹوٹ کر اس کی آنکھ سے گرا۔

سالار جس کی نظریں اسس پر تھیں اس شفاف موتی کو دیکھ بھڑک اٹھا۔

وہ تیزی دے اٹھتا اس تک آیا پہلے پیچھے سے دروازہ لاک کیا اس کے بعد گھسیٹ کے اسے دیوار تک لایا۔

اسے دیوار سے پن کر کے دونوں بازو اس کی اطراف میں رکھے اور چہرہ بلکل اس کے چہرے پر جھکایا۔

وہ نازک سا وجود اس کے فولادی وجود کے پیچھے چھپ ہی گیا تھا۔

جبکہ اب وہ خوفزدہ ہوتی کپکپا رہی تھی۔

"یہ ڈرامے کسی اور کے سامنے کرنا سالار شاہ ان ڈراموں سے نہیں پگھلتا"

لال حویلی　　دی بیسٹ ناولز

وہ انتہائی تلخ لہجے میں بولا تو سحر نے جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کیں اور دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا۔

"ہٹیں۔۔ مم۔۔ مجھے جانا ہے"

وہ اس کی سانسوں کی تپش سے جلتی بمشکل ہی نیچے دیکھتی بولی تھی۔

جبکہ اس کی مزاحمت پر جانے کیوں سالار کو مزید انگ لگی تھی۔

سالار شاہ اپنے دل کو سمجھ نہیں پا رہا تھا جو اس نازک سی لڑکی کی قربت پر سکون پا رہا تھا۔

سالار کا دل نہیں کر رہا تھا کہ فلحال وہ اس سے دور ہو اور وہ اپنے دل پر حیران تھا۔

اس کے دل ودماغ میں تو اتنا زہر تھا اس کے لیے مگر اب یوں اچانک اسے کیا ہوا تھا؟؟؟

"اور اگر میں آج نہ ہٹوں تو؟"

وہ بوجھل لہجے میں بولا تو سحر نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

اس کے لہجے میں ایسا کچھ ضرور تھا جس نے سحر کو حیرت انگیز کر دیا تھا۔

سالار کو بھی اپنے الفاظ کا اندازہ ہوا تو وہ

ہاتھ چہرے پر پھیرتا خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

مگر آج اس کا نفس اس پر حاوی تھا۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سالار نے ایک مرتبہ پھر اس کی جانب دیکھا جو نہایت پر کشش بھوری آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

سالار کو لگا وہ ضبط کھودے گا تو وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔

"گیٹ لاسٹ۔۔۔ائی سیڈ جسٹ گیٹ آؤٹ فرام ہیئر"

وہ اچانک دھاڑا تو سحر نے سہم کر اسے دیکھا جو اب اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

وہ آنسوؤں سے بھری آنکھیں لیے بھاگتی ہوئی اس کے کمرے سے نکلی تو سالار بیڈ پر بیٹھتا اپنے ہاتھوں میں چہرہ گرا گیا۔

"یہ کیا ہو رہا تھا مجھے۔۔۔میں۔۔۔میں اس کے بارے میں ایسا سوچ بھی کیسے گیا۔ائی ہیٹ ہر۔۔۔سالار شاہ یو ہیٹ ہر"

وہ جیسے خود کو ہی یقین دلا رہا تھا۔

مگر دل تھا کہ الگ ہی انداز میں دھڑکتا اسے کسی اور ہی جذبے کا احساس دلا رہا تھا جسے سالار سمجھ کر بھی انجان بن رہا تھا۔

وہ اپنی منت کو کسی طور فراموش نہیں کر سکتا تھا اور اس کے دل پر حق تھا تو صرف اور صرف منت سالار شاہ کا۔۔۔

اسے یقین تھا کہ منت کے بعد اس کا دل یوں ہی ویران رہے گا مگر آج جیسے اس ویرانی میں محبت کی کونپل پھوٹ چکی تھی۔

"نہیں میں منت کو دھوکا نہیں دے سکتا۔۔۔میں صرف اور صرف منت سے محبت کرتا ہوں، کرتا تھا اور مرتے دم تک کرتا رہوں گا۔"

وہ خود کو پر سکون کرنے کی خاطر بولا تھا مگر اندر سے وہ ابھی بھی بے چین ہی تھا۔

کچھ دن یُو نہی گزر گئے تھے سالار نے جانے جاب کا کیا کیا تھا کہ وہ اب نا لاہور جا رہا تھا نہ ہی اسلام آباد بلکہ با قاعدگی سے آفیس جا رہا تھا۔

آغا سائیں تو پہلے ہی چاہتے تھے کہ وہ خاندانی کاروبار سمبھالے نہ کے چند پیسوں کی جاب۔۔۔

مگر دل عزیز پوتے کی خواہش پر وہ اسے جاب کرنے کی رضامندی دے گئے تھے۔

سالار ان دنوں بلکل ساکت تھا نہ کسی سے بات کرتا اور ناں ہی وہ زنان خانے میں آتا تھا۔

آفیس سے کمرے میں آتا کپڑے وغیرہ بدل کر مردان خانے میں چلا جاتا، وہاں کچھ دوست آ جاتے تو سالار کا دن یُونہی گزر رہے تھے۔

سحر ان دونوں بلکل ازاد پنچھی کی طرح گھوم رہی تھی۔

اس کے دن بھی ہانیہ اور عمر کے ساتھ بہت اچھے گزر رہے تھے۔

عمر اب اسے پہچاننے لگا تھا اسے قریب دیکھ کر ہی وہ ہاتھ پاؤں مارنے لگتا تو وہ بھی کھلکھلا دیتی تھی۔

سب گھر والے خوش تھے کہ سحر پھر سے پہلے جیسی ہوتی جارہی ہے۔

ہاں البتہ سالار کے ذکر پر یا تو وہ اٹھ کے چلی جاتی یا بے حد سنجیدہ ہو جاتی تھی۔

ان دونوں کے والدین اور آغا سائیں اب ان کے رشتے کو لیکر پریشان تھے۔

کیونکہ اب تو وہ رہنے بھی علیحدہ کمروں میں لگے تھے اور ایک دوسرے سے دونوں کی کوئی بات چیت بھی نہیں تھی۔

نادیہ شاہ نے مراد شاہ کے کہنے پر اس دن کے بعد بھی کئی بار سحر کو سمجھایا تھا کہ اپنے شوہر کا خیال رکھے، اس کی ضرورتیں اسے فراہم کرے۔

ان کا باتوں کہ مفہوم وہ اچھے سے سمجھ گئی تھی مگر وہ انہیں کیسے بتاتی کہ سالار ہر گز اس سے اس طرح کا کوئی تعلق بھی قائم کرنا چاہتا۔

اور چاہتی تو وہ بھی نہیں تھی مگر وہ تو چلو لڑکی تھی چاہتی بھی تو کیا ہی کر لیتی۔

آج آغا سائیں نے ان دونوں کو ہی اپنے پاس اپنے کمرے میں بلوایا تھا۔

سحر بہت گھبرا رہی تھی کہ جانے وہ کیا کہنا چاہتے ہوں گے۔

سحر ملازمہ کے بلاوا دینے پر فوراً ہی آغا سائیں کے کمرے میں داخل ہوئی تو سالار شاہ وہاں پہلے سے ہی موجود تھا۔

اسے دیکھ کر سالار نے فوراً نظریں پھر لیں تو آغا سائیں کی اس کی حرکت ناگوار گزری۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سالاران دنوں میں اپنے دل کی بات کی زبردستی ہی دبا رہا تھا اور اس کی یہی کوشش تھی کہ ناں وہ سحر کی دیکھے اور ناں ہی اس کا دل مزید اس کی طرف متوجہ ہو۔

سحر نے سلام کیا تو آغا سائیں نے جواب دیتے اسے اپنے ساتھ ہی بیٹھنے کس اشارہ کیا۔

وہ آہستہ سے ان کے ساتھ بیٹھی تو آغا سائیں نے مسکرا کر محبت سے اس کی پیشانی چومی۔

پھر اس کے نکھرے نکھرے چہرے کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہیں میری گڑیا؟"

اُن کے پیار سے پوچھے گئے سوال پر اُس نے اثبات میں سر ہلاتے ان کی طرف دیکھا جو ہمیشہ کی طرح بہت پر رعب لگ رہے تھے۔

"میں نے آپ دونوں سے بات کرنے کی خاطر آپ کو یہاں بلایا ہے"

آغا سائیں سیدھے ہوتے بولے تو سالار کے چہرے پر بیزاری آئی۔

"آغا سائیں پلیز اب مزید مجھ پر کوئی بھی پابندی مت لگائیے گا۔۔۔ آپ کی بہت سی باتیں قبول کی ہے میں نے اب مزید نہیں کر سکتا جو جیسا چل رہا ہے چلنے دیں"

سالار کی بات پر آغا سائیں نے اسے گھورا جبکہ سحر یوں ہی نظریں جھکائے بیٹھی رہی۔

"آپ دونوں کو اس رشتے کے حقوق و فرائض کے مطلق کچھ معلوم بھی ہے جس کی آپ پچھلے کافی دنوں سے توہین کر رہے ہیں"

For more visit (exponovels.com)

آغاسائیں بغیر کسی لگی لپٹی کے مدعے پر آئے تو سحر کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہوا جبکہ سالار نے ایک نظر اسے دیکھا پھر آغاسائیں کی جانب متوجہ ہوا۔

"جی"

"خاموش رہیں سالار ہمیں بات کرنے دیں۔۔۔۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ الگ کمروں میں رہ رہے ہیں کیا یہ سچ ہے؟"

اس نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے ہی تھے جب آغاسائیں نے اس کی بات کاٹی اور سوال کیا۔

ان کے سوال پر سحر تو ہاتھوں کو آپس میں مروڑنے لگی جبکہ سالار نے اپنی مردانا شال اُتار کر صوفے پر رکھی پھر آغا سائیں کی طرف دیکھا۔

"جی یہ سچ ہے"

اس نے اطمینان سے کہا تو آغاسائیں نے ہلکے غصے سے اسے گھورا۔

"وجہ"

"وجہ آپ بہتر جانتے ہیں۔۔۔ کہ اس چھوٹی سی بچی کو میں بحیثیت بیوی ہر گز قبول نہیں کر سکتا اس لیے ہم الگ ہی رہتے ہیں۔۔۔اور آغاسائیں جن حقوق و فرائض کا آپ ذکر کر رہے ہیں ناں ان کی زرہ بھی اُمید مت رکھیے گا مجھ سے۔ میں وہ تمام حقوق اپنی من چاہی بیوی کو دے چکا ہوں اب ان کو دینے کے لئے نہ میرے پاس کچھ ہے اور نہ مجھے ان سے کچھ چاہیے"

سالار نے بے باکی سے اپنی بات کہی تو سحر کا چہرہ حیا سے لال ٹماٹر ہوا تھا ساتھ ہی ساتھ اسے توہین کا احساس بھی ہوا کہ وہ کیسے کہہ گیا تھا کہ نہ وہ اسے حقوق دے سکتا ہے نہ اسے چاہیں۔

یقیناً یہ عورت کی ذات کی سب سے بڑی توہین تھی۔

اس کی بات پر آغا سائیں کا چہرہ غصّے سے بھاپ چھوڑنے لگا۔

"یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ کم عمر لڑکی سے شادی نہیں کی جاسکتی یا اس سے اپنے جائزہ حقوق نہیں لیے جا سکتے ہاں؟اور آپ کو شرم نہیں آرہی اپنی بیوی کے مطلق یہ سب کہتے"

آغا دائیں غصّے سے دھاڑے تھے مگر سالار پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"آغا سائیں اب مزید آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے"

وہ بھی غصّے سے بولا تھا۔

سحر اب یہاں خود کی کمفرٹیبل محسوس نہیں کر رہی تھی مگر آغا سائیں کے حکم کے بغیر جا بھی نہیں سکتی تھی اُس لیے خاموشی سے بیٹھی رہی۔

"ہم سب کچھ کر سکتے ہیں سالار شاہ کیونکہ ہم رتبے اور عمر دونوں میں آپ سے بلند ہیں۔۔۔اور میری بات آپ دونوں کان کھول کر سن لیں۔ جتنی بدمزگی ہونی تھی وہ ہوگئی اب اپنا رشتہ اگے بڑھائیں۔۔۔ سحر بیٹا آپ ابھی سے اپنے اصل کمرے یعنی ان کے کمرے میں رہیں گی اور بحیثیت بیوی ان کی ہر ضرورت کا خیال آپ خود رکھیں گی۔اگر انہوں نے آپ سے زرہ سے بھی سختی کی تو آپ مجھے بتا سکتی ہیں پھر میں جو فیصلہ لوں گا وہ سالار شاہ کو اچھے

سے ہوش و حواس میں لوٹا دے گا۔اب آپ دونوں جا سکتے ہیں یہاں سے اور یاد رہے کل مجھے آپ بلکل نئے نویلے جوڑے کی صورت میں ملیں۔"

آغا سائیں نے کہتے ساتھ ہی اپنا سیل اٹھالیا مطلب اب دونوں کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔

سالار غصے سے تن فن کرتا کمرے سے نکلا تو سحر بھی اٹھنے لگی جب آغا سائیں نے سیل رکھا اور اسے واپس بٹھایا۔

"میں واقف ہُوں سالار کے مزاج سے مگر یقین رکھیں بیٹا بیوی کی محبت بگڑے نواب زادوں کو بھی سنوار لیتی ہے۔ مجھے پوری اُمیدِ ہے کہ آپ محبت سے ان کا دل جیت ہی لیں گی۔شاباش اب جائیں ان کے پاس"

آغا سائیں نے اسے محبت سے سمجھایا تو وہ بھی مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

سالار شاہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

پہلے ہی بہت مشکل سے وہ اپنے دل کو تھپک تھپک کر خاموش کرواتا تھا اور اب تو آغا سائیں نے اسے بہت بڑے امتحان میں ڈال دیا تھا۔

سحر اس کے بعد کمرے میں ائی تھی۔

وہ آہستہ سے چلتی اندر آئی اور کمرے کا پھیلاوا سمیٹنے لگی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سالار نے اس کی جانب دیکھا تو نظر اس کی ٹھوڑی ہیلدی مگر لچک دار کمر سے ہوتی شفاف گردن پر گئی۔

سالار نے تیزی سے نگاہ پھیری اور واشروم میں گھس گیا۔

سحر نے حیرت سے مڑ کر واشروم کے بند دروازے کو دیکھا یعنی وہ ضد کا پکا تھا۔

اس نے سر جھٹکتے قدم کمرے سے باہر رکھے پھر کچھ ہی منٹ بعد وہ اپنا ایک ہینڈ کیری گھسیٹتی دوبارہ کمرے میں آئی۔

سالار شاید شاور کے رہا تھا کیونکہ واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی سحر نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔

پھر وہ الماری تک آئی پوری الماری سالار کے کپڑوں اور چیزوں سے بھری تھی مگر اس میں ایک ایک چیز نہایت نفاست سے رکھی تھی۔

سحر اب دونوں پٹ کھولے کھڑی گہری سوچ میں تھی کہ اپنے کپڑے کہاں سیٹ کرے۔

ساتھ ساتھ ہونٹ چبانے کا مشغلہ بھی جاری تھا۔

تبھی سالار واشروم سے باہر آیا تو سحر کو سامنے دیکھ کر اسے بغیر کسی وجہ کے ہی غُصہ آیا تھا وہ اب مزید اس لڑکی کو اپنے کمرے میں برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

سحر اسے دیکھ کر دوبارہ اپنی سوچ میں مگن ہو گئی تو سالار بھی سر جھٹکتا ڈریسنگ کے سامنے آیا اور بال ٹاول سے پونچھنے لگا۔

جبکہ ہر پانچ سیکنڈ بعد وہ ایک نظر اس پر بھی ڈال لیتا جو بہت مصروف سی کھڑی تھی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

وہ ابھی بھی ویسے ہی کھڑی سالار کی ذہنی مریضہ ہی لگ رہی تھی۔

سالار بیڈ پر آیا اور اے سی کی سپیڈ فل کرتے بغیر کسی لحاف کے بیڈ پر سیدھا لیٹا اس کی کاروائی دیکھنے لگا۔

سحر نے اب آہستہ سے ایک سائڈ سے سالار کی شرٹس اتارنا شروع کیں تو سالار تپ کر اٹھا۔

اسے اپنے کپڑوں میں بے ترتیبی ہرگز قبول نہیں ہوتی تھی۔

وہ اٹھ کر اس تک آیا اور شرٹس اس سے تھام کر صوفے پر اچھالیں۔

پھر جھٹکے سے الماری کا پٹ بند کرتے اسے الماری سے لگایا تو سحر لمبی لمبی سانسیں لیتی خود کو نارمل کرنے لگی۔

البتہ سالار شاہ کو اب چین مل رہا تھا تو وہ تھوڑا اور اس کے قریب ہوا۔

سحر کو لگا اس کا سانس رک جائے گا۔۔۔

"میرے کپڑوں کو ہاتھ بھی کیسے لگایا تم نے ہاں؟"

وہ غصے سے بولا تو سحر آنکھیں میچ گئی۔

سالار کو تو جیسے موقع ملا تھا اسے محسوس کرنے کا۔

وہ اب فرصت سے اس کی لرزتی پلکوں کی جنبشِ دیکھ رہا تھا من میں آیا کہ ان پلکوں کو ہونٹوں سے چھو کر محسوس کرے جو وہ ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔

سحر نے اس کی خاموشی پر آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور کپکپاتی پلکوں سے اسے دیکھا۔

وہ جو مرور سا کھڑا بہت توجہ سے اس کے چہرے کو نہار رہا تھا اسے آنکھیں کھولتے دیکھ فوراً اپنے تاثرات بدل گیا۔

"مجھے۔۔اپنے کپڑے بھی تو رکھنے ہیں ادھر۔۔۔"

وہ منمنائی تو سالار نے اسے گھور کر دیکھا۔

"اور آپ کو یاد نہیں آغا سائیں نے کہا تھا کہ آپ مجھ پر غُصہ نہیں ہوں گے"

اس نے نظریں جھکاتے معصومیت سے کہا تو سالار کے دل نے اسے لعنت بھیجی۔

"یوں تو آغا سائیں نے اور بھی بہت کچھ کہا تھا تو کیا میں ان کی بات مانتے وہ سب بھی کر گزروں؟"

سالار طنزیہ انداز میں اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تو وہ خوفزدہ ہوئی۔

"نن۔۔نہیں۔میں۔میں۔عمر کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔"

وہ کہتی اب اس کا حصار توڑنے کی کوشش کرنے لگی جو اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔

سالار بھی سکون سے کھڑا اس کے نرم و نازک ہاتھوں کا لمس اپنے ہاتھوں اور بازوؤں پر محسوس کر رہا تھا۔

"پلیز۔۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی اس کے لہجے میں التجا کا عنصر محسوس کرتے سالار نہ چاہتے ہوئے بھی پیچھے ہو گیا۔

وہ اب وہیں الماری سے لگی لمبی لمبی سانسیں لے رہی تھی جبکہ سالار اسے ایک نظر دیکھتا بیڈ سے اپنا سیل اور گاڑی کی چابی لیتا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

لال حویلی　　دی بیسٹ ناولز

سحر بھی کچھ ہی دیر میں خود کو نارمل کرتی باہر آئی تھی جہاں سبھی حویلی والے لاؤنج میں ہی جمع تھے۔

عمان بھی آفس سے اس چکا تھا تو عمر کی اب وہ اپنے سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔

ہانیہ نادیہ شاہ کے کندھے سے لگی بیٹھی تھی آج پھر اس کی طبیعت نہ ساز سی تھی۔

نور بیگم عمر کا دودھ بنانے گئی تھیں جبکہ باقی لوگ یہیں تھے۔

"سالار کدھر گئے ہیں؟"

سلمان شاہ نے اس سے سوال کیا تو اس نہیں نفی میں سر ہلاتے لاعلمی کا اظہار کیا۔

اس کے سر ہلانے پر نادیہ بیگم نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"یہ سو گیا؟"

وہ عمان کے پاس ہی بیٹھتی ہوئی بولی تو عمان نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"اوہ لائیں میں اسے کمرے میں سلا آؤں"

وہ تھوڑی سیڈ ہوتی بولی تھی کیونکہ یہ وقت وہ عمر کے ساتھ ہی گزارتی تھی مگر آج سالار شاہ کی وجہ سے وہ سو چکا تھا۔

"نہیں آپ بیٹھیں ابھی یہیں ٹھیک ہے یہ"

عمان نے پیار سے کہا تو وہ بھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"نادیہ کھانا لگوادیں"

مراد شاہ کے کہنے کی دیر تھی نادیہ بیگم فوراً جی کہتی اٹھیں۔

"میں بھی آتی ہوں ساتھ"

ہانیہ نے کہا تو انہوں نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"نہیں گڑیا ہم کر لیں گے آپ بیٹھیں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی"

وہ محبت سے بولیں تو ہانیہ نے برا سا منہ بنایا اتنے دنوں سے آرام کر کر کے وہ بیزار ہو چکی تھی۔

پھر کچھ ہی دیر بعد ملازموں نے ٹیبل پر کھانا لگا دیا تو سب نے پر سکون ماحول میں کھانا کھایا۔

سالار ابھی تم گھر نہیں پہنچا تھا کھانے کے بعد سب نے ساتھ ہی چائے پی اور آہستہ اہستہ اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔

سحر سالار کے کمرے میں ہی آئی تھی۔

بیشک یہ کمرہ حویلی کا سب سے حسین ترین کمرہ تھا۔

اس نے شاور لے کر کپڑے بدلے پھر بیڈ پر لیٹ گئی۔

نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی تو وہ سیل یوز کرنے لگی۔

رات کے گیارہ بجے وہ بغیر دستک دیئے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سحر نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا جو دروازہ بند کرتا الماری سے آرام دہ لباس لے کر واشروم کی طرف بڑھ گیا۔

"کھڑوس"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی پھر سیل رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی بے دھیانی میں وہ بغیر دوپٹے کے ہی ڈریسنگ سے چیزیں سمیت کر سیٹ کرنے لگی تھی۔

وہ اس وقت سیاہ شلوار قمیض میں بے حد دمک رہی تھی سلکی بال شانوں پر بکھرے تھے یقیناً سالار شاہ اسے یوں دیکھ کر ہوش کھو دینے والا تھا۔

سالار کافی دیر شاور کے نیچے کھڑا خود کو ٹھنڈا کرتا رہا پھر کچھ ہی وقت میں وہ واشروم سے باہر آیا۔

عجب اتفاق تھا کہ اس نے بھی سیاہ ٹراؤزر پر سیاہ ہی شرٹ زیب تن کر رکھی تھی۔

بھورے بال ماتھے پر بکھرے تھے اور گلابی ہونٹ آپس میں بھینچے ہوئے تھے۔

شفاف گردن پر پانی کے قطرے بے حد خوبصورت منظر دکھا رہے تھے۔

سحر اب تیزی سے سب کچھ ترتیب سے رکھتی پلٹی ہی تھی کہ اس کا وجود سالار شاہ کے مضبوط وجود سے ٹکرایا۔

سالار نے اس کے گرد ایک بازو لپیٹے دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے سے بال ہٹائے جبکہ مخمور نظریں اس کے چہرے پر ہی تھیں۔

وہ بغیر دوپٹے کے اس سے لگی بہت بری طرح گھبرا رہی تھی اوپر سے ستم یہ کہ وہ ظالم اس کے چہرے سے نظریں پھیر ہی نہیں رہا تھا۔

"دیکھ کر نہیں چلا جاتا تم سے"

وہ جان بوجھ کے تھوڑے غصّے سے بولا کیونکہ اُسے سحر کا خود سے ڈرنا، گھبرانا بے حد پسند تھا۔

"ایم سوری۔۔میں آئندہ۔۔ہ خیال رکھوں گی"

وہ دھیمی سی آواز میں بولی مگر سالار نے اچانک ہی گرفت اس کی کمر پر سخت کی۔

"دوپٹہ کدھر ہے تمہارا ہاں؟ جان بوجھ کر ایسی حرکتیں کر کے امتحان لینا چاہ رہی ہو میرا"

وہ اپنی بے چینی کا بدلہ اس سے لیتا بلند آواز میں دھاڑا تو سحر نے خوفزدہ ہوتے اس سے الگ ہونا چاہا جس کی گرفت اب سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی تھی۔

سحر کو لگا اگلے ہی لمحے اس کی کمر کی ہڈی چیخ جائے گی۔

"میں۔۔بھول گئی تھی۔۔دوپٹا لینا۔۔۔اب پلیز۔۔مجھے چھوڑ دیں آپ"

یہ کہتے ساتھ ہی وہ اچانک ہی رو دی تو سالار گہری نظروں سے یہ خوبصورت منظر دیکھنے لگا۔

اس کی بھوری آنکھوں میں آنسو بہت دلکش لگ رہے تھے کہ سالار کا دل کیا انہیں لبوں سے چن کر خود میں جذب کر لے۔

"ایج کیا ہے تمہاری؟"

وہ بخیالی میں اچانک ہی بوجھل لہجے میں پوچھ گیا تو سحر نے حیرت سے بھیگی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

عجیب بے تکا سوال تھا اس کا۔

مگر اس کی نظروں میں جو تاثر تھا اس نے سحر کو لرزنے پر مجبور کیا تھا۔

"مجھے۔۔سونا ہے"

وہ اب جلدی سے اس سے دور جانا چاہتی تھی، اسے اب سالار شاہ سے خوف آرہا تھا اس لیے اسے دور دھکیلنے کی کوشش کرتی روتی ہوئی بولی۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے تم سے"

اب کی بار وہ انتہائی سنجیدگی سے بولا تو سحر نے خوف سے نظریں جھکا لیں۔

"ایٹ۔۔ایٹین ییرز"

وہ کانپتے ہونٹوں سے بولی تو سالار کے ہونٹوں پر ہلکی سے مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی۔

"ناٹ بیڈ"

اس نے کہتے ساتھ ہی سحر کو کندھے پر ڈالا تو وہ پرزور مزاحمت کرنے لگی تھی۔

مگر سالار اسے لیے بیڈ تک آیا اور اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتے اپنی شرٹ اُتار کر نیچے پھینکی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سحر آب ذار و قطار روتی ہوئی اس کی حرکات دیکھ رہئی تھی۔

سالار کادل کر رہا تھا کہ اسے کسی طرح خاموش کروائے اس کے آنسو سالار شاہ کو تکلیف پہنچا رہے تھے۔

مگر وہ جانتا تھا سحر آج ہر گز خاموش نہیں ہو گی، جیسے وہ اپنے جذبات کو خاموش نہیں کروا پا رہا تھا اسی طرح سحر بھی اپنے آنسوؤں کو روکنے سے قاصر تھی۔

سالار آہستہ سے اس پر لیٹا اور دونوں بازو اس کی اطراف میں رکھتے نظریں اس کی نم آنکھوں میں گاڑھ دیں۔

"پلیز۔۔ایسے مت کریں۔۔ابھی"

وہ روتی ہوئی بولی ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب اس نے اپنی رخسار پر بھیج لمس محسوس کیا۔

سالار اب اس کی سرخ پھولی ہوئی گال پر اپنے ہونٹ رب کرتا اسے بے چین کر رہا تھا۔

اس وقت اس کے دل ودماغ میں منت دور دور تک نہیں تھی۔

سحر کے آنسو روانگی سے بہہ رہے تھے مگر سالار شاہ ان کی پرواہ کیے بغیر اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔

"لٹل ڈول ایم سوری آج تمہیں سالار شاہ کو خود پر سہنا ہی ہو گا۔۔۔اس لیے بہتر ہے خاموشی سے مجھے جھیل لو یوں رو کر تم میرے جذبات کو مزید بھڑکا رہی ہو۔"

وہ بوجھل پن سے بولا تو سحر کو لگا حیرت سے اسے گھش پڑ جائے گی۔

سالار شاہ اس سے کیسے بات کر رہا تھا مگر اس کی بات کے معنی نے سحر کو مزید رونے پر مجبور کر دیا۔

سامنے والا بھی سالار شاہ تھا وہ بغیر اس کے رونے کا احساس کیے اپنی منمانیاں کرتا چلا گیا۔

جب اس کی شدتوں نے سختی اختیار کی تو سحر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

تب سالار شاہ کو بھی اس کی نزاکت کا خیال آیا اور اس کے بعد اس کے لمس میں نرمی ہی نرمی رہی تھی۔

رات کے ساڑھے چار بجے جب اس نے سحر کو آزاد کیا تو اس نازک جان کا وجود تقریباً ٹوٹ ہی چکا تھا۔

سالار اسے بانہوں میں بھر کر نیند میں چلا گیا جبکہ وہ نازک تتلی اس کی گرفت میں صبح سے اپنا غم بھی ہلکہ نہیں کر پا رہی تھی۔

رات کی طرح اب بھی اس کی زبان پر انہی الفاظ کی رٹ تھی۔

"مورے۔۔ باباسائیں مجھے بچالیں۔۔۔۔ پلیز۔۔۔مان لالا میرے پاس آجائیں پلیز"

سالار ساڑھے پانچ نماز کے لیے اٹھا تو وہ اس کی گرفت میں یُونہی بکھری پڑی تھی۔

اس کی آنکھیں کل رات اس پر بیتی چیخ چیخ کر بیان کر رہیں تھیں۔

شاید وہ ابھی تک سوئی نہیں تھی بس روئے جا رہی تھی۔

سالار کا دل تھا کہ اسے بھی نماز کا کہے مگر اس کی حالت کے پیش نظر خاموش رہا۔

جب وہ مسجد سے نماز ادا کر کے لوٹا سحر تب بھی اسی طرح لیٹی تھی۔

لال حویلی　　دی بیسٹ ناولز

اس نے سالار کو دیکھتے روتے ہوئے بمشکل کروٹ سالار کی طرف سے بدلی تو سالار کو اپنے سینے میں تکلیف اٹھتی محسوس ہوئی۔

اس نے بہت کوشش کی تھی کہ اسے تکلیف مت ہو مگر وہ اس قدر نازک تھی کہ سالار کی شدتوں کو بہت ہلکی آنچ پر بھی نہیں سہن کر پائی تھی۔

ہاں بیچ میں ایک وقت آیا تھا جب سالار خود کو قابو نہیں کر پایا تھا اور وہ ٹوٹ کر سحر پر برسا تھا مگر اس پر جب وہ شدت سے روئی تو سالار نے کچھ ہی لمحوں میں خود کو کنڑول کر لیا۔

اس کے بعد تو اس نے بہت نرمی سے اپنے جذبات سحر کے وجود پر رقم کیے تھے۔

مگر اب سحر کی حالت اسے تکلیف پہنچا رہی تھی۔

وہ آہستہ سے چلتا اس تک آیا مگر ابھی وہ اس کے قریب بیٹھتا کے سحر نے تکلیف کے باوجود پیچھے ہونے کی کوشش کی تو سالار تکلیف سے آنکھیں بند کر کے کھولتا اس سے فاصلہ قائم کر گیا۔

۔

۔

۔

یہاں تک کہ سات بجنے والے تھے مگر سحر کی ابھی بھی حالت وہیں کی وہیں تھی۔

سالار اب از حد پریشان تھا وہ قریب جانے کی کوشش بھی کرتا تو سحر رونے لگتی اور پیچھے کھسک جاتی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سالار اب اذیت سے صوفے پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا جو تکیے پر لیٹی آنسو بہا رہی تھی۔

سالار کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

آٹھ بجے نیچے ناشتے کا وقت ہو جانا تھا اور ملازمہ یا پھر گھر کی خواتین نے ان کے دروازے پر آپہنچنا تھا۔

سالار چاہتا تھا وہ کسی طرح سحر کو اٹھا کر واشروم تک چھوڑ آئے تاکہ وہ شاور لے سکے، پھر اس کے وجود پر موجود خراشوں پر کوئی ٹیوب لگا دے تک کم از کم اس کی تکلیف میں کچھ تو ازالہ ہو۔

مگر سحر تو اسے قریب ہی نہیں آنے دینا چاہتی تھی۔

آخر کار سالار نے ایک فیصلہ لیا اور اس نے انہیں سیل اٹھایا نور شاہ کا نمبر ملا کر اس نے سیل کان سے لگایا تھا۔

"وسلام مورے۔۔۔جی میں اٹھ گیا ہوں"

اس نے نور شاہ کو جواب دیا تو اس کی آواز پر سحر مزید دکھی ہوتی روئی تھی۔

"جی وہ بھی اٹھ گئی ہے۔۔۔مورے آپ ابھی میرے کمرے میں آجائیں ضرورت کام ہے کچھ"

اس کی بات پر سحر خود پر کمبل مزید اچھے سے اوڑھ گئی یعنی اب وہ اسے خود دیئے گئے زخموں پر اپنی ماں سے مرہم رکھوانا چاہتا تھا۔

سحر نے تلخئ سے سوچا اور آنکھیں میچ گئی۔۔۔وہ اس وقت کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ واقف تھی حویلی کے کسی بھی فرد کو دیکھ کر وہ ضبط کھو کر چیخنے لگے گی۔

وہ جانتی تھی اس کی مورے پہلے ہی منت کی موت اور اب اس کی بے رنگ زندگی کو لے کر بہت فکر مند ہیں۔

وہ اب اپنی وجہ سے انہیں مزید تکلیف میں ہر گز نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"مورے آرہی ہیں۔۔۔ تمہاری حالت کچھ سمیٹ دیں گی۔ کوشش کرنا کہ خود کو رونے سے بعض رکھو"

کال کاٹتے اس نے سنجیدگی سے سحر سے کہا۔

بات یہ نہیں تھی کہ سالار شاہ کسی سے ڈرتا تھا اس نے ایسا صرف اس لیے کہا تھا کہ وہ اپنی مورے کی نظروں میں اپنے لیے بے یقینی یہ ناراضگی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

سحر کا دل کیا کہہ دے کے اب خوف آرہا ہے۔

مگر وہ سالار سے بات نہیں کرنا چاھتی تھی اس لیے خاموش رہی۔

اگلے ہی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو سالار نے بجھی سی آواز میں جی آجائیں کہا تھا۔

جبکہ سحر اب آنکھیں بند کر چکی تھی،اب اس کا دکھ مزید بڑھ رہا تھا۔

"کیا ہوا بیٹا سب ٹھیک تو ہے"

وہ ایک نظر سوئی سحر پر ڈالتیں سالار سے بولیں جواب صوفے سے اٹھتا ان تک آیا تھا۔

سالار کو اپنا مدعا بیان کرنے کے لیے صحیح الفاظ کی تلاش تھی جو اس وقت اسے نہیں مل رہے تھے۔

"مورے۔۔۔وہ۔۔سحر۔"

وہ اتنا کہہ کر ہی خاموش ہو گیا کیونکہ اسے اپنی ماں کے سامنے ایسی بات کرتے بے حد شرمندگی ہو رہی تھی۔

دوسری طرف سحر کا وجود ضبط کے باوجود اب بری طرح کپکپا رہا تھا۔

"کیا ہوا سحر کو؟"

نور بیگم کی آواز میں اب زرہ پریشانی تھی۔

تبھی ان کی نظر سحر پر گئی جس کا وجود کمبل میں کانپ رہا تھا۔

وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھیں اور کمبل اس کے چہرے سے ہٹاتے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ بھرا۔

سالار اب اذیت سے وہیں کھڑا اتھادل کر رہا کسی طرح تھا کہ منظر سے غائب ہو جائے۔۔۔

"سحر میری جان۔۔۔آنکھیں کھولیں بچے کیا ہوا ہے آپ کو"

وہ اس کہ رویا رویا سوجا چہرہ دیکھتیں از حد پریشان ہوتیں اس کا سر اپنی گود میں رکھتیں بولیں تو سحر کا ضبط ٹوٹ گیا۔

وہ اچانک ہی ان کی گود میں چہرہ چھپاتی بچوں کی طرح رونے لگی۔

نور شاہ نے اب سوالیہ نظروں سے سالار کو دیکھا جو نظریں جھکا گیا۔

"سحر بیٹے۔۔۔کیا ہوا ہے کچھ بتائیں تو صحیح"

وہ بے چینی سے بولیں البتہ سحر اب ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔

سالار تیزی سے آگے بڑھا اور جھٹکے سے اس نے کمبل سحر سے ہٹایا تھا۔

اور خود اذیت سے رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔

سحراب مزید تیزی سے رونے لگی تھی۔

اس نے سالار کی بلیک ٹی شرٹ پہن تو رکھی تھی مگر اس کے بازو ہاف تھے اور وہ پیٹ سے بھی کھسکی ہوئی تھی۔

نور بیگم پل میں ہی ماجرا سمجھیں۔

انہوں نے جلدی سے اٹھ کر کمبل واپس سحر پر اچھے سے ڈالا اور غم و غصّے سے بے حال ہوتیں سالار تک آئیں انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ ان کے بیٹے کی حرکات ہیں۔

" نظریں کیوں چرا رہے ہیں سالار شاہ ادھر دیکھیں میری آنکھوں میں "

وہ کرخت لہجے میں بولیں مگر سالار نے نظریں نہیں اٹھائیں۔

"اپنی ہی عزت کو لوٹتے آپ کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے تھا سالار شاہ مگر حیرت ہے کہ آپ اس جرت کے بعد بھی زندہ ہیں"

وہ نہایت سختی سے بولیں تو سالار نے ان کے ہاتھ تھامے۔

"مورے قسم لے لیں۔۔میں نے جان بوجھ کر نہیں"

"مورے بول کر مزید شرمندہ مت کریں مجھے۔۔۔کیا جان بوجھ کر نہیں سالار۔۔کیا یہ آپ نے نہیں کیا۔۔۔کسی اور نے کیا ہے۔۔۔"

وہ غصے میں بولیں تھیں مگر سالار کو ان کی آخری بات پر آگ لگی۔

"مورے"

وہ جبڑے بھینچتا دھاڑا تو انہوں نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"آج دیکھ لی میں نے آپ نے آپ کی مردانگی جو عورت ذات پر ہی چلتی ہے۔۔۔میں تو اس غلط فہمی میں مبتلا تھی کہ میرے بیٹے بہت بہادر بہت نڈر ہیں۔مگر میں غلط تھی سالار شاہ آپ نے مجھے غلط قرار دے دیا"

وہ پھر سے چلائیں تو سالار نے اذیت سے ان کی جانب دیکھا۔جبکہ سحراب بھی رو رہی تھی۔

"آپ نے تو اپنی ہوس پوری کر لی اب بتائیں میں کیا جواب دوں گی ان کے ماں باپ کو،ان کے بھائی کو،آپ کے بابا کو اور آغا سائیں۔۔۔سب کی کا منہ سے بتاؤں میں کہ میرے بیٹے نے اپنی ہی بیوی کو چیر پھاڑ دیا"

وہ آج بہت سخت الفاظ استمال کر رہی تھیں جو ان کا رویہ ہر گز نہیں تھا۔

سالار کو اب ان کی باتوں پر غصّہ انے لگا تھا مگر وہ انہیں کچھ کہہ نہیں سکتا تھا اس لیے وہ تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

Don't Copypaste Without My Permission !

"سحر میرے بچے ایسے رو کر مجھے مزید شرمندہ نہیں کریں میری جان"

نور شاہ اس تک آئیں اور دوبارہ سے اس کا سر اپنی گود میں رکھتیں بے بسی سے بولیں تو سحر نے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں رگڑیں۔

"میرا بچہ میں جانتی ہوں سالار کا طریقہ غلط تھا مگر ایک ماں ہونے کے ناطے میں آپ سے گزارش کرتی ہُوں کے آپ کسی سے اس چیز کا ذکر مت کیجئے گا...پہلے ہی سب بہت ناراض رہتے ہیں سالار سے اب بات مزید بڑھ جائے گی۔میں جانتی ہوں میں اپنے بیٹے کے لیے خودغرض ہو رہی ہوں مگر سحر میں مجبور ہُوں"

ان کے آس بھرے لہجے پر سحر کو دکھ ہوا۔

وہ سمجھ سکتی تھی کہ وہ بھی ایک ماں ہیں اور وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھیں پہلے ہی سالار سے سب ناراض تھے اب مزید ہو جاتے۔

"تائی امی...ایسے تو مت کہیں..میں..میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گی.."

وہ احترام سے بولی تو نور شاہ نے اس کی نم آنکھیں صاف کیں۔

"اب اٹھیں میری جان کسی طرح واشروم تک لے چلوں میں آپ کو شاور لے لیں۔ آپ کا چہرہ بہت بجھا بجھا لگ رہا ہے"

نور شاہ محبت سے اس کے بال ایک طرف کرتی ہوئ بولیں تو سحر نے اثبات میں سر ہلایا تکلیف سے جسم ٹوٹنے کو تھا۔

For more visit (exponovels.com)

[redacted]

مگر آخر اٹھنا ہی تھا اس لیے وہ بغیر کسی تماشے کے ابھی اٹھنا چاہتی تھی۔

نور شاہ نے اسے سہارا دے کر کھڑا کیا پھر اسے واشروم لے گئیں۔

اس کی الماری سے خوبصورت سا پرپل کلر کا ڈریس نکال کر اسے تھمایا اور خود باہر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگیں۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ پہلے سے بہت بہتر حالت میں باہر آئی تھی۔

اب سوجن بھی کچھ کم ہو چکی تھی اور آنسوؤں کے نشان بھی دھل چکے تھے ہاں و پہلے کی طرح فریش تو نہیں لگ رہی تھی مگر کچھ دیر پہلے جیسی ڈل بھی نہیں لگ رہی تھی۔

شاور کا ہی اثر تھا کہ اس کی تکلیف میں

[redacted]

[redacted]

قابل قبول کمی واقعی ہو چکی تھی۔

"اب ہلکا سا میکپ کر لیں اور بال بنا کر نیچے اس جائیں میں اب چلتی ہوں آپ کی مورے انتظار کر رہی ہوں گی کچن میں"

وہ اس کی پیشانی چومتی ہوئی محبت سے بولیں تو سحر نے دھیما سا مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

نور شاہ کمرے سے گئیں تو وہ آہستہ سے چلتی ڈریسنگ تک آئی اور بالوں کی برش کر کے انہیں کھلا ہی کیچر میں جکڑ دیا ساتھ اگے سے دو لٹیں بھی نکال لیں۔

اس کے بعد اُس نے چہرے پر معمول کے بر عکس کنسیلر لگا کر چہرے پر موجود خراشوں اور ڈارک سرکلز کو چھپایا اور ہلکا سا بلشن لگا کر اس نے پنک لپسٹک لگائی اور آہستہ سے چلتی کمرے سے باہر ائی۔

[redacted]

آج اس کی چال میں واضع تبدیلی تھی بچپنا ہرگز نہیں تھا۔

آج وہ ایک بھر پور ، میچور لڑکی کی طرح سمبھل سمبھل کر قدم اٹھا رہی تھی۔

عادت کے بر عکس آج سحر شاہ نے دوپٹا پھیلا کر لے رکھا تھا جیسے اگر اس کہ دوپٹا ذرا سا بھی چھلک گیا تو اس کا وجود عیاں ہو جائے گا۔

وہ آرام آرام سے چلتی سیڑھیوں تک آئی جسم میں تکلیف ہونے کے باعث اسے اُترنے میں مشکل ہو رہی تھی مگر وہ ہونٹ بھینچتی آہستہ سے نیچے آئی۔

سب لاؤنج میں ہی جمع تھے حتیٰ کہ سالار بھی۔
سحر اسے دیکھ کر فوراً نظریں پھیر گئی وہ سب کے سامنے ہرگز نہیں رونا چاہتی تھی۔

نور اور نادیہ شاہ ملازموں سے ٹیبل پر کھانا لگوا رہی تھیں۔

سحر آ کر ہانیہ کے ساتھ بیٹھی جو ارمان کی گود میں لیے دودھ پلا رہی تھی۔

"سحر چندہ طبیعت ٹھیک ہے آپ کی ؟"

ہانیہ اس کی سستی دیکھتی پریشانی سے بولی تو قریب بیٹھے عمان نے بھی فکرمندی سے اسے دیکھا جبکہ وہ اب کنفیوز ہو رہی تھی۔

"کیا ہوا لالا کے بیٹے کو ؟"
عمان شیریں لہجے میں بولا تو وہ شرمندہ سی ہوئی۔

"نہیں مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔۔۔آپ دونوں زیادہ محسوس کر رہے ہیں"

For more visit (exponovels.com)

وہ یہ کہتے ساتھ ہی عمر پر جھک گئی تو عمان بھی مطمئین ہوتا دوبارہ آغا سائیں کی جانب متوجہ ہوا۔

"آج لالا بھی کچھ بدلے بدلے سے لگے مجھے ہمیشہ کی طرح بھڑکے ہوئے نہیں تھے...کوئی بات ہوں آپ کی ان سے"

اب بانیہ آہستہ سے بولی تو سحر نے پریشانی سے ہونٹ چبائے۔

"جی..ہاں۔آپی...وہ..اب..ہمارے درمیان سب ٹھیک..ہو گیا ہے۔"

وہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولی جبکہ چہرہ جانے کیوں بھاپ چھوڑنے لگا تھا وہ خود پر سالار شاہ کی نظریں اچھے سے محسوس کر رہی تھی مگر ذبط کیے بیٹھی تھی۔

"اوہ...بہت اچھی بات ہے سحر آپ دونوں نے جلدی سمجھ لیا اپنا رشتہ۔ مجھے تو لگا تھا کہ اب کچھ ٹھیک نہیں ہونے والا۔ مگر مشاالله بہت اچھا کیا آپ دونوں نے۔اُمیدِ ہے میرے لالا اب آپ سے آہستہ اہستہ محبت بھی کر بیٹھیں گے"

بانیہ مسکرا کر خوش دلی سے بولی تھی مگر سحر مسکرا بھی نہیں سکی۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے اب کچھ ؟"

وہ اس کہ دھیان بھٹکانے کی خاطر بولی تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہمم رات کو آپ کے لالا لے گئے تھے ہاسپٹل۔ کچھ میڈیسن ملی ہیں اور ڈائٹ پلان بھی... تو اب کچھ بہتر محسوس کر رہی ہوں کل کی نسبت"

اس نے تفصیل سے بتایا تو سحر نے اثبات میں

سر ہلایا۔

"جانے کیوں سارے مسئلے ہم عورتوں کے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔۔پہلے شادی پھر بچے اففف۔۔۔یہ مرد حضرات کتنے آزاد ہیں نہ آپی"

سحر اپنا فیوچر سوچتی جھرجھری لیتی بولی کیونکہ اسے ہانیہ کی حالت سے بہت ڈر لگا تھا۔

جس طرح وہ روتی تھی ڈیلوری سے پہلے اور اب بھی تو اس کی طبیعت نہیں سمبھل رہی تھی۔۔۔

"پگلی ایسے نہیں بولتے اللہ کی مرضی ہے ساری۔ ہم اعتراض نہیں کر سکتے"

ہانیہ نے اسے سمجھایا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر وہ سب ناشتہ کرنے ٹیبل پر آئے تو آغا سائیں کے کہنے پر وہ سالار کے ساتھ والی چیئر پر ہی بیٹھی تھی۔

ناشتہ کرنے کے بعد سب مرد زنان خانے اسے چلے گئے تو وہ سب عمر کو لیے لان میں سا گئیں۔

عمر کو نادیہ شاہ نے اٹھا رکھا تھا وہ اس کا ناک کھینچ رہی تھیں اور تکلیف ہانیہ کو محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

بار بار وہ انہیں ٹوکتی کہ " آرام سے کریں چچی اسے درد ہو گا " تو وہ دونوں مسکرا دیتیں البتہ سحر بھی ہانیہ کی طرح پریشان سی بیٹھی تھی۔

"ماشاللہ آج سحر کچھ بڑی بڑی لگ رہی ہیں بھابھی۔۔آپ نے محسوس کیا ؟"

نادیہ شاہ اس کی جانب دیکھتی نور شاہ سے بولیں تو انہوں نے بھی اسے دیکھا واقعی آج

اس کا وجود کچھ بھرا بھرا لگ رہا تھا اور چہرہ بھی۔

وہ سب کو اپنی طرف متوجہ پا کر سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی۔

"ہمم ماشاللہ اللہ بد نظر سے بچائے ہماری بچی کو"
نور شاہ محبت سے بولیں تو سب مسکرا دیں۔

"ہانیہ بچے عمان کہہ کے گئے تھے کہ آپ آج خود ان کے لیے کیک بنا دیجیے گا۔ کافی عرصہ ہو گیا آپ نے کیک نہیں بنایا "

نور شاہ اچانک یاد آنے پر بولیں تو اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

واقعی خود سے کوئی کام کیے اسے بہت وقت گزر چکا تھا اور وہ اب اس روٹین سے مکمل

اُکتا بھی چکی تھی سارا دن آرام آرام اور بس آرام۔

عمر کو زیادہ تر وقت سحر ، نادیہ اور نور شا ہی دیکھتی تھیں کیونکہ ابھی اس کے سٹریچز نہیں کھلے تھے۔

ہانیہ اس وجہ سے بہت ڈری ہوئی بھی تھی کہ اسے خوف آتا تھا اسٹریچز کھلونے سے۔

ڈاکٹر نے پندرہ سے بیس دن کا کہا تھا اور اب ڈز دن تو ہو ہی چکے تھے۔

رات ہانیہ نے عمان سے بات بھی کی تھی کہ کیا یہ ممکن نہیں کے ٹانکے کھلوائے ہی مت جائیں۔

تو عمان نے اسے سمجھایا تھا کہ نہیں یہ کھلوانے ضروری ہیں۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

"بھابھی اقراء نہیں آ رہیں کافی دن ہو گئے ہیں انہیں حویلی آئے...آخری دفعہ سحر اور سالار کے نکاح میں ہی آئی تھیں وہ غالباً"

نور شاہ اقراء شاہ کو یاد کرتیں بولیں تو سحر نے بھی سر اٹھایا۔

اسے اپنی پھوپھو تو بہت عزیز تھیں مگر ان کے بیٹے سے نفرت تھی اسے۔

"مراد سائیں کہہ رہے تھے کہ وہ ناراض ہیں۔ وہ بھی اس وجہ سے کہ سحر کا نکاح سالار سے کیوں کروایا آغا سائیں نے افریم سے کیوں نہیں۔اب بھلا ہم واقف نہیں تھے ان کے بیٹے کی حرکتوں سے کہ اپنی چھوٹی سی بیٹی اس کی جھولی میں ڈال دیتے...خیرشکر ہے وقت سے پہلے نہیں رشتہ مانگا انہوں نہیں ورنہ آغا سائیں اور مراد سائیں نے تو سوچنا بھی نہیں تھا اور ہاں کر دینی تھی۔ بیشک ہر چیز میں اللہ کی بہتری ہوتی ہے"

نادیہ شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہمم ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ...خیر بھابھی آپ کا صبر بہت ہے جو مراد لالا کے ساتھ زندگی گزاری آپ نے...میں تو خود اکثر خوفزدہ ہو جاتی ہوں جب وہ غصہ ہوتے ہیں۔اب دیکھیں زرہ سالار کے بابا کا مزاج بلکل نرم سا ہے مگر سالار کا مراد لالا جیسا سخت ہے۔ جبکہ عمان بھی زیادہ تر نرمی ہی رکھتے گئیں مزاج میں مگر سالار تو توبہ بھئی بلکل اپنے چاچو پر گئے ہیں جانے سحر کیسے رہیں گی ان کے ساتھ"

نور شاہ دیور اور بیٹے کا مزاج سوچتیں جھرجھری لے کر بولیں تو نادیہ شاہ دھیما سا مسکرائیں۔

"ہاں نور بہت مشکل سے گزارا کیا میں نے مراد سائیں کے ساتھ۔ جب میں پہلی رات یہاں آئی

تو سمجھیں جیسی گزری اچھی گزری۔۔۔۔اب میری دعا ہے کہ اللہ میری بچی کی زندگی میں سکون ہی سکون عطا فرمائے میں تو چلو کچھ مضبوط تھی سب سہہ لیا یہ بہت نازک ہے۔عمان یا مراد سائیں کبھی اونچی آواز میں انہیں کوئی بات کہہ دیں تو رونے لگتی ہیں۔۔۔ اس لیے بس ان کی جانب سے فکر لگی رہتی ہے مجھے"

وہ محبت سے سحر کی جانب دیکھتی ہولیں تو ہانیہ اور نور شاہ ان کی محبت پر مسکرا دیں۔

"ہمم بھابھی ویسے میں سوچتی ہوں کہ اللہ نے بیٹے جتنے مضبوط اور ہمت والے عطا کیے ہیں ہمیں بیٹیاں اتنی ہی نازک اور کمزور دل۔۔۔ اب یاد کریں ذرہ ایک دفعہ انجکشن لگوایا تھا ہانیہ نے اور رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔۔۔اور سحر تو بات بات پر یونہی روتی تھی تب ہی ان کی سنجیدگی سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔ اس رات بھی انھوں نے مجھ سے کوئی محبت بھری باتیں نہیں کیں۔میں پہلے ہی خوفزدہ تھی اگلے صبح جب اٹھی تو کانوں میں سیدھا ان کے دھاڑنے کی آواز گونجی تھی۔ ملازمہ بیچاری نے تین مرتبہ سے زیادہ بار دروازہ بجا دیا تو وہ بھڑک ہی اٹھے تھے۔میں تو ڈرتی ہوئی جلدی سے واشروم چلی گئی البتہ وہ سارا دن بھی ایسا ہی گزرا کیونکہ ان کا موڈ صبح صبح ہی بگڑ چکا تھا پھر ان کا رویہ دھوپ چھاؤں جیسا ہی رہا ہے ہمیشہ کبھی غصہ تو کبھی محبت۔۔امی کہا کرتی تھیں کہ مشہور محاورہ ہے کہ ایک دفعہ توڑ کر پھر جوڑتا ہے مرد۔ تو کچھ یہی سمجھ لیں۔۔۔۔مگر عمان کی پیدائش پر انھوں نے بہت محبت دی تھی مجھے جس طرح آج کل عمان ہانیہ کا خیال رکھ رہے ہیں اسی طرح خیال رکھتے تھے میرا مراد سائیں۔۔منت اور سحر کی دفعہ بھی بہت خیال رکھا انھوں نے میرا

ہیں۔نکاح کے روز تو حالت ہی بگڑ گئی تھی انکی۔ٹھیک ہی کہتی ہیں آپ اب دیکھیں زرد ہانیہ بہت خوش ہیں عمان کے ساتھ مگر مجھے پھر بھی ٹینشن ہوتی ہے کہ کہیں تکلیف نا ہو انہیں؟...ابھی تک نیچے کیوں نہیں آئیں ؟ عمر تنگ تو نہیں کر رہا ہو گا ؟ عمان نے کسی بات پر ڈانٹ نہ دیا ہو ؟ ہزاروں باتیں چل رہی ہوتی ہیں دماغ میں ان کی وجہ سے۔۔۔ اللہ نے ایک ہی دی ہیں ہمیں اور وہ بھی نزاکت کی آخری حد ہیں"

نور شاہ جھنجلا کر بولیں تو سحر اور ہانیہ نے مسکراہٹ دبائی۔

"او ہو مورے اتنی محبت کرتی ہے کیوں ہیں آپ ہمیں ؟"

ہانیہ محبت سے مسکرا کر انہیں دیکھتی بولی تو انہوں نے اسے گھورا۔

"اس طرح آپ عمر سے کرنے لگی ہیں۔۔۔ذرہ سے تکلیف برداشت نہیں کر پاتیں"

ان کی بات اور اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا آئیں اب اندر چلیں سب۔۔۔لنچ کی تیاری بھی دیکھنی ہے اور سحر آپ آج لنچ میں کوئی سے بھی ایک چیز خود بنائیں گی وہ بھی سالار کے لیے ہانیہ آپ یوں کریں عمر کی صلا دیں بیڈا نیند آئی ہے اسے سلا کر آپ بھی کچن میں آ جائیں اور کیک بنا دیں"

نور شاہ اٹھتی ہوئی بولیں۔

انہوں نے جان بوجھ کر سحر کی سالار کے لیے کھانا بنانے کہ کہا تھا تاکہ ان دونوں میں سب کچھ ٹھیک ہو سکے۔

ناراضگی ایک طرف مگر انہیں بیٹے کا خیال بھی تھا۔

شام کو سب نے ساتھ کھانا کھایا تھا۔

سحر نے سالار کے لیے خود کوفتے بنائے تھے اور ہانیہ نے عمان کے لیے کیک۔

دونوں کو ہی اچھا لگا تھا عمان نے تو اظہار کیا تھا مگر سالار نے خاموشی سے کھانا کھایا اور اٹھ کے کمرے میں چلا گیا۔

نور شاہ اب سوچ رہی تھیں کہ غلطی سالار کی بجائے ان کی اپنی تھی وہ شوہر تھا تو اس نے اپنے جائز حقوق ہی لیے تھے۔

اس میں کیا قباحت تھی کے اس نے اپنی بیوی سے اپنے حقوق لیے تھے۔

بیشک اس کا طریقہ تھوڑا غلط تھا جس پر انہیں غصّہ آیا تھا۔

اس نے ضرورت سے زیادہ سختی کی تھی جو سحر کے لیے سہنا مشکل تھی وہ بھی پہلی دفعہ ہی۔

مگر جو بھی تھا انہوں نے سالار کو زیادہ سنادیا تھا اور اب وہ شرمندہ تھیں۔

وہ جانتی تھیں سالار بہت غصّہ تھا ان دنوں شاید اس لیے اس نے سحر پر غصّہ نکال دیا ہوگا۔

آہستہ آہستہ سب سونے کے لیے چلے گئے جبکہ سحر خوفزدہ تھی کہ کہاں جائے۔

وہ سالار کے پاس جانے سے بھی ڈر رہی تھی

اور کہیں جا بھی نہیں سکتی تھی، لاؤنج میں بیٹھی رہتی تو کوئی نیچے آکر اسے دیکھ لیتا اور کیا سوچتا۔

پھر وہ ہمت کرتی آرام سے اٹھی اور اوپر آئی۔

تبھی اس کی نظر اپنے سابقہ کمرے پر گئی تو سحر کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔

وہ جلدی سے اندر داخل ہوئی اور دروازہ لوک کرتی بیڈ پر آئی۔

اس نے لائٹ آف کی اور آرام سے بیڈ پر لیٹ گئی۔

ابھی اسے لیٹے دس منٹ ہی ہوئے تھے جب اس کا فون رنگ ہوا۔

اس نے نمبر دیکھا تو سالار لالا لکھا تھا۔

سحر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

دل اب دھک دھک کر رہا تھا، اور شرمندگی بھی ہو رہی تھی کہ اس نے ابھی تک سالار کا کنٹیکٹ نیم کیوں نہیں بدلا۔

پھر کچھ سوچ کر اس نے یس کرتے سیل کان سے لگایا جب کہ ایک ہاتھ دل کے مقام پر رکھا تھا کہ اپنی دھڑکنیں سمبھال سکے۔

"کہاں ہو؟"

ابھی وہ کچھ کہتی کہ اسے سالار کی سنجیدہ سی آواز سنائی دی۔

"مم۔۔میں اپنے روم میں"

وہ حلق تر کرتی بولی تھی جبکہ دل کانپ رہا تھا۔

"سحر سالار شاہ تم اس وقت اپنے کمرے میں موجود نہیں ہو جو مجھے ہر گز قبول نہیں۔تو ابھی کر اسی وقت کمرے میں آؤ"

سالار کی سرد آواز پر اس نے مجھ بسور ا اب وہ کیا کہتی کہ آپ کے سامنے نہیں آسکتی۔

"مگر۔۔مجھے نیند"

"اگر مگر کچھ نہیں ابھی کہ ابھی کمرے میں آؤ اینڈ ڈیٹس اٹ"

سالار نے کہتے ساتھ ہو کال کٹ کر دی تو سحر نے پریشانی سے ہونٹ چبائے۔

اب کیا کرنا چاہیے تھا اسے ؟اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

مگر سالار کا لہجہ یاد کرتی وہ اٹھ کر کمرے سے نکلی تھی پھر وہ بغیر دستک کے اپنے حالیہ کمرے میں داخل ہوئی۔

سامنے سالار شرٹ لیس صرف وائٹ جینز میں بیڈ پر لیٹا تھا جبکہ جسم پر کو لحاف بھی

نہیں ڈال رکھا تھا۔

سحر شرمندہ سی ہوتی دروازہ بند کرتی اندر آئی۔

سالار نے گہری نظروں سے اسے دیکھا جو کنفیوز اور خوفزدہ سی تھی۔

"یہاں آو میرے پاس"

سالار سنجیدگی سے بولا تو سحر نے جھٹکے سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو اسی کو گھور رہا تھا۔

وہ جانتی تھی سالار اِس کی کوئی بات نہیں مانے گا اس لیے خاموشی سے چلتی اس تک آئی اور اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔

وہ نظریں جھکائے ہونٹ چبا رہی تھی اور سالار نظریں بھر کر اسے دیکھتا اسے خود میں جذب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اچانک سالار نے اس کا بازو پکڑ کے اسے کھینچ کر خود پر گرایا تو سحر کی چیخ بے ساختہ تھی۔

"خاموش آواز نہ ائے تمہاری"

وہ بوجھل پن سے بولا تو سحر مزید کپکپا اٹھی مگر وہ اپنی جگہ سے ہلی نہیں تھی۔

پرپل دوپٹا شانوں سے پھسلتا سالار کے سینے پر گر چکا تھا اور اس کی سنہری زلفیں سالار کے چہرے پر بکھر گئیں۔

اس وقت وائٹ بیڈ شیٹ پر وہ وائٹ جینز میں اور اس پر سحر پرپل ڈریس میں لیٹی تھی یہ منظر نہایت سحر انگیز لگ رہا تھا۔

سحر نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے اور ذرا پیچھے ہونا چاہا مگر سالار ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھتا اسے مزید قریب کر گیا۔

اس کی گھنی پلکیں بلکل جھکی تھیں جبکہ رخسار سرخ ہو چکے تھے سالار اس منظر سے نظر ہٹا ہی نہیں پایا۔

اس کی زلفوں کی خوشبو سالار کی پاگل کر رہی تھی اور اس پر ستم یہ کہ گردن پر موجود اس کی کل کی شید توں کے نشان بھی سالار کے سامنے تھے۔

سالار نے اس کے وجود کو کانپتے محسوس کیا تو مسکرا دیا۔

پھر نرمی سے اسے نیچے لٹاتے وہ خود اس پر جھک آیا اور شہادت کی انگلی اس کی خم دار ٹھوڑی پر رکھتے اس کا چہرہ اوپر کیا۔

"مجھے تو تمہاری صبح کی حالت دیکھ کر لگا تھا کہ کل رات جتنی تکلیف تمہیں ہوئی ہے تم آج مجھے زندہ نہیں ملو گی"

سالار نے طنزیہ لہجے میں کہا جبکہ اس کہ چہرہ اب سالار کے بلکل قریب اور سامنے تھا۔

سحر کی پلکیں اب کپکپا رہی تھیں۔

"اپنی نازک مزاجی میں بہتری لاؤ سحر شاہ۔۔۔آج تو تمہارا رونا دھونا برداشت کر لیا میں نے آگے نہیں کروں گا"

سالار نے وارننگ دی تو وہ جلدی سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا اور پھر اچانک ہی سالار نے جھک کر اس کی گال پر پیار کیا تو سحر شرما کے چہرہ موڑ گئی۔

سالار کو اس کی مزاحمت پر پھر سے طیش آیا تھا۔

اس نے سختی سے سحر کا چہرہ جکڑ کر اس کا رخ سیدھا کیا اور اس دفعہ جان بوجھ کے اس کی اسی گال پر ڈانٹ گاڑھے۔

وہ تکلیف سے کراہی تو سالار نے سرخ نظریں اس کی نظروں میں ڈالیں۔

"آئندہ ایسی بکواس حرکتیں مت کرنا"

وہ جبڑا بھینچ کر بولا تو سحر نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

سالار نے ہونٹ دوبارہ وہیں رکھے اور پھر وہ اس کہ چہرے کو اپنے لمس سے بھگوتا چلا گیا۔

سالار اب نرمی سے اس کی گردن پر اپنے دیئے گئے زخموں پر مرہم رکھتا پیچھے ہوا تو وہ نازک جان اسی میں آدھی ہو چکی تھی۔

سحر کی لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ سالار ایک طرف ہوتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا

اور اسے اٹھا کر خود پر ڈالا۔

"کاش تم اتنی پیاری نہ ہوتی اور اگر ہوتی بھی تو یوں نازک نہ ہوتی۔۔۔تب میں جی بھر کر تمھارے اس حسن کو خراج بخشتا"

سالار نے دل میں کہا اور اس کی کمر سہلانے لگا سحر اب اس کے شفاف سینے پر چہرہ رکھے لیٹی تھی۔

"سو جاؤ"

وہ سنجیدگی سے بولا تو سحر نے اس کی طرف دیکھا جو شائد اپنے جذبات سمبھالنا چاہ رہا تھا۔

وہ ڈرتی ہوئی جلدی سے کبوتر کی طرح آنکھیں میچ گئی تو سالار نے اس کی دونوں آنکھیں باری باری چومیں۔

"سالار شاہ کی چھوٹی سی جان"

وہ اس کی پیشانی چوم کر محبت سے بولا پھر خود بھی آنکھیں موند گیا۔

حالانکہ وہ اب بھی ایک ہاتھ سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔

جبکہ دوسرا ہاتھ اُس کے گرد باندھ رکھا تھا۔

پھر کچھ ہی دیر بعد دونوں کی مدھم سانسیں کمرے میں دھیما دھیما شور برپا کرنے لگی تھیں۔

وہ روم میں آئے تو عمان کپڑے لے کر واشر وم میں فریش ہونے چلا گیا البتہ ہانیہ عمر کو لیے بیڈ پر آگئی۔

عمر کو دو پہر میں ہلکا سا فیور ہو گیا تھا تک ہانیہ بہت پریشان ہو گئی تھی۔

لیکن پھر نادیہ شاہ نے اسے قہوہ چمچ کے ذریعے پلایا اور سیر پ دیا تو اس کی طبیعت بہتر تھی۔

ہانیہ نے کافی دیر عمر کو سلانے کی کوشش کی مگر جب وہ نہیں سویا تو اس نے ناراضگی سے اسے بیڈ کے درمیان میں لٹا دیا اور خود اپنی طرف لیٹ گئی۔

عمر نے روز آنہ کا معمول بنالیا تھا کہ خود تو وہ محترم شام کو نیند لے لیتا مگر رات میں ہانیہ کی ناک میں دم کر کے رکھتا۔

نہ ہی اسے رات دو، تین بجے تک خود سونا پسند تھا اور نہ ماں کو سونے دینا۔

ہانیہ چار راتوں سے لگاتار تین یہ چار بجے سو رہی تھی اس لیے وہ آج بہت تھکی ہوئی تھی۔

ابھی تک تو عمر آرام سے لیٹا کھلونے کو ہاتھوں میں گھمارہا تھا اور اس کے شور پر حیرت زدہ ہوتا یہ عمل بار بار کر رہا تھا۔

ہانیہ اسے دیکھ رہی تھی جانتی تھی کچھ ہی دیر میں اس کا بیٹا اس کھلونے سے اُکتا جائے گا اور پھر اسے صرف ہانیہ چاہیے ہو گی۔

عمر دن بہ دن صحت مند ہوتا جارہا تھا جو صرف اور صرف نادیہ اور نور بیگم کی محنت کا اثر تھا۔

ہانیہ تو آج کل خود کو ہی مشکل سے سمبھال پاتی تھی۔

آہستہ آہستہ موسم میں بدلاؤ آرہا تھا تو ہانیہ کو عمر کی بہت فکر رہنے لگی تھی اس کی پوری کوشش تھی کہ عمر بیمار نہ ہو۔

کیُونکہ ہانیہ کو الٹی کرنے والے بچوں سے چڑ تھی مگر نور شاہ اسے سمجھاتی تھیں کہ اپنے بچوں کی کوئی چیز بری نہیں لگتی۔

جب کبھی عمر نے الٹی کی تو دیکھنا آپ کہ دل ہر گز خراب نہیں ہو گا۔

ہانیہ اپنی سوچوں میں گھری تھی جب عمان واشروم سے باہر آیا۔

وہ بال ٹاول سے پونچھ کر ٹاول وہیں صوفے پر پھینکتا بیڈ تک آیا تو ہانیہ نے غصّے سے اسے دیکھا۔

پھیلاوا تو وہ مچادیا کرتا تھا مگر سمیٹنا اسے پڑتا تھا کیونکہ مسٹر عمان شاہ کو پسند

نہیں تھا کہ ان کے بیڈروم میں ملازم داخل ہوں۔

"باباکا شیر جاگ رہاہے"

عمان بیڈ پر لیٹے عمر پر جھکتا اس کی گال پر بیئرڈ رگڑ کر میٹھے محبت بھرے لہجے میں بولا تو پاس لیٹی ہانیہ نے منہ بنایا۔

"جی کیونکہ باباکا شیر باباکی ڈیوٹی ہی انجام دے رہاہے کافی راتوں سے ماما کو آدھی رات تک جگائے رکھے۔اسی لیے جاگ رہاہے۔"

لال حویلی — دی بیسٹ ناولز

وہ ناک چڑھا کر بولی تو عمان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو بغیر دوپٹے کے ڈارک بلو شلوار قمیض میں لیٹی تھی۔

عمان نوٹ کر رہا تھا کہ عمر کی پیدائش کے بعد وہ اس سے پہلے کی طرح نہیں جھجکتی تھی۔

وہ کافی حد تو اس سے فری ہو چکی تھی مطلب پہلے ہانیہ عمان کے سامنے کبھی بھی دوپٹے کے بغیر نہیں آتی تھی لیکن اب اسے کمرے میں ہوش ہی نہیں ہوتا تھا کہ دوپٹہ کہاں ہے اور وہ کہاں ہے۔

عمان کو بھی اس بات سے سکون ملا تھا اسے بیشک یہ نہیں قبول تھا کہ وہ کمرے سے باہر بغیر دوپٹے کے جائے۔

مگر یہ عمان کو اچھا لگا تھا کہ ہانیہ نے اس سے جھجکنا کم کر دیا تھا۔

وہ اس کے چہرے پر غصّہ محسوس کرتا مسکراہٹ دبا گیا۔

جانے کیوں اس کی طبیعت کا چڑچڑا پن جان ہی نہیں چھوڑ رہا تھا۔

"اوہو کافی دکھی سا لگ رہا ہے میرا بے بی"

عمان اسے آنکھوں میں بھرتا محبت سے بولا تو اس نے منہ بسور لیا۔

"تو کیا کروں بتائیں۔۔۔۔۔رات دیر دیر تک جاگنا پڑتا ہے مجھے۔آپ بھی سو جاتے ہیں میں کیا کیا کروں یہ سونے کا نام ہی نہیں لیتا۔اتنی کوشش کرتی ہوں میں اسے سلانے کی"

وہ بچوں کی طرح نروٹھے پن سے بولی تو عمان کو اس پر بے حد پیار آیا۔

For more visit (exponovels.com)

وہ عمر کے ہاتھ چوم کر اس تک آیا اور اسے اُٹھا کر بٹھاتے خود سے لگا یا۔

عمان نے آج کافی دنوں بعد اسے اپنے سینے سے لگایا تھا تو دونوں کو ہی سکون مل رہا تھا۔

وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپائے آنکھیں بند کر گئی اور عمان نرمی سے اس کی کمر سہلانے لگا۔

وہ واقف تھا اس بات سے کہ ہانیہ کے لیے عمر کو سمبھالنا مشکل ہو گا کیونکہ شادی کے بعد اس نے ہانیہ کی نزاکت بہت محسوس کی تھی۔

وہ اتنی نازک سی تھی کہ عمان کے سختی سے ہاتھ لگانے پر بھی اس کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔

عمان نے بھی محسوس دو تین راتوں سے کیا تھا کہ عمر اسے جگائے رکھ رہا ہے جو اس کے لیے مشکل ہے۔

وہ بھی آج کل خون زیادہ ضائع ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت زیادہ نڈھال رہنے لگی تھی۔

اس لیے عمان اس کی جانب سے بہت فکر مند تھا۔

پچھلے کچھ دن آفس میں اس کا کافی برڈن تھا جس کی وجہ سے وہ ہانیہ کی ڈائٹ پر دھیان نہیں دے پایا تھا۔

مگر آج اس نے پورا ارادہ کر لیا کہ کل سے وہ ہر حال میں ہانیہ کے کھانے پینے کا خیال خود رکھے گا۔

"بہت تھک جاتی ہیں ناں میری جان"

وہ پیار سے بولا تو اُس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ جانتے ہیں ناں میں صبح جتنی بھی کوشش کرلوں مجھے نیند نہیں آتی۔ مجھے صرف رات میں ہی نیند آتی ہے۔ لیکن اب عمر رات میں بلکل نہیں سوتا اور میں سو بھی

جاؤں تو یہ ہاتھ میرے منہ پر مارتا ہے جس کی وجہ سے میں جاگ جاتی ہوں۔۔۔اب دیکھیں آج بھی اس کا سونے کا کوئی ارادہ نہیں"

وہ دکھی سی ہوتی عمر کی شکایت کرتی ہوئی بولی تو عمان ہلکا سا مسکرایا۔

"تو جاناں اس کی روٹین چینج کروائیں نہ آپ شام میں مت سونے دیا کریں تو اس وقت نیند آجایا کرے گی اسے"

عمان نے حل پیش کیا تو اس نے منہ بسورا۔

"یہ شام میں رونے لگتا ہے اگر میں گود میں نہ لوں تو اور میری گود میں آتے ہی سو جاتا ہے۔"

اس نے معصومیت سے اپنا مسلہ بتایا۔

"اِٹس اوکے ایک دو دن رونے دیں مگر مت سلائیں۔۔۔ابھی روٹین ٹھیک کریں نہیں تو بعد میں بھی پروبلم ہو گی ہمارے لیے"

عمان پہلے تو سنجیدگی مگر آخر میں معنی خیزی سے بولا تو ہانیہ نے اس کے پہلو میں چونٹی کاٹی۔

"ہر گز نہیں۔۔۔آپ سوچیں بھی مت کہ اب میں آپ کے ہاتھ آؤں گی۔یہ سمبھل جائے یہی بہت ہے میرے لیے۔اور مان یاد کریں آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اب آپ میری مرضی کے خلاف ایسا کچھ نہیں کریں گے"

وہ روہانسی ہوتی بولی تو عمان شرارت سے مسکرایا۔

"وہ تو ان دنوں آپ کی حالت بہت خراب تھی تو آپ کا دل رکھنے کی خاطر میں نے جھوٹ بول دیا۔بھلا اتنی جلدی میں اپنی ہنی سے الگ ہو سکتا ہوں کیا؟"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھ کر بولا تو ہانیہ اس سے الگ ہوئی اور مکے اس کے سینے پر مارے۔

"مان"

وہ اس کے نام پر زور دیتی دکھی سے آواز میں بولی تو عمان نے دوبارہ اسے خود میں بھینچ لیا۔

"مذاق کر رہا تھا۔۔۔فلحال میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تو ابھی کہ لیے ریلیکس رہیں"

عمان کی بات پر وہ اس سے الگ ہوتی ناراضگی سے بیڈ پر لیٹ گئی تو عمان اسے محبت سے منانے لگا۔

صبح سحر کی نیند کھلی تو خود کو کسی کے مضبوط حصار میں پایا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں پھر محسوس کیا کے سالار شاہ اسے اپنی بانہوں میں بھرے لیٹا تھا۔

اس نے شرما کے آنکھیں جھکا لیں جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو۔

نظر ٹائم کلاک پر گئی تو صبح کے ساڑھے نو بج رہے تھے یعنی وہ بہت لیٹ اٹھی تھی۔

شاید سالار نے آج آفیس نہیں جانا تھا اسی لیے ابھی تک پر سکون سا سو یا تھا۔

سحر نے اٹھنے کی کوشش کی مگر سالار کی گرفت سخت ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہیں پار ہی تھی۔

جب وہ کوشش کر کر کے ہلکان ہو گئی تو اس نے گھور کر سالار کی بند آنکھوں کو دیکھا۔

ایسی بھی کیا گہری نیند کے وہ اٹھ ہی نہیں رہا تھا۔

"ش۔۔شاہ۔۔اٹھ جائیں"

آخر کار وہ آہستہ سے اس کا کندھا ہلا کر بولی تھی مگر سالار ہلا تک نہیں۔

"شاہ اٹھ جائیں نا"

اب کی بعد وہ پہلے ذرہ بلند آواز میں بولی تو سالار نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔

"کیا بات ہے بے بی ڈول صبح صبح کیوں تنگ کر رہی ہو مجھے"

وہ بوجھل لہجے میں بولا تھا مگر سحر چاہنے کے باوجود بھی اسے نہیں گھور سکی۔

"ٹائم دیکھیں تو صحیح صبح نہیں ہے اب۔۔۔کافی ٹائم ہو چکا ہے۔مجھے اب فریش ہونا ہے تو پلیز مجھے جانے دیں نا"

سحر روہانسی ہوتی بولی تو سالار نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"اوکے مائے لو یو کن گو"

وہ محبت سے کہتا اس کے اطراف سے بانہیں ہٹا گیا تو وہ جلدی سے اٹھی۔

"شاور لے کر آؤ پھر نیچے چلیں"

سالار نے سیل اٹھاتے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی واشروم چلی گئی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں نیچے آئے تو خواتین عمر سمیت لاؤنج میں ہی موجود تھیں۔

"اٹھ گئے میرے بچے ناشتہ بنوا دوں؟"

نور شاہ انہیں دیکھ کر محبت سے بولیں تو سحر مسکرا دی البتہ سالار چاہ کر بھی نہیں مسکرا سکا۔

وہ خاموشی سے ہانیہ کے پاس آکر بیٹھا اور عمر کو اس کی گود سے لے کر پیار کیا۔

عمر نے اس کی گود میں آتے ہی برا سا منہ

بنایا تھا جیسے اسے سالار کا اسے اس کی ماں سے دور کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔

"بہت موڈی ہے آپ کا بیٹا"

وہ اسے واپس ہانیہ کی گود میں دیتا بولا تو ہانیہ مسکرائی۔

"مورے کہتی ہیں کہ یہ آپ پر ہی گیا ہے"

اس نے نور شاہ کی بتا یاد کرتے کہا تو سالار نے منہ بنایا۔

"ہاں اس خاندان میں جس میں بھی ایٹیٹیوڈ یا بد تمیزی پائی جائے وہ مجھ پر ہی جاتا ہے"

سالار بناوٹی غصّے سے بولا تو ہانیہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"میں ناشتہ بنوا دیتی ہوں آپ دونوں کو بیٹھیں آپ"

نور بیگم سحر کو بیٹھنے کا کہتیں کچن میں چلی گئیں تو وہ بھی نادیہ بیگم کے پاس بیٹھ گئی۔

"آپ کے بابا سائیں نے آج اقراء کو دعوت پر بلایا ہے حویلی اس کی فیملی سمیت شام میں۔تو تیار ہو جایئے گا شادی کے بعد لڑکیاں یوں سونی سونی اچھی نہیں لگتیں۔ان کے سسرالی بھی آئیں گے تو باتیں نہ بنائیں"

نادیہ شاہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو سحر نظریں جھکا گئی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

اسے وہ دن یاد آیا تھا جب سالار نے اسے افراہیم سے بچایا تھا اور اب وہ شرمندہ ہو رہی تھی کہ سالار جانے کیا سوچتا ہو گا اس دن کے مطلق۔

سالار کا چہرہ بھی غصے سے سرخ ہوا تھا۔

وہ بلکل نہیں چاہتا تھا کہ افرہیم ان کی حویلی آئے۔

اس نے کوئی کم گھٹیا حرکت تو نہیں کی تھی اس کی بیوی کے ساتھ۔

مگر وہ مجبور تھا کہ اسے یہاں آنے سے روک نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ ان کی پھو پھو کا اکلوتا بیٹا تھا۔

پھر سالار کی نظر سحر پر گئی تو اس کی فیلنگز سمجھتے اس نے خود کو تھوڑا کنڑول کیا۔

وہ اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ اپنی بیوی کی حفاظت اچھے سے کر سکتا ہے۔

پھر چاہے افراہیم ہمیشہ کے لیے ہی حویلی کیوں نے رہنے لگے۔

"نہیں چچی کوئی ضرورت نہیں ہے اسے غیر مردوں کے سامنے زیادہ تیار ہو کر آنے کی یہ سادگی میں بھی اچھی لگتی ہے اور ویسے بھی لوگوں کی باتوں سے ہمیں فرق نہیں پڑتا"

سالار سنجیدگی سے بولا تھا مگر نادیہ شاہ کے چہرے پر ایک دم مسکراہٹ آئی تھی۔

یعنی ان دونوں میں سب ٹھیک ہو چکا تھا جو وہ اس طرح سحر کے لیے کہہ رہا تھا۔

اُنھوں نے خوشی سے سوچا پھر وہ مسکرانے لگیں۔

"ہانیہ اب آپی عمر دیں ناں مجھے"

سحر ہانیہ کی دوسری طرف بیٹھتی بولی تو ہانیہ نے مسکرا کر اس کی گود میں عمر دیا۔

"بس اب جلدی سے اللہ میری سحر کی گود

بھی ہری کرے اور میری بچی کو بھی پیارے سے بچے دے۔۔۔میں اپنی آنکھوں سے اپنی گڑیا کی خوشیاں دیکھوں

انشاءاللہ"

نادیہ شاہ نے محبت سے اسے دیکھتے دعا دی تھی مگر ان کی دعا پر وہ شرم سے سرخ پڑ ی۔

چاہنے کے باوجود بھی وہ پلکیں نہیں اٹھا پا رہی تھی،دل کر رہا تھا یہاں سے غائب ہو جائے۔

سالار نے معنی خیزی سے گلا کھنکارا تو سحر مزید شرما دی۔

"مگر چچی سحر تو ابھی بہت چھوٹی ہیں"

ہانیہ نے کہا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا۔۔۔لڑکیوں کی عمر نہیں دیکھی جاتی شادی کے بعد بچے تو ہوتے ہی

ہیں اس میں عمر کا کوئی عمل دخل نہیں اور آپ جانتی ہیں عمان جب پیدا ہوئے تھے تو میں صرف سترہ سال کی تھے ان سے بھی ایک سال چھوٹی اور آپ کی مورے انہی جتنی تھیں جب سالار پیدا ہوئے تھے"

نادیہ شاہ نے اسے کہا تو سحر نے بے بسی سے ان کی طرف دیکھا۔

کیسے کہتی مورے اب پلیز اس بارے میں بات نہیں کریں۔

"اُفف مجھ سے تو اس عمر میں برداشت نہیں ہوئیں یہ تکلیفیں سحر تو پھر بہت کم عمر ہیں یہ تو بلکل برداشت نہیں کر پائیں گی"

ہانیہ نے اپنا ایکسپیرینس آگے رکھا تو سحر گھبرا سی گئی البتہ سالار بھی پریشان ہوا تھا۔

وہ اپنی وجہ سے اسے تکلیف بھی دینا چاہتا تھا وہ بھی ابھی سے۔

سحر کو گھبراتے دیکھ کر نادیہ شاہ نے ہانیہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"آپ نے کھانا پینا ہو چھوڑ دیا تھا پریگنینسی میں اس لیے کمزوری کے باعث تکلیف ہوئی آپ کو۔ سحر اگر اپنی صحت کا خیال رکھیں گی تو انہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی"

وہ سحر کو دیکھتی بولیں۔

تبھی نور شاہ بھی کچن سے باہر آئیں اور ادھر ہی بیٹھ گئیں۔

"کیا باتیں ہی رہی ہیں بھئی"

انہوں نے عمر کی جانب دیکھتے کہا جو سکون سے سحر کی گود میں لیٹا تھا۔

"چچی کو سحر کے بچے دیکھنے کی خواہش ہو رہی ہے تو یہ اسی معاملے میں بات کر رہی تھیں"

ہانیہ نے جلدی سے کہا تو سحر سرخ ہوئی،اس کا چہرہ اب شرم سے بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔

کیاسب لوگ اس ایک موضوع کے پیچھے ہی لگ گئے تھے۔

"بھابھی آپ بھی ناں۔۔۔ابھی چھوٹی سی ہے ہماری سحر کچھ وقت گزرنے دیں ابھی تو شادی ہوئی ہے بچی کی"

نور شاہ اسے دیکھتیں بولیں تو نادیہ شاہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہمم نور مگر اللہ کا چاہا کوئی روک سکتا ہے بھلا اللہ نے جب چاہا اپنی نعمت یہ رحمت سے

نواز دے گا۔مجھے جلدی نہیں ہے۔۔۔۔مگر۔۔شاید مجھے جلدی ہی ہے۔پہلے اپنی ایک بیٹی کھو چکی ہُوں۔اس کی کوئی خوشی نہیں دیکھی میں نے۔مگر اب ان کی خوشیاں دیکھنا چاہتی ہوں میں۔اسی لیے اپنے رب سے میری یہی دعا ہے کہ مجھے میری زندگی میں میری سحر کی ساری خوشیاں دکھاتا کہ میں پر سکون ہو کر منت کے پاس جاسکوں"

نادیہ شاہ غمزدہ ہوتی بولیں تو سب ہی اُداس ہو گئے تھے۔

سالار بھی منت کے ذکر پر اذیت سے آنکھیں میچ گیا تھا۔

لال حویلی　　دی بیسٹ ناولز

البتہ سحر اپنی مورے کے دل کا حال سن کر تیزی سے اٹھتی ان تک آئی، عمر نور شاہ کو تھما کر وہ ان کے پاس آ بیٹھی اور چہرہ ان کے کندھے پر رکھ لیا۔

جب کہ اس کی آنکھیں اب اذیت سے سرخ ہو چکی تھیں۔

"مورے پلیز ایسی باتیں مت کریں۔۔۔میری مورے ابھی کہیں نہیں جا رہیں آپ ہمیشہ یونہی میرے ساتھ رہیں گی۔۔۔اور آپ اتنی اُداس کیوں ہیں۔یقین رکھیں مورے میں بہت خوش ہوں اپنی زندگی میں۔۔۔"

وہ محبت سے ان کے گرد بازو لپٹائے بولی تو انہیں نے اسے سینے اسے لگا لیا۔

"مورے کا پیارا بچہ۔۔۔"

نادیہ شاہ نے اس کی پیشانی چومی پھر اس کی آنکھیں صاف کیں جو آنسو بہا رہی تھیں۔

"اچھا بھئی اب آپ دونوں بس کریں۔۔۔سب اُداس ہو رہے ہیں۔سالار، سحر اٹھیں بیٹا ثمینہ نے ناشتہ لگا دیا ہے آپ دونوں کا ٹیبل پر۔پہلے جا کر ناشتہ کریں۔"

نور شاہ ماحول پر افسردگی چھّاتی دیکھ کر بولیں تو سحر نے اثبات میں سر ہلایا اور نادیہ شاہ سے الگ ہوئی۔

پھر سالار اور اس نے ڈائننگ اور ناشتہ کیا تھا۔

اس کے بعد سالار کسی کام کہ کہہ کر حویلی سے چلا گیا تو سحر اوپر کمرے میں آ گئی۔

کمرہ سیٹ کر کے وہ نیچے آئی تو سب کچن میں مصروف شام کی تیاریاں کر رہی تھیں۔

کیونکہ ان کے ہاں دعوت میں باہر سے کھانا

نہیں منگوایا جاتا تھا گھر کے ملازم اور خواتین ہی سب کچھ بناتی تھیں۔۔

ہانیہ نے عمر کو سلا کر نیچے والے روم میں سلا دیا تا کہ کام کے ساتھ ساتھ اسے بھی دیکھتی رہے۔

ان چاروں نے مل بانٹ کر کافی کام کیا تھا دو پہر تو وہ تقریباً آدھے سے زیادہ ڈشز بنا کر رکھ چکی تھیں۔

" جائیں اب آپ دونوں آرام کریں۔ پھر عصر کو نیچے آجایئے گا تیار ہو کر۔ جو کام رہتا ہے وہ ملازم کر لیں گے "

نادیہ شاہ ہانیہ اور سحر سے مخاطب ہوئیں تو وہ دونوں اپنے اپنے کمروں میں آ گئیں۔

سحر تو سو گئی البتہ ہانیہ عمر کو شاور دینے

لگی تھی جو اٹھ چکا تھا۔

"سحر آپ میری نظروں کے سامنے ہی رہیے گا نیچے۔"

سالار اور وہ اب تیار ہو کر کمرے سے نکلے تھے جب سالار نے اسے نصیحت کی۔

"جی"

وہ دھیمی آواز میں بولی۔

وہ نیچے آئے تو سب پہلے سے ہی موجود تھے۔

وہ دونوں بھی ایک صوفے پر بیٹھ گئے پھر کچھ دیر بعد ہی باہر گاڑیاں رکنے کی آواز آئی۔

اقراء شاہ اپنے سسرالیوں سمیت تشریف لا چکی تھیں۔

سالار کا موڑ ابھی سے بگڑ چکا تھا البتہ آغا سائیں اور سلیمان شاہ اسے کئی بار کہہ چکے تھے کہ اپنے مزاج کو سب کے ساتھ درست رکھنا۔

کیُونکہ سالار کب غُصہ ہو جائے کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا۔

سلیمان اور مراد شاہ بیویوں سمیت مین دروازے سے بہن کا استقبال کرنے گئے تھے البتہ آغا سائیں اور نیو جنریشن یہیں موجود تھی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

عمر کو ہانیہ سلا کر آئی تھی اس کی جان تو اب اسی چیز میں اٹکی تھی کہ عمر کی نیند نہ کھل جائے۔

اس کے عمان سے کہا بھی تھا کہ وہ کسی ملازمہ کو کمرے میں بٹھا آتی ہے۔

مگر عمان نے کہا تھا کہ اسے یہ بھی پسند کے ملازمہ ان کے بیڈروم میں بیٹھے اور عمر اٹھ بھی گیا تو کیا ہو جائے گا۔

-

-

-

پھر وہ سب اندر ائے تو یہ لوگ بھی اٹھ کر ملے تھے سب سے۔

سب نے اپنی اپنی نشست سمبھالی تو

ملازموں نے فوراً ٹیبل پر مختلف قسم کے جوس، پانی اور ڈرنکس سجا دیے۔

اقراء شاہ کا موڈ آج پہلے سے بہتر تھا وہ خوش تھیں کہ ان کی ناراضگی کو ان کے میکے میں اتنی اہمیت دی گئی۔

سالار نے سحر کو اپنے بلکل قریب بٹھا رکھا تھا تا کہ کوئی اس کی بیوی کی طرف نظریں بھی نہ اُٹھا پائے۔

افرہیم کے ساتھ اس کے دو چچازاد بھائی بھی تھے اس لیے سالار ضرورت سے زیادہ محتاط تھا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

عمان کو ابھی اس کی حرکت کے مطلق معلوم نہیں تھا تو وہ بہت گرمجوشی سے اس سے ملا جو سالار کو سے آنکھ نہیں بھا یا تھا۔

"بیوقوف"

سالار عمان کو محبت سے افرہیم سے ملتے دیکھ کر بھڑک کر آہستہ آواز میں بولا۔

تو پاس بیٹھی سحر نے اس کی طرف دیکھا۔

"شاہ اس میں ان کا کیا قصور انہیں نہیں پتہ نا کہ افرہیم بھائی ایسے ہیں"

سحر نے بھائی کی طرفداری کی تو سالار نے غور کر اسے دیکھا۔

"کیوں بچے ہیں یہ۔۔۔دکھتا بھی انہیں کہ وہ کتنی غلیظ نظروں سے دیکھتا ہے ان کی بہن کو جو یوں گلے مل رہے ہیں اس ×××کے"

سالار جلدی اور غصّے میں بے باک سی گالی افرہیم کو سے گیا تو سحر شرمندہ ہو کر سر جھکا گئی۔

"سالار جاب چھوڑ دی آپ نے؟"

کھانے کے بعد جب وہ سب باہر لان میں چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے اور ساتھ ساتھ باتیں بھی جاری تھیں۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

تب اقراء شاہ کے شوہر داؤد شاہ نے سالار سے سوال کیا۔

"نہیں انکل چھوڑی نہیں ہے بس کچھ عرصے کے لیے بریک پر ہوں"

سالار نے سنجیدگی سے کہا تو انھوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

سالار نوٹ کر رہا تھا آج افرہیم نے سحر پر نظر نہیں ڈالی تھی۔

اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ سالار سے خوفزدہ تھا۔ سالار واقف تھا اگر یہیں سحر اکیلی ہوتی یعنی وہ اس کے قریب موجود نہیں ہوتا تو افرہیم نے تو نظروں سے ہی سحر کو نوچ لینا تھا۔

آج میں گہری چھاؤں کی طرح اپنی بیوی پر چھایا ہوا تھا تو افراہیم چاہ کر بھی اسے نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

البتہ اس کا ایک کزن جس کہ نام دائم تھا وہ کافی دیر سے سحر کو گھور رہا تھا۔

سالار نے بھی سحر کا مسلسل بے چینی سے رخ بدلنا محسوس کیا تبھی اس نے سامنے دیکھا تو دائم مسکرا کر سحر کے چہرے کو گھور رہا تھا۔

سالار نے اسے سخت غصّے سے دیکھا، سحر جو اُسی کو دیکھ رہی تھی اسے غصّے میں آتے دیکھ سمجھ گئی کہ وہ جان گیا ہے۔

سحر کو شرمندگی بھی ہو رہی تھی کہ اس کی وجہ سے سالار کو کتنا محتاط رہنا پڑ رہا تھا۔

"اس کی تو میں۔۔۔"

لال حویلی　　دی بیسٹ ناولز

جب سالار کے گھورنے کے باوجود بھی دائم نے سحر سے نظریں نہیں پھیریں تو سالار مٹھیاں بھینچے آہستہ آواز میں غرایا۔

ابھی وہ چیئر سے اٹھتا کہ سحر نے خوفزدہ ہوتے جلدی سے اس کا بازو جکڑ لیا۔

سالار نے چہرہ اس کی طرف کیا جہاں کو نظروں میں ہی اسے تماشا بنانے سی روک رہی تھی۔

سالار لب بھینچتا بیٹھ گیا۔

دائم بھی اب سالار کو دیکھتا تھوڑا سیدھا ہو بیٹھا تھا وہ سمجھ گیا کہ سالار اسی اور بھڑ کا بیٹھا ہے۔

پھر جتنی دیر وہ لوگ وہاں رہے سالار کی نظریں ان تینوں پر ہی رہیں اور ان تینوں کی نظریں جھکی رہیں۔

وہ لوگ حویلی سے گئے تو سب گھر والے اندر آئے۔

سب لاؤنج میں بیٹھ گئے۔

مراد شاہ نے سحر کو دیکھا، آج اُنھوں نے سالار اور سحر کو ساتھ دیکھ کر محسوس کیا تھا کہ ان کے بیچ سب ٹھیک ہو گیا ہے۔

"سحر ادھر آئیں میرے پاس بیٹھیں"

اُنھوں نے اچانک سالار کے پہلو میں بیٹھی سحر کو پکارا تو وہ ایسے سے اٹھتی اُن کے پاس آ بیٹھی۔

"خوش ہیں آپ؟"

وہ کافی دیر خاموش بیٹھے رہے کیونکہ سب کہ دھیان انہی کی طرف تھا۔

مگر جیسے ہی باقی سب اپنی باتوں میں مگن ہوئے انہوں نے اہستہ سے سحر کو مخاطب کیا تو اس کے لبوں پر شرمگین مسکراہٹ آئی۔

"جّ۔۔جی باباسائیں"

وہ نظریں جھکائے آہستہ آواز میں بولی تو مراد شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"سدا خوش و آباد رہیں"

انہوں نے محبت سے اسے دعا دی تو سحر مسکرا دی۔

"شکریہ باباسائیں"

وہ احترام سے بولی تو مراد شاہ نے اسے قریب کیا اور اس کی پیشانی پر بوسا دیا۔

"بیٹیاں دعاؤں پر شکریہ ادا نہیں کیا کرتیں"

انہوں نے پیار سے کہا تھا۔

سحر آج ان کے معمول کے برخلاف رویے پر حیران بھی تھی اور خوش بھی۔

دل کھل سا گیا تھا ان کی محبت پر۔

کچھ دیر ساتھ بیٹھنے کے بعد اب سونے کے لیے چلے گئے تھے۔

پانچ ماہ بعد۔۔۔

لال حویلی کے افراد کے دن بہت خوبصورتی سے گزر رہے تھے۔

سالار نے اب پہلے کی طرح دوبارہ جاب سنبھال لی تھی۔

مگر اس نے پوسٹنگ دوبارہ اسلام آباد ہی کرائی تھی کیونکہ اس طرح اسے روزانہ آنے جانے میں آسانی رہتی تھی۔

وہ سحر کو خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا اور ناں ہی گھر والوں سے دور اس لیے اسے یہی فیصلہ ٹھیک لگا تھا۔

سالار آج کل ایک کیس میں بہت بری طرح غرق تھا جو کہ قریبی گاؤں کی ایک لڑکی کا تھا۔

جو بیچاری گاؤں سے تھی مگر پڑھنے کا شوق ہونے کی وجہ سے روزانہ شہر جا کے تعلیم حاصل کرتی تھی۔

لیکن اس کی زندگی تو تب تباہ ہوئی جب اس کے کالج کے پرنسپل کے بیٹے کی نظر اس پر پڑی۔

وہ بے حد خوبصورت تھی شاید اسی لیے اس پنچ شخص نے کچھ ہی دنوں میں اسے راستے سے اغوا کیا اور اپنے کسی اپارٹمنٹ لے جا کر اس کے ساتھ بہت بے رحمی سے زیادتی کی تھی۔

پھر لڑکی کو دھمکی دی کے اس کا نام ظاہر کیا تو وہ اسے قتل کر دے گا۔

لڑکی کو دو دن وہیں ٹارچر کرنے کے بعد جب اس کے گھر والوں نے بیٹی کی گمشدگی کی رپورٹ پولیس میں درج کروائی تب جا کر اس نے لڑکی کو چھوڑ دیا۔

وہ اپنی عزت، نسوانیت سب کچھ تباہ کروا کے گھر لوٹی مگر تب تک وہ بہت ذہنی دباؤ کا شکار ہو چکی تھی۔

اس نے کوئی رپورٹ نہیں کروائی تھی حالانکہ اس کے گھر والوں نے اس پر بہت دباؤ ڈالا تھا۔

سالار کو اس کے آگے ابھی تک کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کے گھر والے اس کے ساتھ کیسا سلوک کر رہے ہیں۔

نہ ہی وہ یہ جانتا تھا کہ لڑکی کے ساتھ یہ سب کس نے کیا اسی لیے وہ ایک دفعہ اس سے ملنا چاہتا تھا۔

سالار کو یقین تھا کہ وہ اپنی محنت سے اس کیس کو حل کر لے گا، مگر مراد اور سلیمان شاہ نے اسے کئی مرتبہ سمجھایا تھا کہ ان معاملات میں مت پڑو۔

آج کل سحر کو طبیعت بہت گری گری تھی جو سالار نوٹ تو کر رہا تھا مگر مصروفیات کے باعث اسے ڈاکٹر کے پاس نہیں لے کر گیا تھا۔

سالاراس کی آنکھوں میں اپنے لیے خفگی دیکھ کر بھی سر جھٹک رہا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی ذرا سے لاپرواہی پر وہ نازک جان کیسے اندر ہی اندر ٹوٹ رہی تھی۔

آج بھی حسبِ معمول وہ رات کے دو بجے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی وہ بیڈ پر لیٹی، کمبل میں دبکی سسکیاں لے رہی تھی۔

سالارنے اذیت سے ہونٹ بھینچ لیے۔

ناں وہ اتنے دن اسے اس قدر محبت دیتا اور ناں ہی اس کی لاپرواہی پر یوں ٹوٹتی۔

وہ کیا کر سکتا تھا آج اس نے بہت کوشش کی تھی کے وہ جلدی حویلی لوٹ اسکے تاکہ سحر کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرے۔

مگر آج بھی وہ اسی کیس کے لیے کچھ آفیسر ز سے ملنے چلا گیا تھا۔

چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ آج بھی لیٹ ہی حویلی آیا تھا۔

جانتا تھا سحر رات اس کے سینے سے لگ کر ہی سو سکتی تھی وہ اس کے بغیر سونے کی بلکل عادی نہیں تھی۔

کبھی ناراضگی بھی کیوں نہ ہو سحر رات میں پھر بھی اس کے سینے سے ہی لگ کر سوتی تھی۔

مگر وہ بھی مجبور تھا کیونکہ یہ سب اس کے کام کہ حصہ تھا۔

سالار نے اسے منانے کا سوچا مگر ابھی وہ یونیفارم میں تھا اور فریش ہونا چاہتا تھا اس لیے کپڑے لیتا واشروم میں چلا گیا۔

سحر جو پہلے ہی اس کے رویے پر آنسو بہا رہی تھی اسے واشروم میں جاتے محسوس کرتی مزید پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

یعنی شاور لینا اس سے زیادہ ضروری تھا کیا سالار کے لیے؟

پھر وہ اچانک ہی اٹھی اور دوپٹا اٹھاتی کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

عمان آج کراچی گیا تھا میٹنگ کے لیے تو اس نے کل ہی آنا تھا اس لیے اس نے ہانیہ کے روم میں رکنے کا ارادہ کیا۔

اتنی رات کو اسے اس کے کمرے میں جاتے شرمندگی بھی ہو رہی تھی مگر وہ اب مزید سالار شاہ کے پاس نہیں رہنا چاہتی تھی۔

اس نے ہانیہ کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے ناک کیا مگر دروازہ نہیں کھلا ظاہری بات تھی رات کے دو بجے وہ سو ہی چکی ہوتی۔

اس نے دوبارہ ذرہ تیز آواز میں دروازہ ناک کیا اب کی بار کسی کی بیڈ سے اٹھنے کی آواز آئی تھی یعنی وہ اٹھ چکی تھی۔

ہانیہ نے دروازے تک آکر کھولنا چاہا مگر پھر کچھ سوچتی رکی،ایک تو عمان نہیں تھا دوسرا جانے اس وقت کون آگیا تھا۔

"ک۔کون ہے؟"

اس نے پوچھا تو سحر نے دونوں ہاتھوں سے آنسو صاف کیے۔

"ہانی آپی میں ہوں۔۔سحر"

اس کے بولنے کی دیر تھی جھٹ سے دروازہ کھلا۔

ہانیہ نے اتنی سردی میں اسے بغیر کسی شال کے وہ بھی اس وقت سامنے موجود پایا تو وہ حیران ہوئی۔

مگر جب نظر اس کے ستے،روئے روئے چہرے پر گئی تو ہانیہ صحیح معنوں میں پریشان ہوئی۔

"سحر کیا ہوا میری جان۔۔۔آئیں اندر باہر سردی ہے"

ہانیہ نے محبت سے سوال کیا پھر اسے اندر بلایا تو سحر خاموشی سے اندر آگئی ہانیہ نے دروازہ دوبارہ لاک کیا اور اسے لے کر بیڈ تک آئی۔

اسے بیڈ پر بٹھا کر ہانیہ خود اس کے پاس آبیٹھی اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"کیسے ہوا گڑیا۔۔۔روئی ہیں آپ؟"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

وہ فکر مندی سے بولی تو سحر نے ڈبڈبائی آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"سا۔۔۔سالار بلکل پیار نہیں کرتے مجھ سے۔۔۔و۔۔وہ مجھ سے بات بھی نہیں کرتے۔۔اتنے دن ہو گئے ہیں۔۔وہ روز آنہ لیٹ اتے ہیں روم میں۔۔اور۔۔میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں۔۔مگر انہوں نے میرا حال بھی نہیں پوچھا۔۔آج وہ ابھی ائے تو میں رو رہی تھی۔۔مگر انھوں نے مجھے۔۔چپ بھی نہیں۔۔کروایا اور شاور لینے چلے گئے۔۔"

سحر اسے اپنی داستان سناتے ساتھ ہی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو ہانیہ نے ہونٹ بھینچتے اٹھ کر اسے خود سے لگایا۔

"سحر۔۔میری جان روئیں تو نہیں۔۔لالا بزی ہوں گے اس لیے لیٹ آتے ہوں گے۔۔نہیں تو آپ جانتی ہیں نہ کتنی محبت کرتے ہیں وہ آپ سے۔۔"

ہانیہ نے اسے سمجھایا تھا۔

کیونکہ وہ واقف تھی سالار کسی مجبوری کی وجہ سے ہی ایسا بیہیو کر رہا ہو گا۔

"نہیں کرتے وہ مجھ سے محبت۔۔میری اتنی طبیعت خراب تھی کل انہوں نے دیکھا بھی صبح صبح جب میں ومٹ کر رہی تھی مگر وہ صرف اتنا کہہ کر چلے گئے کے آرام کرو۔۔۔"

وہ روتی ہوئی بولی تو ہانیہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"اچھا چھوڑیں آپ یہیں سو جائیں ہمارے پاس آپ کے لالا تو حویلی ہیں نہیں"

ہانیہ نے عمر کو تھوڑا سائڈ پر لٹایا اور اسے سونے کا اِشارہ کیا تو وہ بھی خاموشی سے لیٹ گئی۔

کافی دیر سونے کی کوشش کے باوجود بھی وہ بھی سو پائی، نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

اچانک ہانیہ کا سیل رنگ ہوا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھی، سحر جو پہلے سے جاگ رہی تھی وہ بھی اٹھ بیٹھی۔

"اوہ۔۔۔لالا کال کر رہے ہیں، ضرور آپ کے بارے میں ہی پوچھتے ہوں گے"

ہانیہ پریشانی سے اسے دیکھتی بولی تو سحر نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"آپ کہئے گا میں یہاں نہیں ہوں"

سحر نے ہو پیش کیا۔

"نہیں اس طرح وہ ساری حویلی میں ڈھونڈیں گے اور آپ نہیں ملیں گی تو اس ٹائم پرو بلم بن جائے گی"

ہانیہ نے سنجیدگی سے کہتے کال پک کی۔

"ہانیہ بچے سحر آپ کے کمرے میں ہے؟"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سالار نے ڈائریکٹ وہی سوال کیا تو ہانیہ نے فکر مندی سے سحر کو دیکھا جو رونے والی ہو رہی تھی۔

"نن۔۔ نہیں لالا وہ یہاں تو نہیں ہیں"

ہانیہ نے جھوٹ بولا تھا مگر سالار شاہ اچھے سے سمجھ چکا تھا۔

"آپ شور ہیں نہ کہ وہ آپ کے روم میں نہیں ہے"

سالار کا لہجہ اب وارننگ دیتا ہوا تھا۔

"لالا وہ یہیں ہیں مگر سو گئی ہیں۔۔"

وہ ڈرتے ڈرتے بولی تو سالار نے آنکھیں سختی سے میچ کر کھولیں۔

"دروازہ کھولیں میں آرہا ہوں انہیں لینے"

سالار کی آواز میں اس قدر سختی تھی کہ ہانیہ خوفزدہ ہوئی۔

مگر اب وہ بات ٹال نہیں سکتی تھی۔

"وہ کہتے ہیں دروازہ کھولیں میں انہیں لینے آرہا ہوں۔"

ہانیہ نے اسی بتایا تو وہ سچ میں آنسو بہانے لگی۔

"مجھے نہیں جانا۔آپ آپ پلیز دروازہ مت کھولیے گا"

وہ روتی بولی تو ہانیہ نے دکھ سے اسے دیکھا۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی تو ہانیہ کو مجبوراً اٹھنا ہی پڑا تھا۔

البتہ سحر جلدی سے کمبل میں لیٹتی آنکھیں میچ گئی۔

ہانیہ نے دروازہ کھولا تو سامنے سالار سرخ آنکھیں لیے کھڑا تھا۔

وہ سیدھا بیڈ تک آیا کر کمبل ایک طرف کرتے سحر کو دیکھا جو آنکھیں میچ کر سکتی بن رہی تھی۔

سالار نے ایک بازو اس کی ٹانگوں اور دوسرا گردن میں ڈالتے اسے اٹھایا تو اس نے آنکھیں کھولتے مزاحمت کی کا کا سالار پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

البتہ ہانیہ شرمندہ ہوتی نظریں جھکا گئی تھی۔

"دروازہ بند کر کے سو جائیں۔۔۔شب بخیر"

سالار ہانیہ کو کہتا کمرے سے نکل گیا تو وہ دروازہ بند کرتی دوبارہ بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔

For more visit (exponovels.com)

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سالاراسے اپنے روم میں لایااوراسے بیڈپر ڈالتے واپس مڑکر دروازہ لوک کیا۔

پھراس تک آیاجواب الٹی لیٹی تھی مگر جسم کمزوری اوررونے کے باعث کپکپارہاتھا۔

سالار کواس کی فکر بھی ہوئی تھی مگر غصّہ بھی بہت تھا۔

"کیوں گئی تم ہانیہ کے کمرے میں ہاں؟"

وہ بلند آواز میں اس پر دھاڑاتووہ مزیدرونے لگی۔

"سحر جسٹ سٹاپ اٹ۔۔۔کیاڈرامے ہیں یہ تمہارے جو ختم ہونے میں نہیں آرہے۔چھوٹی بچی ہو تم جو تمہیں گود میں لیے پھراکروں چوبیس گھنٹے۔۔۔"

وہ جھنجلا کر غصّے سے چلایاتوسحر نے مڑکراسے دیکھاجوآج اسے پہلے جیساسالار شاہ بلکل نہیں لگاتھا۔

جس کی آنکھوں میں صرف اس کہ لیے محبت ہی محبت ہواکرتی تھی۔

وہ غم وغصّے سے اٹھتی اس کے سامنے آکر کھڑی ہوئی اوراس کو گریبان سے جکڑگئی۔

"بدل کیوں رہے ہیں آپ سالار۔۔۔آپ ایسے تونہیں تھے۔۔آپ تومجھ سے بہت محبت کرتے ہیں ناں۔۔توپھر ایسے کیوں بات کررہے ہیں مجھ سے"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

وہ بے بسی کرد کھ سے روتی ہوئی اس کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے چیخی تو سالار نے اس کے ہاتھوں سے اپنا گریبان آزاد کروایا۔

"حد میں رہو۔۔۔آئندہ تمہارا ہاتھ یہاں تک پہنچا تو میں اسے توڑنے میں پل نہیں لگاؤں گا"

وہ دھاڑا تھا۔

دونوں ہی اس وقت ایک دوسرے کو نہیں سمجھ رہے تھے۔

سالار سارا دن کیس میں اُلجھا رہا تھا تو دماغ پر بہت ٹینشن سوار تھی۔

کمرے میں وہ بہت تھکا ہوا آیا تھا اسی لیے شاور لینے چلا گیا مگر سحر کے کمرے سے باہر جانے والی حرکت پر وہ سخت غصّے میں آ گیا تھا۔

کیا اس میں ذرا سا صبر نہیں تھا کہ وہ اس کے آنے کہ انتظار ہی کر لیتی۔

اب سحر کا رونا دھونا بھی اسے مزید ڈسٹرب کر رہا تھا تو وہ اپنا غصّہ اسی پر انڈیلنے لگا۔

جبکہ سحر دو دنوں سے کچھ نہ کھانے، طبیعت خراب ہونے اور سالار کے اس رویے پر شدید دکھی تھی۔

وہ روتی نہ تو اور کیا کرتی۔

سالار شاہ تو اس کے آنسوؤں پر پگھل جایا کرتا تھا مگر آج وہ کس قدر ظالم بنا کھڑا تھا۔

لال حویلی　　دی بیسٹ ناولز

"دل بھر گیا ہے مجھ سے تو آزاد کر دیں مجھے۔۔۔بلاوجہ بہانے کیوں تلاش کر رہے ہیں چھوڑنے کے لیے"

وہ بھی روتی ہوئی غصّے سے چلائی تو سالار کا ہاتھ اچانک اٹھا تھا۔

مگر اس سے پہلے کے اس کا تھپڑ سحر کی گال پر لگتا سالار نے خود کو قابو کرتے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائی اور اسے سختی سے بھینچے نیچے گرا گیا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔آزاد تو تم مر کر ہی ہو گی سالار شاہ کی قید سے۔۔۔آئندہ یہ بکواس کرنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچنا یہ نہ ہو کہ مجھے تمہاری یہ میٹھی سی زبان کاٹنی پڑے"

سالار کی دھاڑ پر وہ سہم کر زرا پیچھے ہوئی۔

تبھی اچانک سحر کا سر چکرایا تھا اور اس سے پہلے کے وہ لہرا کر زمین بوس ہوتی سالار نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا۔

"چھوڑ دیں مجھے۔۔۔یوں دوبارہ سے مہربان بن کر جان مت نکالیں میری"

وہ سمبھل کر اس کے ہاتھ جھٹکتی چیخی تو سالار نے غصّے سے جبڑے بھینچ لیے۔

سحر خاموشی سے اپنی جگہ پر لیٹی اور آنکھیں بند کر گئی تو سالار بھی اپنی طرف آتا آنکھیں موند گیا۔

وہ سحر کی سسکیاں سن کر بھی اگنور کر رہا تھا کیونکہ فلاحال اس کا سہر سے بات کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

صبح سالار اٹھا تو سحر روم میں نہیں تھی۔

آج اس کہ پلین تھا کہ پہلے وہ سحر کو ڈاکٹر کے پاس لے جائے گا پھر ہی وہ پولیس اسٹیشن جائے گا۔

اس نے شاور لے کر گرے کرتا، شلوار پہنا اور کندھوں پر بلیک شال اوڑھ کر وہ پشاوری چپل اور کلائی میں واچ پہنتا نیچے آیا۔

لاؤنج میں کوئی نہیں تھا جو کہ حیرانگی کی بات تھی کیونکہ اس وقت سب خواتین یہیں پائی جاتی تھیں۔

سالار نے ملازمہ سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ سب لان میں ہیں۔

سالار بھی مضبوط قدم لیتا لان میں آیا جہاں دھوپ سے لطف اندوز ہوا جا رہا تھا۔

"اسلام و علیکم"

وہ بھاری آواز میں سلام کرتا جان بوجھ کے سحر کے ساتھ والی چیئر گھسیٹ کر بیٹھا تو نادیہ اور نور بیگم نے ماشاللہ بولا تھا۔

کیونکہ سالار آج بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"وعلیکم السلام"

سب نے ہی خوشدلی سے جواب دیا تھا۔

"عمان لالا آئے نہیں ابھی تک؟"

اس نے ہانیہ کی جانب دیکھتے سوال کیا تو اُس نے عمر کے ہاتھوں کو لوشن لگاتے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں لالا۔۔۔ شام تک ہی آئیں گے وہ"

اس کے جواب اور سالار نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"آپ کو آج جانا نہیں شہر؟"

نادیہ شاہ اسے یوں بغیر یونیفارم کے دیکھ کر بولیں تھیں۔

"جانا تو ہے۔۔۔ لیکن سحر کی طبیعت ٹھیک نہیں تو سوچ رہا ہوں پہلے انہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں"

اس نے سحر کی طرف دیکھتے جواب دیا جو بلکل اس کی جانب دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

"کیوں کیا ہوا سحر کو۔۔۔۔ سحر آپ نے ہمیں کیوں بھی بتایا بیٹا"

نور شاہ فکر مندی سے بولیں تو سحر نے سب سے نظریں چرائیں کیا کہتی کے سالار کی وجہ سے دکھی تھی اس لیے بھی بتایا کسی کو۔

"وومٹس ہیں انہیں تین، چار دنوں سے، جن کی وجہ سے ویک نس بھی بہت ہے اور چکرا بھی رہی ہیں"

سالار نے اسے خاموش دیکھ کر جواب دیا تو وہیں سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے تھے۔

سحر بھی اپنی حالت کو سمجھ رہی تھی اسی لیے اب سر اوپر بھی نہیں اُٹھا پا رہی تھی۔

"یااللہ تیرا شکر۔۔۔مجھے تو لگ رہا ہے کہ خوشخبری ہے ہماری بچی کی طرف سے۔سالار آپ ابھی لے جائیں انہیں ہاسپٹل"

نادیہ شاہ محبت سے مسکرا کر بولیں وہیں ہانیہ اور نور شاہ کے ہونٹوں سے بھی مسکراہٹ علیحدہ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

سالار بھی ان کی بات کا مفہوم سمجھتا دل سے خوش ہوا تھا۔

اس نے سحر کی جانب دیکھا جس کا چہرہ شرم سے سرخ تھا۔

سالار کا دل کیا ساری ناراضگی بھول کر اسے خود میں بھینچ لے۔

مگر ابھی وہ سب کے بیچ بیٹھے تھے تو وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

"سحر روم میں جائیں۔۔۔تیار ہوں پھر چلیں ہم"

سالار سنجیدگی سے بولا تھا۔

"مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا کہیں"

سحر نے نم آنکھوں کو جھکائے ہی جواب دیا تو سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"سحر کیا ہوا ہے میرے بچے۔۔۔ایسے کیوں بات کر رہی ہیں آپ"

نادیہ شاہ اس کی جانب دیکھتیں محبت سے بولیں تو سحر نے نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں مورے۔۔بس مجھے کہیں بھی جانا۔۔آپ ڈاکٹر کو حویلی ہی بلوا لیں"

وہ ضدی لہجے میں بولی تو سالار نے غصّے سے مٹھیاں بھینچیں۔

"میری بات سمجھ نہیں آئی آپ کو۔۔۔تیار ہونا ہے یا ایسے ہی چلیں؟"

سالار ایک ایک لفظ کو چباتا بولا مگر سحر اب سب کا ساتھ پاتی خود کو بہادر تصور کر رہی تھی۔

اس کا خیال تھا سالار سب کے سامنے اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا۔

"مجھے نہیں آنا تو نہیں آنا۔۔۔آپ شوق سے کا سکتے ہیں اپنی جاب پر"

وہ تلخی سے بولی تو سالار غصّے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کی نازک کلائی کو اپنی سخت گرفت میں لیتے سالار نے اسے کھڑا کیا تھا۔

"آرام سے سالار"

نور شاہ نے اسے ٹوکا۔

سحر کی آنکھوں سے اب تکلیف کی وجہ سے آنسو بہنے لگے تھے۔

سالار اسے یُونہی گھسیٹتا اپنی گاڑی تک لایا اور اسے فرنٹ سیٹ پر دھکیلتا خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔

اس نے گاڑی حویلی سے نکالی، گری کی سپیڈ بے حد تیز تھی جو سالار کا غصّہ ہونے کی دلیل تھی۔

سحر سسکیاں بھرتی رہی مگر سالار شاہ نے اسے خاموش بھی کروایا تھا۔

"آئی ہیٹ یو۔۔۔۔ائی جسٹ ہیٹ۔۔یو سالار شاہ"

وہ ھچکیاں بھرتی بولی تو سالار نے سپیڈ مزید تیز کی۔

بازووں کی رگیں اُبھر چکی تھیں جبکہ ماتھے پر بلوں کا جال بچھا تھا۔

"میں جانتی ہوں آپ بلکل پیار نہیں کرتے مجھ سے۔۔۔آپ بہت برے ہیں۔۔میں کبھی بات نہیں کروں گی ۔۔۔آپ سے"

وہ روتی ہوئی بولی تھی،اس کے لہجے میں دکھ تھا، شکوہ تھا،اذیت تھی،درد تھا مگر سالار شاہ تو جیسے پتھر تھا۔

"خاموش رہو۔۔۔مجھے مجبور مت کرو کہ میں کچھ کر گزروں"

سالار سرد لہجے میں بولا تو سحر نے آنسو صاف کر کے اسے دیکھا۔

"ہاں مجھے مارنا ہی رہتا ہے بس۔۔۔وہ بھی کر گزریں اب"

وہ چیخی تھی اور یہیں سالار کا ضبط ٹوٹا تھا۔

اس نے جھٹکے سے کار ایک طرف کی کر روک دی۔

ابھی وہ کچھ سمجھتی کے سالار نے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بیٹھاتے اس کے ہونٹوں کو اپنی فولادی گرفت میں لیا تھا۔

سالار اتنے دنوں کا غُصہ، تھکاوٹ، الجھن سب کچھ اس میں انڈیل رہا تھا۔

جبکہ وہ اس کی اس قدر شدت پر بیہوش ہونے کے در پر تھی۔

جب اس کی مزاحمت رک گئی تھی سالار ایک آخری دفعہ بھی اس کے نچلے ہونٹ کو دانتوں سے کاٹتا پیچھے ہوا تھا۔

البتہ اس کی کمر اب بھی سالار کے حصار میں جکڑی ہوئی تھی۔

سحر کا ہونٹ اب بہت زخمی ہو چکا تھا، سالار نے نچلے ہونٹ پر ایک گہرا کٹ لگایا تھا جس کی جلن سے وہ اب سسکیاں بھر رہی تھی۔

"کیا ہوا بے بی ڈول۔۔۔بولتی کیوں بند ہو گئی میری جان کی"

سالار تمسخر سے مسکرا کر اس کی تھوڑی اوپر کرتا بولا تو سحر نے غصے سے اسے دیکھا۔

"بہت برے ہیں آپ سالار شاہ"

اس نے پھر سے اپنی بات دہرائی تھی اور سالار نے پھر سے اس کہ ہونٹ زخمی کیا تھا۔

اب کی بعد سحر خاموشی سے آنسو بہانے لگی تو سالار نے اسے واپس اس کی سیٹ پر بیٹھایا اور گاڑی آگے بڑھائی۔

۔

۔

۔

جب گاڑی ہاسپٹل کی پارکنگ میں رکی تو سالار نے اس کی جانب دیکھا جو اب قدرے خاموش بیٹھی تھی۔

"بغیر کوئی بھی فضول یا بحث حرکت کیے ابھی کے ابھی باہر آؤ"

سالار سنجیدگی سے کہتا گاڑی سے چابی نکالتا باہر نکلا تو وہ بھی چادر ٹھیک کرتی آرام سے باہر آگئی۔

وہ آگے چل رہی تھی جبکہ سالار اِس کے پیچھے پیچھے تھا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سالار نے اس کے روبرو چلنے کی کوشش کی تھی مگر وہ اس کے ساتھ نہیں چلنا چاہتی تھی اس لیے تیز تیز چلنے لگی۔

سالار بھی سر جھٹک کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تبھی اس کا فون رنگ ہوا تو اس کے خاص آدمی کی کال تھی۔

سالار نے جلدی سے کال اوکے کر کے کان سے لگائی اب وہ سیل پر بات بھی کے رہا تھا اور سحر کو بھی دیکھ رہا تھا۔

سحر جو بڑے کانفیڈنس سے چل رہی تھی سامنے کھڑے کچھ لڑکوں کو حوس سے خود کو دیکھتے پا کر وہ بوکھلائی۔

اس کے جلدی سے مڑ کر پیچھے دیکھا تو سالار اِس سے دس قدموں کے فاصلے پر تھا۔

وہ لڑکوں سے خوفزدہ ہوتی واپس مڑی تو سالار جو اس کی پریشانی سمجھ چکا تھا تیزی سے اس تک آیا۔

اب سالار نے اس کا ایک ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا جبکہ کال ابھی بھی جاری تھی۔

لڑکے بھی اکیلی لڑکی کو دیکھ کر ہوش کھو بیٹھے تھے مگر اب اس کے ساتھ مضبوط مرد کو دیکھ کر نظریں جھکا گئے۔

سالار کے ہمراہ وہ اب خود کو سمبھال چکی تھی۔

وہ دونوں اندر آئے سالار کا ایک دوست یہاں ڈاکٹر تھا تو سالار کو دیکھ کر وہ فوراً اس تک آیا۔

سالار نے بھی بات ختم کرتے سیل نیچے کیا اور اس سے بغلگیر ہوا۔

پھر اس سے سحر کا تعارف کروایا تو اس کے دونوں کو شادی کی مبارک دی۔

وہ سالار اور سحر کو اپنے آفیس لے آیا پھر سحر کہ چیک اپ کے لئے ایک لیڈی ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔

لیڈی ڈاکٹر سحر کو لے کر وہاں سے چلی گئیں تو سالار اور علی باتیں کرنے لگے۔

کچھ ہی دیر میں وہ سرخ چہرہ لیے دوبارہ علی کے کیبن میں آئی تو سالار اٹھ کھڑا ہوا۔

تبھی پیچھے وہی ڈاکٹر بھی مسکراتی ہوئی اندر آئیں۔

"کانگریچلیشنز مسٹر یور وائف اس ٹو ویکس پریگنینٹ"

انہوں نے مسکرا کر خوشخبری دی تو سالار کے دل کو سکون ہوا تھا۔

اس نے ایک بازو سحر کی کمر میں ڈالتے اسے خود کے قریب کیا تو علی اور ڈاکٹر بھی مسکرا کر نظریں پھیر گئے۔

البتہ سحر اس سے دور ہونے کی سعی کرنے لگی تھی۔

"لٹل ڈول ڈانٹ ڈو دس"

وہ اس کے کان پر جھک کر تھوڑی سختی سے بولا تو سحر نے فوراً مزاحمت بند کی تھی۔

"ان کی پریگنینسی ارلی اتیج ہے تو انہیں بہت کیئر کی ضرورت ہو گی۔ان کی ڈائٹ کا خاص خیال رکھیے گا اور انہیں کسی بھی قسم کی ٹینشن نہیں دیجیئے گا۔۔۔"

ڈاکٹر نے خاص ہدایات دیں تو سالار نے اثبات میں سر ہلایا پھر کچھ خاص باتیں کر کے ڈاکٹر چلی گئیں تو علی میں سالار کو مبارک دی تھی۔

پھر سالار اسے لے کر وہاں سے نکلا اور گاڑی تک آیا۔

"اب اگر تم نے اپنے معاملے میں ذرا سی بھی لاپرواہی دکھائی سحر سالار شاہ تو مجھ سے برا کوئی بھی نہیں ہو گا۔۔۔اور ہاں آئندہ میں تمہیں ہر گز روتے ہوئے نہ دیکھوں"

سالار نے گاڑی روڈ پر ڈالتے اسے سنجیدگی سے کہا تو سحر نے چہرہ مزید شیشے کی طرف موڑ لیا۔

یعنی ابھی بھی وہ اس سے پیار کی جگہ سختی سے پیش آ رہا تھا۔

"بات مت کریں مجھ سے آپ۔۔۔میں رکھ لوں گی اپنا خیال اور نہ بھی رکھوں تو آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے"

وہ غم و غصّے سے بولی۔

"اگر بات صرف تمہاری ہوتی تو مجھے فرق نہیں پڑتا مگر اس دفعہ بات میری اولاد کی ہے تو تمہاری لاپرواہی مجھے ہر گز برداشت نہیں۔۔۔ہاں میرا بچا میرے حوالے کر کے چاہے بلکل اپنا خیال مت رکھنا"

سالار جان بوجھ کے اسے تنگ کر رہا تھا مگر وہ بھی جانتا تھا کہ اس کی باتوں سے سحر کا دل کٹ سا گیا تھا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

"میں آپ کی باندی نہیں ہوں سالار شاہ۔۔۔اگر آپ کو صرف اپنی اولاد سے مطلب ہے تو کسی اور کے وجود سے پیدا کر لیں۔"

سحر آنکھیں جھپک جھپک کر آنسو اندر دھکیلتی رندھی آواز میں بولی تھی۔

"باندی تو تم ہو میری میری جان۔۔۔اور بات رہی اپنی اولاد کسی اور کے وجود سے پیدا کرنے کی تو اس کے بارے میں بھی سوچ لیتے ہیں پہلے آپ کے وجود سے تو پیدا کر لوں"

سالار پھر سے اسی لہجے میں بولا تو سحر نے چہرہ اس سے پھیر لیا تھا۔

کتنا ظالم بن گیا تھا وہ ان کچھ دنوں میں کہ سحر کے سینے میں کانٹے چبھو کر اسے سکون مل رہا تھا۔

اسے رات کو ماننے کا سوچ کر سالار اسے حویلی چھوڑتا خود یونیفارم پہنتا پولیس اٹیشن کے لئے نکل گیا تھا.

سحر نے شرما شرما کر سب کو بتایا تو سب خوشی سے پھولے نہ سمائیں۔

حویلی میں ایک دفعہ پھر خوشی آئی تھی جس نے سب کو پر جوش کر دیا تھا۔

مگر وہ جن ہستیوں کی وجہ سے آئی تھی وہ بہت عجیب صورت حال میں تھیں۔

سالار سٹیشن پہنچا تو اس کے انڈر کام کرنے والے آفیسر ز اس کے آفیس میں آئے۔

"ہمم سعید کیا صورت حال ہے وہاں کی، پیغام بھجوایا کے میں بچی سے ملنا چاہتا ہوں؟"

سالار ایک آفیسر سعید سے مخاطب ہوا تو اس نے سالار کی جانب دیکھا۔

"سر صورت حال بہت گھمبیر ہے۔۔۔ میں نے پتہ کروایا تو یہی معلوم ہوا کے جس دن مومنہ اپنے گھر واپس گئی تھی اسی روز اس کے باپ، بھائی نے مار پیٹ کر اسے گھر سے نکال دیا تھا اور اس سے اپنے سارے رشتے ناطے ختم کر لیے تھے۔۔۔ میں نے جب مومنہ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ یہیں کے دارالامان میں موجود ہے"

سعید نے تفصیل سے ساری سیچویشن سالار کے سامنے رکھی تو سالار کے ماتھے پر بل پڑے۔

اسے اس لڑکی کی قسمت پر افسوس ہوا تھا جو اتنے بڑے سانحے سے گزری مگر پھر بھی گھر والوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔

"ہمم۔۔۔ تم مجھے اس دارالامان لے چلو میں وہیں اس سے مل لوں گا"

سالار سنجیدگی سے بولا۔

وہ ایک دفعہ مومنہ کا بیان لینا چاہتا تھا تا کہ اس کے پاس کیس کو آگے بڑھانے کی کوئی وجہ تو ہو۔

"جی سر آپ آجائیں"

سعید احترام سے بولا تو سالار بھی اٹھ کر باہر آگیا۔

For more visit (exponovels.com)

۔

۔

۔

کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں اس دارالامان ہے مین افس میں موجود تھے۔

سالار وارڈن سے بات کر چکا تھا۔

وارڈن نے بھی اس کی وردی دیکھ کر اسے ملنے کی اجازت دے دی تھی۔

کچھ دیر بعد ایک لڑکا سالار کو میٹنگ روم میں لا یا اور خود باہر کھڑا ہو گیا۔

اندر وہ نازک سی چھوٹی سی لڑکی سکڑی سمٹی سی سر جھکائے بیٹھی ہاتھوں کو مروڑ رہی تھی۔

وہ حیران تھی کہ اس سے کو ملنے آیا ہے۔

"اسلامُ و علیکم "

سالار کی بھاری آواز پر اس نے سر اُٹھایا۔

سامنے ایک ہینڈ سم مگر مضبوط مرد کو دیکھ کر وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

اس کا جسم ہولے ہولے کپکپانے لگا تو سالار نے اذیت سے ہونٹ بھینچے۔

"ڈریں نہیں بچے۔آپ مجھے اپنا بھائی ہی سمجھیں اور میں یہاں صرف آپ سے بات کرنے آیا ہوں۔"

سالار اسے ریلیکس کرنے کی خاطر آہستہ سے بولا تو اس نے نم انکھوں سے اسے دیکھا۔

سالار کو وہ بہت معصوم لگی تھی بلکل اپنی بیوی کی طرح نازک سی۔

"آپ۔۔۔آپ کو مجھ۔۔۔سے کیا بات کرنی۔۔۔ہے؟"

وہ گھبرا کر بولی تو سالار نے دکھ سے اسے دیکھا۔

سالار کو اس کی گھبراہٹ سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اس سے ابھی بہت ڈر رہی تھی۔

سالار شاہ نے پل میں ہی ایک فیصلہ کیا تھا۔

"اگر میں کہوں کے بحیثیت بھائی میں آپ کو ہمیشہ کے لیے اپنی حویلی کے کر جانا چاہتا ہوں۔وہاں آپ جتنی ایک پیاری سی لڑکی بھی رہتی ہے جو یقیناً آپ کی بہت اچھی دوست بن سکتی ہے۔۔۔اور وہاں آپ کو دو عدد مائیں بھی ملیں گی جو آپ سے بہت محبت کریں گی۔۔۔"

سالار کی بات پر وہ بوکھلا گئی۔

"مگر۔۔۔مگر میں آپ۔۔۔کے ساتھ۔۔۔کیسے جا سکتی ہوں۔۔۔آپ۔۔۔"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

وہ بات ادھوری چھوڑتی سر جھکا گئی تو سالار کو افسوس ہوا کتنی غلاظت بھر گئی تھی اس بچی کے ننھے سے دماغ میں صرف اور صرف ایک حوس پرست مرد کی وجہ سے کا طرح وہ اس سے خوف کھا رہی تھی۔

"آپ مجھ پر نہیں تو میرے یونیفارم اور یقین کر لیں بیٹا۔۔۔میں اپنے ملک کی عزتوں کا محافظ ہوں لوٹیرا نہیں۔۔۔اب آپ میرے ساتھ چل رہی ہیں ناں"

وہ پیار سے اسے سمجھاتا ہوا بولا تو اس نے تھوڑی دیر سوچ بچار کے بعد اثبات میں سر ہلا دیا۔

اس وقت اس کے پاس بھی کوئی اور سہارا بھی تھا۔

جب اس کے گھر والوں سے اتنی محبت کے باوجود بھی وہ اس کے ساتھ اتناسب کر چکے تھے تو کیا ہو جاتا اگر وہ اس اجنبی پر بھروسہ کر لیتی۔

ممکن تھا یہی اس کا مسیحا ہوتا۔

سالار نے اس کے سر پر ہاتھ رکھنے کے لیے قدم آگے بڑھائے تو وہ خوفزدہ ہوتی پیچھے ہوئی تھی۔

مگر پھر سالار کا اٹھا ہاتھ دیکھ کر شرمندہ ہو گئی۔

اس نے آہستہ سے قریب آکر سر جھکا یا تو سالار نے مضبوطی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"صرف بہن کہہ نہیں رہا مان بھی رہا ہوں"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

وہ سنجیدگی سے بولا تو مومنہ نے شرمندہ ہوتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

پھر سالار نے وارڈن سے بات کی تو اسے بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔

کچھ ہی دیر میں سالار اسے اپنی گاڑی میں لیے حویلی کے گیٹ سے اندر داخل ہوئے تھا۔

اتنی خوبصورت اور کشادہ حویلی دیکھ کر مومنہ کا منہ کھلا رہ گیا تھا۔

سالار نے گاڑی روکی اور باہر نکلا پھر اس کی طرف کا دروازہ کھولا تو وہ بھی باہر آئی تھی۔

"یہ۔۔یہ ساری آپ کی حویلی ہے؟"

اس نے بے یقینی سے سوال کیا تو سالار نے ہونٹ بھینچتے مسکراہٹ دبائی اور اثبات میں سر ہلایا۔

پھر وہ اسے لے کر لاؤنج میں آیا تھا جہاں اس وقت تقریباً سب ہی افراد موجود تھے۔

"اسلام و علیکم"

سالار نے بلند آواز میں سب کو سلام کیا تو تمام افراد ہی اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

سحر جو آرام سے ہانیہ کی ساتھ والی چیر پر بیٹھی چائنیز کھا رہی تھی اس نے سالار کی آواز پر بے ساختہ سر اٹھایا۔

مگر سالار کے پیچھے ہی ایک نازک سی چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ کر سحر کی جان لبوں پر آئی تھی۔

اس کے ننھے سے دماغ میں اس وقت جو جو منفی خیالات آ رہے تھے وہ ضرور آج کوئی طوفان مچانے والے تھے۔

"وعلیکم السلام"

باقی سب نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

سالار اب ڈائننگ تک آیا اور ایک خالی کرسی کی بیک پر ہاتھ رکھتا کھڑا ہو گیا۔

جبکہ مومنہ اب بہت کنفیوز ہو رہی تھی اسی لیے وہ دروازے میں ہی رک گئی تھی۔

سحر سے اب مزید ضبط نہیں ہوا تو وہ جھٹکے سے اٹھی۔

"تو یہ ہیں آپ کی مصروفیت کی وجہ۔۔۔"

وہ سالار کے قریب آتی بلند آواز میں چلائی تو سالار نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

پل لگا تھا سالار کو اس کی بات کا مفہوم سمجھنے میں۔

جبکہ باقی سب اب ہونق بنے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

For more visit (exponovels.com)

"سحر بغیر کوئی بھی بکواس کیے جا کر واپس اپنی جگہ پر بیٹھو"

سالار بھی سختی سے اسے آنکھیں دکھاتا بولا مگر سحر پر تو جیسے بے یقینی سوار تھی۔

"نہیں سالار شاہ اب آپ مجھے مزید خاموش بھی کروا سکتے۔بتاتے کیوں نہیں آپ ان سب کو کہ یہ کون ہیں ؟۔۔۔چلے میں ہی بتا دیتی ہوں۔۔۔آغا سائیں ملیں ان سے یہ ہی تو مصروفیت ہیں ان کی جن کی وجہ سے انہیں رات بھی حویلی سے باہر گزارنی پڑتی۔۔۔۔"

"چٹاخ"

ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب سالار شاہ کا ہاتھ اٹھا تھا اور تھپڑ اتنا زور سے سحر کی گال پر لگا تھا کہ اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔

"سحر شاہ اس سے پہلے کے میں تمہاری اس بکواس پر تمہیں ادھیڑ کر رکھ دوں دفعہ ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے"

سالار کی دھاڑ پر سحر گال پر ہاتھ رکھتی بھیگی آنکھوں سمیت بغیر اپنی حالت کا خیال کیے تیزی سے اوپر کی طرف بھاگی تھی۔

"یہ کیا حرکت تھی سالار۔۔۔آج آپ نے ثابت کر دیا کے آپ عورت ذات پر اپنی مردانگی ثابت کرنے والے مرد ہیں"

سلمان شاہ غصّے سے کرسی سے اٹھتے بولے تو

سالار جو خود کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس نے سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"باباسائیں اس کی بکواس نہیں سنی آپ نے۔۔۔کیا کہہ کر گئی ہے وہ۔میرا نہیں خیال کوئی بھی عزت و نفس والا مرد اپنے کردار پر ایسی بکواس برداشت کر پائے گا"

سالار سختی سے بولا تو آغا سائیں نے سلمان شاہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

انہیں بھی اندازہ تھا کہ سحر زیادہ بول گئی تھی آج۔۔۔مگر سالار کا ہاتھ اٹھانا انہیں نہیں بھایا تھا۔

"سالار شاہ کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ یہ بچی کون ہیں۔جنہیں آپ ساتھ لائے ہیں"

آغا سائیں بات کو رفع دفع کرتے ایک طرف سہمی کھڑی مومنہ کی جانب اشارہ کرتے سالار سے مخاطب ہوئے۔

تو سالار کو بھی یاد آیا کہ وہ بھی اس کے ساتھ تھی۔

پھر کچھ دیر خود کو کنڑول کرنے کے بعد سالار نے مختصر الفاظ میں ساری کہانی ان سب کے گوش گزار کی۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

حویلی کے تمام افراد کو ہی اس بچی پر گزری قیامت کا سن کر بہت افسوس ہوا تھا۔

"یہ بہت خوفزدہ تھیں تو مجھے بہتر بھی لگا انہیں کسی دارالامان میں ٹھہرانا۔۔۔میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آج سے یہ ہماری فیملی کا حصہ بن کر یہیں ہمارے ساتھ رہیں گی۔۔۔لیکن ہاں اگر آپ میں سے کسی کو میرے فیصلے سے اعتراض ہے تو بتادیں میں انہیں اپنے فلیٹ میں ٹھہرادیتا ہوں"

سالار نے سنجیدگی سے سب سے ان کی رائے مانگی۔

"مجھے آج پہلے سے بھی بڑھ کر فخر ہو رہا ہے کہ آپ میرے داماد اور بھتیجے ہیں سالار۔۔۔یقیناً ہم میں سے کسی کو اعتراض نہیں آپ کے فیصلے پر۔۔۔یہ بچی ہمارے لیے بلکل سحر اور ہانیہ جیسی ہی ہیں اور ہمیں خوشی ہوئی کہ یہ آپ پر یقین کر کے یہاں تک آئیں"

مراد شاہ سب سے پہلے بولے تھے۔

ان کی باتوں نے سالار کے دل کو پر سکون کیا تھا۔

"ہمم بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں مراد۔۔۔یہ ہمارے

ساتھ بلکل ہماری دونوں پوتیوں کی طرح رہیں گی۔آئیں بچے یہاں آکر بیٹھیں ہمارے پاس وہاں کیوں کھڑی ہیں"

آغاسائیں نے ماں سے اسے بلایا تو وہ ان سب کی محبت پر نم آنکھوں سے مسکرائی اور آہستہ سے قدم اٹھاتی ان تک ائی۔

نادیہ شاہ نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنی ساتھ والی کرسی پر بٹھایا اور اس کے سر پر پیار کیا۔

"آج سے آپ میری بیٹی ہیں تو آپ مجھے سحر کی طرح مورے ہی کہیں گی۔۔۔"

وہ محبت سے بولیں تو مومنہ آئیں کی محبت پر حیران رہ گئی۔

یعنی اس حویلی میں بسنے والے تمام افراد کے دل ہی سمندر جتنے تھے۔

کی محبت پر کچھ ہی دیر میں مومنہ بھی کھلی ڈلی ہو گئی تھی۔

نادیہ شاہ نے زبردستی اس کی پلیٹ میں رائس ڈالے تو وہ اب آہستہ سے کھا رہی تھی۔

جبکہ ساتھ ساتھ سب اس سے باتیں بھی کر رہے تھے۔

"سالار آپ سحر کے پاس جا کر انہیں منائیں۔۔۔ جو بھی تھا آپ کو ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا"

آغاسائیں نے سالار سے کہ جو اب بیٹھا سیل پر مصروف سا ٹائپنگ کر رہا تھا۔

"نہیں آغاسائیں فلحال بہت غصّہ آجائے گا مجھے ان کی باتوں سے۔۔۔ جب وہ تھوڑی نارمل ہوں گی تب بات کروں گا۔۔۔ آپ فکر مند نہیں ہوں منالوں گا آپ کی پوتی کو"

سالار نے سیل ٹیبل پر رکھتے کہا پھر مومنہ کو دیکھا جواب نظریں جھکائے کھانا کھا رہی تھی۔

"بیٹا کہاں ہے آپ کا؟"

سالار ہانیہ کی طرف دیکھتا سوالیہ انداز میں بولا تو عمان نے گھور کر اسے دیکھا۔

"کیوں ہمارے بیٹے کا نام لیتے زبان جلتی ہے آپ کی"

عمان جل کر بولا تو سالار نے آنکھ ونک کی۔

"میری مرضی میں نام لوں یا نہ لوں اور ویسے بھی اپنی بہن سے مخاطب ہوں میں آپ کو بیچ میں پڑنے کی ضرورت نہیں"

سالار شرارت سے بولا تو امان اسے گھورتا کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جبکہ ان کی نوک جھوک پر سب مسکرا دیئے تھے۔

"شکریہ لالا آپ میں یاد دلا دیا مجھے۔۔۔میں تک بھول ہی گئی تھی عمر سو رہا تھا۔۔اب تک تو جاگ گیا ہو گا۔۔۔آپ لوگ کھانا کھائیں میں اسے دیکھ کر آتی ہوں"

ہانیہ جھٹکے سے اٹھتی ہوئی بولی تو سالار نے احسان جتانے والی نظروں سے عمان کو دیکھا جو سر جھٹک کر رہ گیا تھا۔

"کھائیں بچے آپ نے ہاتھ کیوں روک دیا"

نور شاہ مومنہ کو کھانا نہ کھاتے دیکھ کر بولیں تو اس نے کنفیوز ہوتے انہیں دیکھا۔

"وہ۔۔۔میرا۔۔پیٹ بھر گیا"

وہ معصومیت سے بولی تو سبھی مسکرائے تھے۔

"چلیں پھر آئیں میں آپ کو آپ کا روم دکھاتی ہوں۔۔۔اور ہم آپ کے لیے آنلائن شاپنگ کرتے ہیں ڈھیر ساری"

نادیہ شاہ اٹھ کر پیار سے بولیں تو مومنہ شرمندہ ہوئی۔

"جائیں مومنہ۔۔۔اپنوں سے شرماتے نہیں ہیں"

سالار نے اپنائیت سے کہا تو وہ سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی،نور شاہ بھی انہی کے ساتھ اوپر چلی گئیں۔

مرد حضرات بھی کھانا کھا کے آرام کی غرض سے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔

پیچھے ملازم ٹیبل سے برتن وغیرہ سمیٹنے لگے۔

سحر جب سے کمرے میں آئی تھی آنسو بہا رہی تھی۔

وہ بہت غمزدہ تھی۔

اس کے ذہن میں سالار اور مومنہ کو لے کر بہت کچھ چل رہا تھا۔

وہ ان دنوں سالار کا خود سے بڑا رویہ رکھنے کی وجہ بھی مومنہ کو سمجھ رہی تھی۔

سب سے بڑھ کر اسے جس چیز کا غم تھا وہ تھا سالار کا تھپڑ۔

کم از کم اسے سب کے سامنے تو ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔

"بہت برے ہیں آپ شاہ۔۔۔ میں کبھی بات نہیں کروں گی آپ سے"

وہ دل میں ہی اس سے مخاطب ہوئی تھی جبکہ گال پر ابھی بھی شدید تکلیف ہو رہی تھی۔

سالار کا ہاتھ اس قدر مضبوط تھا کہ اس کی نازک سی گال ہلکی ہلکی سوج چکی تھی۔

اسے کمرے میں آئے گھنٹہ ہو چکا تھا مگر ابھی تک سالار کمرے میں نہیں آیا تھا۔

سحر کا دل کر رہا تھا چیخ چیخ کر روئے۔

جب رو رو کر اس کا سانس پھول گیا اور ھچکیاں بند گئیں تو وہ بیڈ سے اٹھی۔

پہلے اُس کی نظر گھڑی پر گئی جو رات کے آٹھ بجا رہی تھی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سحر کو پھر سے رونا آنے لگا مگر وہ ضبط کرتی واشروم گئی۔

شاور لے کر کپڑے بدلے تو اس نے خود کو کچھ فریش محسوس کیا۔

اسٹریس میں کافی حد تک کمی آئی تھی۔

اسے بھوک کا احساس ہوا تو فوراً اس کے ہاتھ اپنے پیٹ پر گئے۔

وہ اس احساس سے ہی خود بہ خود مسکرادی تھی۔

سحر نے دوپٹا اچھے سے اپنے گرد لپیٹا اور کمرے سے نکلی۔

تبھی اسے معمول کے برعکس سامنے والے روم سے شور کی آواز آئی۔

یہ کمرہ تو بند ہی رہتا تھا۔۔۔یہ ایک بیڈروم تھا جو صرف خاص ترین مہمانوں کے لیے ہی کھلتا تھا۔

سحر کو حیرت ہوئی کہ یہاں کون ہے۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی مگر سر جھٹکتی سیڑھیوں سے نیچے آئی۔

لاؤنج میں اس وقت کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

سحر کچن میں آئی تو حلیمہ تیزی سے اس تک آئی اور کرسی گھسیٹ کر اس کے آگے کی۔

"چھوٹی بی بی آپ بیٹھیں۔۔۔مجھے بتائیں کیا چاہیے آپ کو؟"

وہ احترام سے بولی تو سحر نے اسے کھانا گرم کرنے کو کہا۔

حلیمہ نے فٹ سے بریانی، کباب، رائتہ، سیلڈ، قورمہ اور گرم گرم ناں اس کے سامنے رکھے تو سحر کی بھوک مزید جاگ اٹھی۔

اس نے پلیٹ میں بریانی لی اور ساتھ ایک کباب لیا۔

"میں روم میں ہی کھاؤں گی۔۔۔آپ باقی چیزیں سمیٹ لیں"

وہ کہتی پلیٹ لے کر اٹھی اور اوپر کی طرف چلی گئی تو حلیمہ نے کھانا سمیٹ لیا۔

سالار لنچ کے بعد سحر کے پاس جانا چاہتا تھا مگر اس کے ایک دوست کی کال آگئی تھی کہ وہ مردان خانے میں آچکا ہے۔

تو سالار کو ارجنٹ جانا پڑا تھا۔

دوسری طرف باقی سب اس وقت مومنہ کا دل بہلا رہی تھیں۔

تاکہ وہ ان سب کے ساتھ فرینک ہو سکے۔

ہانیہ عمر کو بھی اسی کے کمرے میں لے آئی تھی۔

عمراب بیڈ پر بیٹھ پر شوق نظروں سے اس نئی آنی کو دیکھ رہا تھا۔

"بیٹا پسند کریں آپ کو کیا چاہیے۔۔۔آج ہی آرڈر کر دیں سب کچھ تاکہ جلد ریسیو ہو جائے"

نور شاہ اسے کنفیوز سا ہوتے دیکھ کر پیار سے بولی تھیں۔

کافی دیر سے ہانیہ اسے برانڈز کی ویبسائٹس دکھا رہی تھی، لیکن مومنہ خاموش سے بیٹھی تھی۔

"ہانیہ آپ یوں کریں خود ہی کچھ ڈریسز، شوز، میکپ اور جیولری آرڈر کر دیں، جب یہ بہتر فیل کریں گی تب خود کر لیں گی سب کچھ"

نادیہ شاہ نے سنجیدگی سے کہا تو ہانیہ نے سر ہلایا اور اپنی پسند کی چیزیں آرڈر کرنے لگی۔

مومنہ اب پیار سے عمر کو دیکھ رہی تھی جو چھوٹا سا سرخ و سفید رنگ کا بھالو ہی لگ رہا تھا۔

بیشک وہ حویلی والوں سے ہی حسن چرا کر لایا تھا۔

"نانو کا بچہ کیا کے رہا ہے"

نور شاہ اس کے پاس آئیں اور اسے بانہوں میں اٹھا کر محبت سے بولیں۔

"بابا"

اور ہمیشہ کی طرح عمر نے انہیں اپنی طلب سے آگاہ کیا تھا۔

اس کی عادت تھی رات ہوتے ہی اسے عمان شاہ اپنے پاس چاہیے ہوتا تھا۔

"بابا تو باہر گئے ہیں عمر کے لیے ٹوایز لینے"

نادیہ شاہ نے اسے بہلایا مگر کب تک ہی بہلا پاتیں۔

پندرہ منٹ ہی وہ بمشکل ان سب کی باتوں میں آیا اور پندرہ منٹ بعد عمر نے وہ رونا شروع کیا کہ وہ چاروں ہی بوکھلا گئی تھیں۔

ہانیہ تیزی سے اٹھتی اس تک آئی اور اسے نور شاہ سے لے کر خود سے لگایا۔

"عمر میری جان۔۔۔بابا بس آنے والے ہیں۔آئیں ہم بابا کو کال کرتے ہیں"

ہانیہ اسے خود سے لگاتی کمرے سے نکل گئی تو نادیہ شاہ نے گہرا سانس لیا۔

"آجائیں آپ دونوں بھی نیچے چائے پیتے ہیں۔"

نادیہ شاہ نے کہا تو وہ دونوں بھی اٹھیں۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

"بھا بھی سحر کو دیکھ لیں ایک دفعہ۔۔۔دوپہر سے باہر آئی ہی نہیں ہیں۔طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی ان کی اور سالار نے ہاتھ بھی اٹھایا تھا تو مزید دکھی ہوں گی"

نور شاہ اس کے کمرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں تو نادیہ شاہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہمم آپ دونوں نیچے جائیں میں انہیں

دیکھتی ہُوں۔۔۔نور کھانے کہ بھی دیکھ لینا مراد سائیں لوگ آنے والے ہیں"

نادیہ شاہ کی بات پر نور شاہ نے اثبات میں سر ہلایا اور مومنہ کا ہاتھ تھام کر چلی گئیں۔

مومنہ نے دیکھا تھا کہ کا طرح وہ لڑکی سالار سے لڑ رہی تھی اور سالار نے اسے تھپڑ مار دیا تھا۔

مومنہ کو دکھ ہوا تھا کہ سالار کو مارنا نہیں چاہیے تھا۔

اس کے بعد اس نے اس لڑکی کی دیکھا ہی نہیں۔۔۔جبکہ باقی سب اس سے ملی تھیں بہت محبت سے۔

نادیہ شاہ نے اسے اپنے سارے خاندان کا تعارف بھی کروا دیا تھا۔

سحر آرام سے کھانا کھا رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔

سالار تو دستک دیتا نہیں تھا اس لیے سحر جانتی تھی وہ نہیں آیا ہے۔

"آ جائیں"

اس نے تھوڑی بلند آواز میں کہا تو نادیہ شاہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔

اسے کھانا کھاتے دیکھ انہیں کچھ تسلی ہوئی یعنی وہ اتنی بھی لاپرواہ نہیں تھی اپنی ذات کو لے کر۔

"شاباش اچھی بات ہے میری بیٹی خود کھانا کھا رہی ہیں آج"

نادیہ شاہ اس کہ قریب آتیں اس کا میٹھا چوم کر بولیں کر خود اس کے قریب ہی بیٹھ گئیں۔

سحر نے انہیں دیکھ کر پلیٹ سائڈ پر رکھی۔

"اب بھی نہ آتیں آپ میرے پاس"

وہ نم آنکھوں سے رندھی آواز میں بولی تو نادیہ شاہ تڑپ اٹھیں۔

"سحر میری گڑیا۔۔۔مجھے تو آنا ہی تھا آپ کے پاس۔میں بھلہ اپنی بیٹی سے دور رہ سکتی ہوں"

انہیں احساس ہوا تھا کہ انہیں پہلے ہی سحر کے پاس جانا چاہیے تھا۔

جانتی بھی تھیں کہ اس کہ دل کتنا جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔

"باباسائیں نے بھیجا ہوگا کہ مجھے سمجھا کر آئیں۔ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں؟"

وہ دکھی بہت تھی اس لیے خود ہی بولے جا رہی تھی۔

"نہیں بچے آپ کے باباتو گھر ہی نہیں ہیں۔سحر گڑیا غلطی آپ کی بھی ہے۔۔۔سوچیں ذرہ بغیر سوچے سمجھے آپ نے اتنی بڑی بات کہ دی سالار کو۔۔۔انہیں غُصہ نہ آتا تو کیا پیار اتا آپ پر"

نادیہ شاہ نے محبت سے اسے سمجھایا تو اس نے نم آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"اور آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ سالار کمرے میں دیر سے آتے ہیں،یارات کو باہر رکتے ہیں،آپ مجھے بتادیتیں تو میں آپ کے

باباسے بات کرتی وہ سالار سے پوچھتے۔۔۔آپ نے کیوں اتنا پریشان رکھا خود کو"

وہ اس کے بال چہرے سے ہٹاتے ہوئے فکر مندی سے بولیں۔

"مورے انہیں میں اب اچھی بھی نہیں لگتی،وہ مجھ سے بات تک نہیں کرتے"

وہ بچوں کے انداز میں بولی تو نادیہ شاہ کا دل کیا سر پیٹ لیں۔

انہوں نے تنگ آکر سحر کو ساری حقیقت بتائی تو سحر کا منہ کھلا رہ گیا۔

"آپ نے خواہ مخواہ اتنا بول دیا"

نادیہ شاہ اسے ڈپٹ کر بولیں۔

"اب سالار کو بھی سوری بولنا ہے آپ نے اور مومنہ سے بھی دوستی کرنی ہای بہت اچھی ہیں وہ"

نادیہ شاہ اسے سمجھا کر یوتھ کھڑی ہوئیں۔

پیچھے وہ اپنے کیے پر شرمندہ سے بیٹھی رہ گئی تھی۔

اسلام علیکم!

ہمارے ادر گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

سالار جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا خالی کمرہ اسے منہ چڑا رہا تھا۔

اسے پہلا خیال یہی آیا کے وہ ہمیشہ کی طرح اپنے سابقہ کمرے میں ہجرت کر چکی ہو گی۔

وہ تن فن کرتا کمرے سے نکلا وہ ان کے سابقہ کمرے میں گیا تو وہ بھی خالی تھا۔

لال حویلی — دی بیسٹ ناولز

سالار واپس اپنے روم میں آیا تو سحر واشروم کا دروازہ بند کر رہی تھی، یعنی وہ واشروم میں تھی۔

سالار نے کمرے کا دروازہ لاک کیا اور اس تک آیا۔

"ایم سوری۔۔۔ مجھے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا اپنے بے بی پر"

اس نے زبردستی اسے خود سے لگا کر اس کے کان میں سرگوشی کی تھی مگر سحر شاید ماننے کے موڈ میں نہیں تھی۔

اس نے سالار کی دور جھٹکا اور ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

اب وہ موسچرائزر اٹھا کر ہاتھوں پر لگا رہی تھی اور سالار بے بسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اگر غلطی اس کی اپنی نہ ہوتی تو وہ اب تک سحر کے ہوش ضرور ٹھکانے پر لگا چکا ہوتا۔

سالار نے دوبارہ قدم اس کی طرف بڑھائے

اس نے دونوں ہتھ سحر کے پہلو میں رکھے اور اس کی کمر کو خود سے لگایا۔

"کب تک یوں ستاؤ گی مجھے؟"

اس نے محبت بھرے لہجے میں سوال کیا تو سحر نے نم آنکھوں سے شیشے میں اسے دیکھا تھا۔

پل کے لیے دونوں کی نظریں ملیں لیکن وہ فوراً سے نظریں جھکا گئی۔

# لال حویلی		دی بیسٹ ناولز

"میں جانتی ہُوں غلطی میری بھی ہے۔۔۔ مجھے یوں نہیں بولنا چاہیے تھا۔ مگر آپ نے سب کے سامنے مجھے تھپڑ مار کر مجھے میری اوقات پل میں ذہن نشین کروادی اس کے لیے میں بہت شکر گزار ہوں آپ کی"

وہ اذیت سے بھرائی آواز میں بولی تو سالار نے اس کا رخ بدلتے اسے خود سے لگایا۔

"میری جان میں شرمسار ہوں اپنی حرکت پر۔۔۔ میں کبھی بھی ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا تم پر۔ مگر پتہ نہیں کیسے مجھے اس وقت اتنا غصّہ آگیا کہ میں خود کو کنڑول نہیں کر پایا"

سالار نے محبت سے وضاحت دی تھی۔

مگر سحر اب اچانک اس کے سینے پر سر رکھتی پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

سالار بھی چاہتا تھا وہ اپنے اتنے سارے دنوں کا غبار نکال ہی لے۔

اس لیے خاموشی سے بس اس کی کمر تھپتھپا کے اسے پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"آپ بہت برے ہیں شاہ بہت رلایا ہے آپ نے مجھے ان دنوں۔۔۔ بلکل خیال نہیں کیا آپ نے

میرا۔ میں روتی رہتی تھی اور آپ صرف مجھے خاموش بھی نہیں کرواتے تھے۔۔۔ ساری رات میں سسکتے ہوئے گزارتی تھی اور آپ پر سکون ہو کر سو جاتے تھے۔ صبح بھی آپ میری طرف دیکھے بغیر ہی جاب پر جاتے رہے۔ آپ جانتے ہیں کسی کو بھی نہیں بتایا میں نے کہ آپ میرے ساتھ یہ سب کر رہے ہیں میں نے صرف خود تک

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

رکھا۔۔۔سب پوچھتے تھے کہ آپ کیوں اُداس ہیں مگر میں بات تالتی رہی۔مجھے لگا کہ آپ مجھے منائیں گے مجھ سے بات کریں گے مجھے پیار کریں گے مگر آپ نے کیا کیا۔۔۔آپ نے مجھے تھپڑ مار کر مجھے مزید غم دے دیا۔۔۔"

وہ شدت سے روتی ہوئی اس کے سینے سے شرٹ کی مٹھیوں میں جکڑتی تڑپتی ہوئی بولی تھی۔

سالار نے اذیت سے ہونٹ دانتوں تلے دبایا۔

"سوری کر رہا ہوں ناں جاناں۔۔۔ائی نو ان دنوں بہت اُداس رہی تم میری وجہ سے لیکن اس رات منانے ہی والا تھا میں تمہیں جب تم ہانیہ کے روم میں چلی گئی تھی۔۔۔پھر میں تمہیں ان کے روم سے لایا تب بھی تم روتی رہی اور تم نے مجھ سے بات نہیں کی تو مجھے غُصہ آگیا اور میں سو گیا۔لیکن سحر میری جان میں تمہاری سوچ سے بھی زیادہ مصروف تھا پچھلے دنوں میرے دو کیسز چل رہے تھے اور ساتھ ساتھ مومنہ کا مسلہ بھی دیکھنا تھا۔میں سارا دن آفیس میں بزی ہوتا تھا کہ گھر جا کر اپنی جان کے ساتھ وقت گزاروں گا تو ساری تھکن دور ہو جائے گی۔لیکن گھر آتا تو تم مجھ سے بات نہیں کرتی یہ روتی ہوئی یہ سوئی ہوئی ملتی تھی۔۔۔میں جانتا ہوں ہم دونوں ہی غلط نہیں تھے۔غلطی بس ہم سے یہاں ہوئی کے ہم نے ایک دوسرے کو سمجھا نہیں۔دونوں ہی اپنے دماغ میں جنگ لڑتے رہے۔

اگر ہم پہلے ہی یہ باتیں کلیئر کر لیتے تو یقیناً آج ہو ہوا وہ نہیں ہوتا۔۔۔خیر اب بس کرو۔یہ بات اب یہیں ختم۔میں نہیں چاہتا کے میری جان اب مزید رو رو کر اپنی طبیعت خراب کرے اور میرے بے بی کو تنگ کرے"

سالار نے اسے خود سے تھوڑا دور کرتے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑتے محبت اور تفصیل سے اسے سب کچھ سمجھایا تو سحر بھی بات کو سمجھتی خاموش ہوئی۔

وہیں سالار کی آخری بات پر وہ سرخ ہوئی تھی۔

سالار نے اسے بازوؤں میں بھرا اور بیڈ تک لایا پھر پیچھے ہو کر اپنی شرٹ اُتار کر دور پھینکی۔

وہ بیڈ پر ایک گھٹنا رکھتا اس پر مکمل حاوی

ہوا تو سحر نے بوکھلا کر دونوں ہاتھ اس کے سینے اور رکھتے اسے پیچھے کرنے کی نہ کام کوشش کی۔

"ابھی کچھ نہیں کر رہا جانتا ہوں ڈنر کرنا ہی ابھی۔۔۔ صرف چندپل خود کو محسوس کرنے دو تاکہ میرے دل کو کچھ سکون مل جائے۔۔۔ پھر رات تو اپنی ہی ہے اچھے سے سکون حاصل کروں گا"

وہ معنی خیزی سے بولا تو سحر کی پلکیں جھک گئیں۔

سالار نے نرمی سے ہونٹ اس کی آنکھوں پر رکھتے انہیں عقیدت سے چومنا شروع کیا تو سحر کے وجود میں بھی سکون سرائیت کر گیا۔

سالار کی گستاخیاں جب بڑھنے لگیں تو سحر نے چہرہ موڑ لیا۔

"چ۔۔ چلیں۔۔۔ نیچے۔۔ سب ویٹ کر رہے۔۔ ہوں گے"

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

وہ وہی سانسوں کے ساتھ بمشکل ہی بولی تھی۔

سالار نے اس کے سرخ ہوئے بھیگے ہونٹوں کو دیکھا جنہیں کچھ دیر پہلے وہ تھوڑا زخمی کے گیا تھا۔

پھر اس نے سحر کا چہرہ پکڑ کے سیدھا کیا اور اس دفعہ نرمی سے اس کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھے۔۔۔ایک محبت و نرمی بھرا بوسا لے کر وہ پیچھے ہو گیا تو سحر جلدی سے اس کے نیچے سے اٹھی۔

"حلیہ ٹھیک کر واپنا تب تک میں شاور لے لوں۔۔۔ساتھ نیچے چلیں گے"

سالار اس کی بکھری شرٹ، بالوں اور اُلجھی ہوئے سانسوں پر چوٹ کرتا اٹھا تو سحر نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ہنہ حلیہ ٹھیک کرو۔۔۔۔۔خراب خود کر لیتے ہیں ٹھیک میں کروں"

وہ اس کی نقل اتارتے ہوئے بڑبڑائی مگر جان تو تب نکلی جب سالار شاہ پیچھے پلٹا۔

وہ اس کی گوہر افشانیاں سن کے مسکراہٹ دباتا مڑا اور اسے تو گھور کر دیکھا۔

"کیا کہا ذرہ پھر سے کہنا"

وہ رعب سے بولا تو سحر نے گھبرا کر نظریں جھکا لیں۔

"وہ میں۔۔کہ رہی تھی کہ جلدی کریں ہمیں دیر ہو رہی ہے"

اس نے جھٹ سے جھوٹ گھڑا تو سالار نے آئبرو آچکا کر اسے دیکھا۔

پھر واشروم میں گھس گیا۔

"کپڑے نکال کے بیڈ پر رکھو میرے"

دروازہ بند ہوتے ہی واشروم سے اس کا حکم آیا تو سحر نے گھور کر واشروم کے بند دروازے کو دیکھا۔

"بیڈ اور رکھوں۔۔۔ تھا نہیں کہ بندہ ساتھ لے جاتا ہے کپڑے۔۔۔ بے شرمی تو ہر جگہ دیکھانی ضروری ہے ناں۔"

وہ پھر سے خود سے باتیں کرتی اٹھی اور الماری سے اس کی سمپل سی وائٹ وّول کی ٹی شرٹ اور بلیو جینز نکال کر بیڈ پر رکھی۔۔۔

"اب میں کیا کروں۔۔۔ یہ تو کپڑوں کے بغیر ہی باہر آجائیں گے مجھے تنگ کرنے۔۔۔ ہمم۔۔ میں نیچے چلی جاتی ہوں۔ کہوں گی ہانیہ آپی نے بلایا تھا۔"

وہ خود ہی اپنی باتوں کا حل ڈھونڈتی پر سکون ہوتی مسکرائی۔

ابھی اس نے قدم دروازے کی طرف بڑھائے ہی تھے کے واشروم سے پر رعب آواز آئی تھی۔

"خبردار روم سے باہر نکلی تو"

سالار کی سخت آواز اور وہ منہ بناتی صوفے پر بیٹھ گئی۔

اب وہ سوچ سوچ کر گھبرا رہی تھی کہ سالار اسے تنگ کرنے والا ہے۔

دس منٹ بعد جب واشروم کا دروازہ کھلا تو سحر نے جلدی سے آنکھیں میچ لیں۔

سالار اسے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرتے دیکھ مسکرایا۔

اس نے وائٹ ٹاول باندھ رکھا تھا اور اس کے خیال سے اب سحر کو شرمانا نہیں چاہیے تھا کیونکہ سالار یُونہی باہر نہیں آیا تھا۔

"ڈرپوک لڑکی"

اس نے کہہ کر نظریں سحر سے پھیر لیں۔

پھر سالار شاہ نے بے شرمی کی عمدہ مثال قائم کرتے کپڑے وہیں بیڈروم میں ہی پہنے۔

کیُونکہ اسے یقین تھا اس کی بیوی اب آنکھیں ہر گز نہیں کھولے گی اور ہوا بھی یہی تھا سحر سٹل آنکھیں میچ کر بیٹھی تھی۔

سالار نے کپڑے پہن کر اسے دیکھا پھر گیلا ٹاول بیڈ پر پھینکتا اس تک آیا۔

صوفے پر دونوں ہاتھ رکھتے جھک کر سحر کی دونوں آنکھوں پر لب رکھے۔

"اب نیچے جانے کا ارادہ ہے میرے بے بی کا یا شروع کروں۔۔"

کی بے باک سرگوشی پر سحر نے جلدی سے آنکھیں کھولیں اور اسے پیچھے کرتی خود بھی تیزی سے اٹھی۔

جبکہ سالار نے اس کی پھرتی پر گھور کر اسے دیکھا۔

"میڈم شاید آپ بھول جاتی ہیں کہ میری امانت آپ کے پاس ہے؟"

سالار نے اسے یاد دلایا تو وہ سر جھکا گئی۔

"تو اس طرح تنگ نہیں کیا کریں نہ مجھے کہ مجھے بھاگنا ہی پڑے"

وہ روہانسی ہو کر بولی تو سالار مسکرا دیا اور اس تک آیا، اس کی کمر میں بازو ڈال کر اسے خود سے لگا کر لمبی سانس لی۔

"کاریکٹ یور سینٹنس تنگ نہیں کرتا پیار کرتا ہوں تمہیں"

اس نے سنجیدگی سے کہا تو سحر نے فقط سر ہلا یا۔

لیکن تبھی اس کی نظر بیڈ پر پڑے گیلے ٹاول پر گئی تو سحر نے غصّے سے سالار سے خود کو آزاد کروایا۔

"شاہ آپ کو کتنی دفع سمجھایا ہے کہ مجھے نہیں پسند بیڈ پر گیلا ٹاول رکھنا تو آپ ہمیشہ ایسا کیوں کرتے ہیں"

وہ ٹاول اٹھا کر واشروم کی طرف بڑھی اور ساتھ ہی ایک دفعہ پھر سالار شاہ کو اس کی غلطی کا احساس دلانا چاہا۔

"ہمم۔۔۔ تمہیں تو کچھ بھی نہیں پسند"

وہ آہستہ سے بولا پھر کچھ دیر مزید وقت ضائع کرنے کے بعد وہ دونوں نیچے آئے تھے۔

لاؤنج میں سب موجود تھے،اور انہیں ساتھ دیکھ کر سب نے سکھ کا سانس لیا۔

سالار خود ایک صوفے پر بیٹھا اور اسے بھی ساتھ بٹھالیا۔

تبھی سحر کی نظر عمان کی گود میں بیٹھے عمر پر گئی تو اس نے اٹھنا چاہا تھا، مگر سالار نے آنکھوں میں نہ جانے کیا اشارہ کیا کے وہ بیٹھی رہ گئی۔

وہ دوپہر سے عمر سے نہیں ملی تھی اور اب اس سے مزید صبر نہیں ہو رہا تھا، وہ اپنے بھالو کو اب اپنی گود میں بھرنا چاہتی تھی۔

"سحر بیٹا اِدھر آئیں"

نادیہ شاہ نے سحر کو پکارا تو اس نے ان کی جانب دیکھا۔

ان کے پاس مومنہ بھی سر جھکا کر بیٹھی تھی، سحر کو اپنی باتیں یاد آئیں تو شرمندگی ہوئی۔

کیا طرح اس نے اس معصوم سے لڑکی پر اتنی باتیں کردی تھیں، جو پہلے ہی اس قدر ٹوٹی ہوئی تھی۔

اس دفعہ سالار نے بھی سحر کو نہیں روکا تو وہ آہستہ سے اٹھ کر مومنہ کی دوسری طرف آبیٹھی۔

"یہ مومنہ ہیں اور آج سے یہ آپ کی بہن ہیں،اور مومنہ یہ سحر ہیں سالار کی بیوی اور آپ کی بہن،مجھے امید ہے اب آپ دونوں جلد ہی ایک دوسرے سے مانوس ہو جائیں گی۔"

نادیہ شاہ مسکرا کے بولیں تو دونوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"آپ دونوں باتیں کریں میں بھابھی اور ہانیہ کو دیکھ لوں۔۔۔خنا تیار ہو گیا ہے شاید"

نادیہ شاہ کے اٹھتے ہی سحر نے مومنہ کی جانب دیکھا۔

"ایم سوری۔۔۔میں نے آپ کو جو بھی کہا۔وہ دراصل مجھ سے غُصہ برداشت نہیں ہوتا۔۔۔بٹ مجھے ایسا نہیں بولنا"

"نہیں اِٹس اوکے مجھے برا نہیں لگا آپ کا یہ سب کہنا،آپ کو جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی کہتا۔۔۔خیر ہمیں بری یادیں بھول جانی چاہئیں"

مومنہ سمجھداری سے بولی تو سحر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ کو کیسا لگا سب سے مل کر۔۔۔مطلب عمر،

آغا سائیں،ہانیہ آپی،مورے سب سے بات ہوئی آپ کی؟"

سحر نے تجسس سے پوچھا تو مومنہ مسکرائی۔

"ہمم سب بہت اچھے ہیں۔۔۔اور عمر بہت اچھے لگے مجھے۔کتنے کیوٹ ہیں ناں۔۔۔۔اوہ ہاں یاد آیا مورے بتا رہی تھیں آپ بھی ایکسپیکٹ کر رہی ہیں؟آپ بہت خوش ہوں گی ناں"

مومنہ کا بہت جلد دل لگا تھا سحر سے،واب بغیر کسی جھجک کے اس سے باتیں کرنے لگی تو سحر کو بھی اچھا لگا تھا۔

اس کی آخری بات پر سحر شرم سے لال ٹماٹر ہوئی تھی۔

"ہمم۔۔۔خوش۔بھی ہوں۔۔۔اور۔۔نروس بھی"

سحر مسکرا کر جھکی نظروں سے بولی تو مومنہ مسکراہٹ دبا گئی۔

تبھی سالار شاہ کی نظر اپنی زندگی پر پڑی تھی،اسے یوں چہرہ جھکا کر شرماتے دیکھ وہ مسکرا دیا۔

یعنی وہ صرف اس سے نہیں شرماتی تھی سب سے ہی شرماتی تھی۔

"آجائیں سب ٹیبل پر کھانا لگا دیا ہے"

تبھی نور شاہ نے آکر سب کو آگاہ کیا تو سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

سحر نے اٹھ کر مومنہ کا ہاتھ تھام لیا اور اس کے ہمراہ چلنے لگی۔

سالار کے ساتھ والی چیئر پر سحر بیٹھی اور اس کے ساتھ مومنہ بیٹھی تھی۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

"ایسا کیا کہا مومنہ نے جس پر آپ بلش کر رہی تھیں"

سالار نے اہستہ آواز میں سوال کیا تو سحر دوبارہ سے شرما دی۔

"وہ۔۔وہ پوچھ رہی تھیں کہ میں بے بی کے لیے خوش ہُوں"

سحر کے جواب پر سالار مسکرایا۔

"تو تم نے انہیں بتایا کہ ہمارا ارادہ یہ خوشی پندرہ سے بیس دفاع لینے کا ہے؟"

سالار شرارت سے بولا تھا مگر سحر جو کھانا کھا رہی تھی،اس کا نوالہ حلق میں اٹکا تھا۔

وہ بری طرح کھانسنے لگی تو سب پریشان ہو گئے تھے،سالار نے جلدی سے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگاتے اس کی کمر سہلائی تو سحر کی حالت کچھ سمبھلی۔

"سحر احتیاط سے کھائیں بیٹا"

عمان نے پیار سے کہا تو سحر نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ اتنا کھانسنے کی وجہ سے آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔

"لگتا ہے ہضم نہیں ہوا انہیں"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سالار بہت معنی خیزی سے بولا تھا۔

سحر نے اس کے پیٹ پر کہنی ماری تو سالار نے گھور کر اسے دیکھا۔

"جو کرنا ہے کر لو ڈارلنگ رات کو سارے بدلے گن گن کر لوں گا"

سالار نے دوبارہ اس کی سانسیں اٹکائی تھیں۔

پھر اسی طرح سالار کی نوک جھوک پر بمشکل ہی اس نے چند نوالے لیے اور یہ کہتے ہوئے ہاتھ روک لیا کہ میرا پیٹ بھر گیا ہے۔

تین سال بعد۔۔۔

آج کا دن ایک الگ ہی رونق اور چمک اپنے ساتھ لایا تھا۔

لال حویلی میں آج معمول سے زیادہ گہما گہمی تھی کیونکہ آج مومنہ کہ نکاح تھا۔

سالار کا ایک دوست جس کا نام تابش تھا وہ سالار سے کوئی کام ہونے کی وجہ سے ایک دن حویلی آیا تھا۔

سالار کی دوستی اس سے بہت گہری تھی، وہ اسلام آبادی رہائش پزیر تھا، اور بزنس میں اس کا نام بہت مشہور تھا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

تابش عباسی واپسی پر جب اپنی گاڑی کی

طرف گیا، تو اس کی نظر ایک مومی گڑیا پر گئی تھی۔

جو لون میں ایک چھوٹے سے بچے کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

تابش کو پہلی نظر میں ہی شاید محبت ہوئی تھی کہ اس نے فوراً ہی سالار سے اس بارے میں بات کی کہ وہ کون ہے۔

سالار کو اس کی بات کچھ پسند نہیں آئی تھی کہ تابش نے اس کی گھر کی عورت کی طرف دیکھا بھی کیسے۔

مگر جب اس کی خواہش کا علم سالار کو ہوا تو وہ قدرے ٹھنڈا ہوا تھا۔

کیونکہ تابش عباسی کسی بھی قسم کی فضولیات کے بغیر اس پھول سے نازک لڑکی

کو اپنی زوجیت میں لینا چاہتا تھا۔

سالار نے اس سے مومنہ کا ماضی ہر گز نہیں چھپایا تھا مگر تابش کا کہنا تھا اسے محبت اس کی ذات سے ہے اسے ماضی سے کوئی لینا دینا نہیں۔

سالار نے جب عمان شاہ، مراد شاہ، سلیمان شاہ اور آغا سائیں سے بات کی تو ان سب کو خوشی ہوئی تھی اس بات سے۔

سالار تھوڑا پریشان تو مومنہ کو لے کر کیونکہ وہ جانتا تھا وہ قبول نہیں کر پائے گی یہ سب۔

لال حویلی   دی بیسٹ ناولز

سالار نے خواتین سے بات کی تو سب نے پیار محبت سے اسے سمجھایا کے تابش بہت اچھا لڑکا ہے۔

اور اسے اس کے ماضی سے بھی فرق نہیں پڑتا

اور سب سے بڑی بات اس نے خود کہا ہے کہ وہ مومنہ کو پسند کرتا ہے۔

مومنہ ماننے میں ہی نہیں آ رہی تھی اسے خوف جو مردوں سے آتا تھا وہ کسی طور کم بھی ہی سکا تھا۔

بہت مشکلوں سے اسے سب نے مل کر منایا تھا۔

تابش کی فیملی میں صرف اس کی ماں ہی تھیں جو بہت نرم دل مجاز کی خاتون تھیں۔

وہ دو دفعہ مومنہ سے مل کر بھی گئی تھیں، اور اس کی انگلی میں اپنے بیٹے کے نام کی انگوٹھی بھی ڈال گئی تھیں۔

سحر اور ہانیہ، مومنہ کے لیے بہت خوش تھیں، کیونکہ وہ اپنی زندگی میں اب یہ خوشیاں ڈیسر و کرتی تھی۔

سحر اور ہانیہ صبح سے اپنے رونے رو رہی تھیں۔

کیونکہ ان کی آفتوں سے ان کے ناک میں دم کر رکھا تھا۔

(سحر کو اللہ نے بہت خوبصورت بیٹی سے

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

نوازا تھا جواب دو سال کی ہے، جس کا نام علیزے رکھا تھا انہوں نے، علیزے کے بعد سالار نے سحر کو کافی وقت دیا تھا اور اب سحر کو دوبارہ پریگنینٹ ہوئے چار ماہ ہو چکے تھے، جبکہ عمان نے ہانیہ کی پچھلی دفع کی حالت کے پیش نظر دوبارہ اس پر کوئی مشکل بھی ڈالی تھی اس لیے ان کے پاس عمر ہی تھا جواب ساڑھے تین سال کا ہو چکا تھا۔ سب ہی اپنی زندگیوں میں بہت خوشحال تھے، بچوں کی وجہ سے حویلی میں بہت رونق رہنے لگی تھی۔ اتنے عرصے میں سالار نے بہت کوشش کی تھی کہ مومنہ پڑھائی شروع کرلے مگر

اس کہ کہنا تھا کہ اب اس کی خواہش نہیں رہی۔ تو سالار نے بھی زیادہ زور نہیں دیا تھا۔)

سحر کی اپنی طبیعت آج کچھ ٹھیک نہیں تھی، ساتھ نکاح کی تیاریاں بھی تھیں اور ساتھ ساتھ اسے علیزے کی بھی سمبھالنا پڑ رہا تھا۔

علیزے کی عادت تھی کہ وہ سحر سے پل کو بھی دور نہیں ہوتی تھی، چاہے پھر سب اسے کتنا ہی کیوں نہ بہلا لیں۔

ہاں اگر سالار شاہ اسے وقت دیتا تب علیزے ماں کو چھوڑ کر بابا کو چپک جاتی تھی۔

سالار کو اندازہ تھا سحر کی حالت کا مگر آج مردان خانے میں بہت مہمان تھے تو اسے وہاں رہنا پڑ رہا تھا۔

وہ دو تین دفعہ سحر کو کال کر کے کہہ چکا تھا کہ علیزے کو نادیہ شاہ کے پاس بجھوا دو اور کچھ ریسٹ کر لو یہ علیزے کو سلا دو۔

مگراس کا کہنا تھاکہ وہ آج آرام نہیں کر سکتی کام بہت ہیں،اور علیزے کو سلانے کی بہت کوشش کر چکی ہے مگر وہ بھی سو رہی۔

دوسری طرف عمر کو عمان کے پاس جانا تھا،ہانیہ نے ملازم کے ہاتھ اسے مردان خانے بجھوایا تو پھر اسے ماما کے پاس جانا تھا۔

اسے ماں باپ دونوں ایک ہی جگہ چاہیئے تھے جو فلحال مشکل تھا۔

ہانیہ اسے کافی دیر سے بہلا رہی تھی۔

ایک تو علیزے اور عمر کی بلکل نہیں بنتی تھی کہ انہیں ساتھ چھوڑ دیا جائے۔

اب بھی سب خواتین مومنہ کے پاس موجود تھیں،کیُونکہ وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی۔

اب اس کی نارمل کرنے میں لگی تھیں مگران دونوں بچوں نے سکون برباد کرر کھا تھا۔

"ان دونوں کو ہوا کیا ہے؟"

نادیہ شاہ نے سحر اور ہانیہ کو اُلجھتے دیکھ کر سوال کیا۔

تو دونوں نے ہی اُکتا کر سر اٹھایا۔

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

"پتہ نہیں مورے یہ کہتی ہے کہ میں اسے اُٹھا کر گھوموں۔۔۔ایک تو اتنے کام ہیں مجھے ساتھ یہ اتنی ہیلدی ہی مجھ سے نہیں اٹھائی جاتی"

سحر روہانسی ہو کر بولی تو نور اور نادیہ شاہ نے فکر مندی سے اسے دیکھا پہلے گی اس کی طبیعت صبح سے خراب تھی پھر علیزے کا تنگ کرنا۔۔۔۔۔

جبکہ ہانیہ خاموش رہی تھی کیونکہ اس کے بیٹے کا مثلا سب جانتے تھے۔

کیُونکہ یہ عمر کی پیدائشی مرض تھی۔

"اچھا آپ دونوں پریشان نہیں ہوں میں سالار

اور عمان کو کال کر کی بلاتی ہوں وہ خود سمبھالیں اپنے بچوں کو۔۔۔یہ صرف آپ دونوں کی زمہ داریاں تو نہیں ہیں"

نور بیگم نے حل نکالا تو دونوں نے سکھ کا سانس لیا۔

"بی بی جی۔۔۔تابش صاب کی ملاز مائیں آئیں ہیں نیچے۔مومنہ بی بی کا سامان لے کر"

تبھی ملازمہ ادب سے آ کر بولی تو سب نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"آپ انہیں چائے وغیرہ پلائیں ہم آتے ہیں نیچے"

نادیہ شاہ کے جواب پر ملازمہ چلی گئی۔

"دونوں آرہے ہیں تو بچے وہ سمبھال لیں گے،،،اب وقت کم رہ گیا ہے آپ دونوں مومنہ کو تیار کر دیں ہم سامان اوپر بھجوادیتی ہیں۔۔۔انہیں تیار کر کے خود بھی جلدی سے تیار ہو کر نیچے آئیں"

نادیہ شاہ مومنہ کے سر پر پھر کر تیں بولیں تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

پھر وہ دونوں نیچے چلی گئیں تو مومنہ نے کب سے روکے آنسو بہانے شروع کیے تھے۔

"ماما۔۔آنی لو کیوں لئی ہیں؟"

عمر اسے روتے دیکھ کر ہانیہ سے بولا مگر ہانیہ اسے بیڈ پر بٹھا کر خود مومنہ کے پاس آئی جو صوفے پر بیٹھی رو رہی تھی۔

سحر بھی علیزے کو لیتی اس کے پاس آئی۔

"مجھے۔۔نہیں کرنا نکاح۔۔۔میں کسی کی۔۔۔۔

زندگی خراب نہیں کرنا چاہتی۔۔وہ۔۔وہ مجھے ڈیسر و نہیں کرتے"

وہ چھیڑا ہاتھوں میں چھپائے روتی ہوئی بولی تو ہانیہ نے اسے خود سے لگایا۔

"مومنہ میری جان۔۔۔آپ کی وجہ سے کسی کی زندگی خراب نہیں ہوگی بلکہ سنور جائے گی۔وہ خوش نصیب ہیں کہ انہیں آپ ملی ہیں۔اور آپ کیوں بلاوجہ پریشان ہو رہی ہیں سالار لالا نے خود مورے کو بتایا ہے کہ وہ آپ کو پسند کرتے تھے اور انہوں نے خود سالار لالا سے بات کری کے وہ آپ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔"

ہانیہ نے تفصیل سے اسے سمجھایا سحر نے بھی اس کے آنسو صاف کیے۔

مگر وہ نہیں تھم رہے تھے.

ابھی وہ دونوں اسے سمجھا رہی تھیں جب دستک دے کر عمان اور سالار کمرے میں داخل ہوئے۔

دونوں بے بیزا اپنے اپنے بابا کو دیکھ کر اچھلے تھے۔

مگر ان دونوں کا دھیان اپنی بیویوں کے درمیان بیٹھی مومنہ پر تھا جو رو رہی تھی مگر انہیں دیکھ کر اس نے آنکھیں صاف کر لیں۔

"کیا ہوا ہے اُنہیں"

آمنہ نے ہانیہ سے سوال کیا تو اس نے ایک مجھے اسے دیکھا جس نے نفی میں سر ہلاتے اسے منع کیا تھا بتانے پر۔

"وہ۔۔وہ یہ ابھی نکاح نہیں کرنا چاہتیں۔۔"

ہانیہ کے جواب پر عمان اور سالار نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

وہ دونوں مومنہ کی جانب بڑھے تو ہانیہ اور سحر نے اٹھ کر بچوں کو سمبھالا جو ان کے پاس جانا چاہ رہے تھے۔

"مومنہ بچے رونے کی بجائے سکون ڈے بغیر ڈرے بتائیں۔۔۔کیوں نہیں کرنا چاہتیں آپ نکاح"

لال حویلی دی بیسٹ ناولز

سالار اس سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھتا بولا تو ہانیہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"وہ۔۔وہ کچھ نہیں جانتے میرے بارے میں۔۔۔جب انہیں پتہ چلے گا تو وہ مجھے چھوڑ دیں گے۔۔۔ایک دفعہ۔ پھر دھتکاری جاؤں گی میں"

وہ دکھی ہوتی بولی۔

"اور آپ سے کا نے کہا کہ تابش کچھ نہیں جانتے آپ کے بارے میں ؟ بچے میں انہیں پہلے ہی سب کچھ بتا چکا ہوں اور انہیں کوئی مسلہ نہیں اس سب سے۔وہ گھٹیا سوچ کے مالک نہیں ہیں۔وہ جانتے ہیں آپ بے قصور تھیں اس سب میں اور مومنہ اب ہم سب کچھ طے کر چکے ہیں بچے اب ہم اپنی بات سے پلٹ نہیں سکتے۔ہاں شادی کے بعد اُنھوں نے آپ سے کچھ بھی غلط کہا تو آپ ہمیں بتائیں گی پھر دیکھیں گے کیا کرنا ہے"

سالار شاہ سنجیدگی سے بولا تو ہانیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اسے لگا تھا سالار نے سب چھپایا ہے تابش سے مگر ایسا نہیں تھا۔

"آپ ساری ٹینشن چھوڑیں آج آپ کا بہت اہم دن ہے۔۔۔آپ خوش رہیں تو سب خوش ہیں گے۔

انشاءاللہ سب بہتر ہو گا آپ آرام سے تیاری کریں"

عمان نے اسے سمجھایا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

پھر سالار نے علیزے کو سحر کی گود سے لیا اور اسے روم میں آنے کا اِشارہ کرتے وہ چلا گیا۔

عمان بھی ہانیہ سے عمر کو لیتا روم میں چلا گیا تو وہ دونوں پھر اس کے پاس آئیں۔

"آپی آپ انہیں تیار کرنا شروع کریں میں سالار اور علیزے کے کپڑے نکال لوں"

سحر کہتی کمرے سے نکلی تو ہانیہ مسکرا کر مومنہ کو میک آپ کرنے لگی۔

سحر روم میں آئی تو سالار صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ علیزے اس کی گود میں بیٹھی اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کر رہی تھی۔

سحر بھی مسکراتی ان کے کپڑے نکال کے بیڈ پر رکھتی ان کے پاس پر صوفے آ بیٹھی۔

"تھک گئی ہو گی میری جان؟"

سالار شاہ اس کے گرد بازو پھیلا کر اسے خود سے لگاتا بولا تو وہ دھیما سا مسکرا دی۔

"نہیں ٹھیک ہمیں میں۔۔۔بس آپ کی بیٹی تھوڑا زیادہ ہی پریشان کرتی ہے مجھے۔۔۔اب بھی آپ نہ اتے تو میں نے رونے لگ پڑنا تھا"

سحر علیزے کی طرف دیکھتی بولی تو سالار نے مسکرا کر علیزے کے پھولے پھولے گالوں پر بوسا لیا۔

"میری بیٹی مجھ پر ہی گئی ہیں۔۔۔ تمہیں کو تنگ کرنا ہم دونوں کا ہی فیوریٹ کام ہے"

سالار شرارت سے بولا تو سحر اس سے دور ہوئی۔

"جانتی ہوں۔۔۔ خیر آپ پلیز خود تیار ہو جایئے اور اسے بھی اپنے پاس رکھیں۔میں میں ابھی مومنہ کو بھی دیکھنا ہے پھر خود بھی تیار ہونا ہے اور علیزے کو بھی کرنا ہے تو آپ کے نکھرے نہیں برداشت کر سکتی میں"

سحر اٹھتی ہوئی بولی تو سالار نے جھٹکے سے اسے واپس گرایا تھا۔

"آہ"

اس نے تکلیف سے ہونٹ بھینچے اور دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے تو سالار کو احساس ہوا

اس نے تیزی سے علیزے کو نیچے کھڑا کیا اور سحر کو سیدھا کر کے اس کی کمر سہلائی۔

"زیادہ پین ہو رہی ہے؟"

سالار نے فکر مندی سے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ایم سوری یار خیال نہیں رہا مجھے"

سالار شاید زیادہ شرمندہ ہوا تھا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں"

سحر سنبھلتی دوبارہ اٹھی تو سالار نے اٹھ کر اس کی پیشانی پر بوسا دیا۔

"خیال سے رہنا"

اس نے محبت سے تنبیہہ کی تو سحر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے چلی گئی۔

"ڈول کم ہیئر بابا اینڈ علیزے گیم کھیلیں"

سالار اسے اُٹھا کے بیڈ پر لیٹا تا بولا تو اس نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔

سالار شاہ بھی اسے خوش دیکھ کر مسکرایا پھر اس نے جھک کر اس کی شفاف پیشانی کو چوم لیا تھا۔

ختم شدہ